بنونضیر کے مال کا بطور فئی حاصل ہونا.......... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن شیبان نے، ان کو خبر دی سفیان نے عمرو بن دینار سے، اس نے زہری سے، اس نے مالک بن اوس بن حدثان سے، اس نے عمر بن خطاب سے کہ انہوں نے کہا بے شک بنونضیر کے مال ان میں سے تھے جو اللہ نے اپنے رسول پر فے کئے تھے بلا جنگ لڑے عطا کئے تھے۔ ان میں سے تھے جس پر مسلمانوں نے گھوڑے نہیں دوڑائے تھے اور نہ ہی اُونٹوں پر سوار مجاہدین نے حملے کئے تھے۔ لہٰذا وہ مال رسول اللہ کے لئے مخصوص تھے۔ آپ اس میں سے اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتے تھے، سال بھر کا خرچہ لے لیتے تھے باقی جو کچھ بچ جاتا تھا اس کو اللہ کی راہ میں جہاد کی تیاری پر خرچ کرتے تھے، اسلحہ وغیرہ جمع کرنے پر اور جہاد کے لئے جانور تیار کرنے پر۔

(بخاری۔ مسلم نے اسے سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے۔ (فتح الباری ۸/ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ مسلم کتاب المغازی۔ باب حکم الفئی ص ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷)

باب ۳۴

کعب بن اشرف یہودی[۱] کا قتل ہونا اور اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول اور مسلمانوں کو اس کے شر سے بچانا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے اور صالح بن ابوامامہ بن سہیل بن حنیف نے، ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب بدر سے فارغ ہوئے آپ نے اہل مدینہ کے پاس دو خوشخبری دینے والے روانہ کئے، ایک زید بن حارثہ تھے ان کو مدینہ سافلہ کی طرف بھیجا اور دوسرے عبداللہ بن رواحہ تھے، ان کو اہل مدینہ عالیہ کے پاس بھیجا۔ وہ ان کو خوشخبری دیتے تھے کہ اللہ نے اپنے نبی کو فتح دی ہے۔ زید بن حارثہ کی ملاقات نبی سے پہلے اپنے بیٹے اسامہ سے ہوئی جس وقت رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ رقیہ جو حضرت عثمان کے عقد میں تھی بیمار تھی اور حضور نے عثمان کو اس کی تیمارداری کے لئے چھوڑ گئے تھے وہ فوت ہوگئی تو اس کو دفن کر کے مٹی برابر کر رہے تھے۔ اسامہ کو کہا کہ تیرے والد زید آ گئے ہیں۔ اسامہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے پاس آیا اور وہ لوگوں کو یہ بتا رہے تھے کہ عقبہ بن ربیعہ قتل ہو گیا ہے اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوجہل بن ہشام اور نبیہ اور منبیہ اور امیہ بن خلف قتل ہو چکے ہیں۔ اس طرح وہ بڑے بڑے قریش کی موت کی خبر دے رہے تھے۔

اسامہ کہتے ہیں میں نے از راہ تعجب پوچھا، اے ابا جان! کیا یہ سچ ہے؟ انہوں نے بتایا، جی ہاں سچ ہے اللہ کی قسم اے بیٹے۔ ادھر ان لوگوں کو موت کی خبر سُنائی عبداللہ بن رواحہ نے اہل عالیہ کو یہ خبر جب کعب بن اشرف یہودی کو پہنچی تو اس نے کہا ہلاک ہو جاؤ کیا یہ خبر سچ ہے؟ وہ لوگ عرب کے بادشاہ تھے لوگوں کے سردار تھے۔ ان جیسی مصیبت کسی بادشاہ کو کبھی نہیں پہنچی۔

چنانچہ کعب بن اشرف مکے روانہ ہو گیا مشرکین کی تعزیت کے لئے۔ وہاں پر وہ عاتکہ اُسید بن ابوالعیص کے ہاں جا کر ٹھہرا۔ وہ مطلب بن ابووداعہ کے عقد میں تھی اس نے جا کر وہاں رونا شروع کیا قریش کے مقتولین پر اور قریش کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف اُبھارا اور اس نے رو کر

[۱] دیکھئے مغازی الواقدی ۱/۱۸۴۔ ابن سعد ۲/۳۱۔ تاریخ الطبری ۲/ ۴۸۷۔ سیرہ ابن ہشام ۲/ ۴۳۰۔ ابن حزم ص ۱۵۴۔ عیون الاثر ۱/ ۳۶۵۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۵)

ایک قصیدہ کہا جو کہ درج ذیل ہے :

طحنت رحا بدر لمهلك اهلها ولمبل بدر تسهل وتدمع
قتلت سراة الناس حول حياضهم لا تبعدوا ان الملوك تصرع
كم قد اصيب بها من ابيض ماجد ذی بهجة تاوی اليه الضيع
طلقاليدين اذا الكواكب اخلفت حمال اثقال يسود ويربع
ويقول اقوام اذل بسخطهم ان ابن الاشرف ظل كعبا يجزع
صدقوا فليت الارض ساعة قتلوا ظلت تسوخ باهلها وتصدع
صار الذی اثر الحديث بطعنه اوعاش اعمی مرعشا لايسمع
نبت ان الحارث بن هشامهم فی الناس يبنی الصالحات ويجمع
ليزور يثرب بالجموع وانما يحمی علی الحسب الكريم الادوع
نبت ان بنی كنانه كلهم خشعوا لقتل ابو الوليد وجدعوا
نبت ان بنی المغيرة كلهم خشعو لتقل ابی الحكم وجدعوا
وابنا ربيعة عنده ومنبة مال نال مثل المهكين وتبع

میدان بدر میں چلنے والی جنگی چکی نے بدر والوں کو ان کی ہلاکت گاہ میں پیس کر رکھ دیا ہے اور بدر والوں جیسوں پر تو روتے ہیں آنسو بہاتے ہیں سب لوگوں میں سے بہترین سردار لوگ اپنے حوضوں کے گرد قتل ہوئے پڑے ہیں۔ یہ بات بعید از عقل ہے بے شک بادشاہ بھی قتل ہوا کرتے ہیں؟ کتنے شرفاء تھے جو وہاں بدر میں خوبصورت لوگ مارے گئے جو کہ حسن و تازگی والے تھے۔ فقیر وغریب جنگی گرائے جاتے ہیں ظرف پناہ لیتے تھے۔ کثرت کے ساتھ بھلائی کرنے والے سخی تھے جو اس وقت سخاوت کرتے تھے جب بارش کے لئے طلوع ہونے والے ستارے بانجھ ہوتے تھے (مطلب ہے قحط کے دور میں بھی ان کی سخاوت جاری رہتی تھی)۔ اُونٹوں کے بوجھ اُٹھوانے والے (مراد تاجر ہے) جو سرداری کرتے تھے اور غنیوں کی چوتھائی وصول کرتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان سرداروں کے ناراض ہو جانے (جدا ہو جانے) سے ہم ذلیل بے عزت ہو گئے ہیں۔ بے شک ابن اشرف جو کعب بن گیا تھا (اُونچا برتر) وہ تک ڈر گیا اور گھبرا گیا ہے۔ ان کی ہلاکت کی تصدیق ہو چکی ہے۔ اے کاش! جس وقت وہ مارے گئے تھے زمین غم سے جوش مار کر پھٹ جاتی۔ کاش کہ جس نے ان کی موت کی خبر پھیلائی وہ خود نشانہ بن جاتا یا اندھا ہو جاتا جیتے جی مارے خوف کے وہ کچھ بھی نہ سُن سکتا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ ان میں سے حارث بن ہشام تو اتفاق اور صلح کی کوشش میں مصروف تھے اور نیکی کی بنیاد قائم کر رہے تھے تاکہ وہ لوگوں کو ملے اور اتفاق قائم کر کے خوشی سے شرابیں پلوائے سوائے ان کے نہیں کہ صاحب و نسب ہی حفاظت کرتا ہے جو حسین و وجیہہ ہوتا ہے۔ مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ بنو کنانہ سارے کے سارے جھک پڑے تھے واسطے قتل ابو الولید کے اور یہ کہ ان مقتولین کے ناک کان بھی کاٹے گئے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ انصاری کی ایک عورت نے کہا کہ میں نے اشرف کا قول سُنا تھا :

بكت عين من تبكی لبد روا هلة وعلت بمثليها لؤی بن غالب

جو شخص بدر اور اہل بدر کو رویا ہے اس کی آنکھ روتی رہے گی اور لوئی بن غالب اسی کی مثل کے لئے سدا آنسو بہاتے رہیں گے۔

اور حضرت حسان بن ثابت ﷺ نے کہا :

بکت عین کعب ثم عل بعبرة — منه وعاش مجدعا لا یسمع
ولقد دأیت ببطن بدر منهم — قتلی تسح لها العیون وتدمع

کعب بن اشرف کی آنکھیں روئی ہیں پھر مسلسل آنسوں بہاتی ہیں اس درد وغم سے اور اس سے وہ ہمیشہ ناک کان کٹا رہے گا یعنی بے عزت و بے حرمت رہے گا۔
اللہ کی قسم میں نے بطن وادی بدر میں ان کفار و مشرکین کو دیکھا تھا جو مقتول ہوئے پڑے تھے۔ان کے لئے آنکھیں جوش مار رہی تھیں اُبل رہی تھیں اور آنسو بہا رہی تھیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پھر کعب مدینہ میں واپس لوٹ آئے اور اس نے اُم ضل بنت حارث کی تشبیب کی یعنی اشعار کے اندر اس کے حسن و جمال اور اس کی جوانی کا تذکرہ کرنے لگا۔

أداحل انت لم تحلل بمنقبة — وتارك انت أم الفضل با الحرم

اس نے اپنے کلام میں مسلمانوں کی عورتوں کے شباب اور جوانی اور حسن کا تذکرہ کر کے مسلمانوں کو تکلیف پہنچائی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴۳۰/۲-۴۳۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عتبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ کعب بن اشرف یہودی بنونضیر میں سے ایک تھا اور ان کا سردار اور لیڈر رتھا۔اس نے اشعار کے اندر حضور کی بُرائی کر کے حضور کو ایذا رسانی کی تھی اور قریش کے پاس مکے میں جا کر ان کو مزید گمراہ کیا تھا۔چنانچہ ابوسفیان نے اس سے کہا تھا :

''اے کعب! بن اشرف میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں آپ مجھے صحیح صحیح بتائیے گا، کیا ہم لوگوں کا دین اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے یا محمد (ﷺ) کا دین اور اس کے اصحاب کا دین؟ اور تیرے نزدیک ہم میں سے کون زیادہ ہدایت پر ہے تیری رائے کے اندر اور کون حق سے قریب تر ہے؟ بے شک ہم لوگ اُونٹ خیرات کر کے لوگوں کو کھلاتے ہیں اور ہم دودھ اور پانی لوگوں کو پلاتے ہیں اور ہم وہاں تک کھانا کھلاتے ہیں جہاں تک بادشالی چلتی ہے''۔

کعب بن اشرف یہودی نے جواب دیا کہ تم لوگ ان سے زیادہ ہدایت پر ہو راستے کے اعتبار سے۔

اس کے بعد کعب بن اشرف واپس مدینہ کی طرف روانہ ہوا مگر وہ مشرکین کی رائے کو متفق کر چکا تھا۔رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قتال کرنے پر علی الاعلان بسبب عداوت رسول کے اور حضور کی ہجو اور بُرائی کرنے کے (جب کعب بن اشرف یہودی کی عداوت حد سے بڑھ گئی) تو رسول اللہ نے فرمایا، کون ہے جو کعب بن اشرف کی خبر لے ہمارے لئے۔اس نے تو اعلانیہ ہماری عداوت اور ہماری ہجو شروع کر دی ہے۔ اور اس نے قریش کے پاس جا کر ان کو بھی متفق کر لیا ہے ہمارے ساتھ قتال کرنے کے لئے۔اللہ نے مجھے اس بارے میں خبر دے دی ہے۔ اس کے بعد آیا سب سے بڑی خباثت پر قریش کا انتظار کرنے لگا کہ وہ آئیں گے تو یہ بھی ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے قتال کریں گے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے مسلمانوں کے سامنے یہ آیت پڑھی :

الم ترالی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یؤمنون با لجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ھٰؤلاء اھدی من الذین اٰمنوا سبیلا ۔ (سورۃ نسآء : آیت ۵۱)

کیا آپ نے دیکھا نہیں ان لوگوں کی طرف جو آسمانی کتاب کی ایک حصہ بھی دے گئے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں شیطان کے اور بتوں کے ساتھ اور کافروں سے کہتے ہیں کہ تم لوگ اہل ایمان سے زیادہ ہدایت پر ہو راستے کے اعتبار سے۔

یہ آیت اور دیگر آیات اس کے ساتھ جو قریش کے بارے میں ہیں اور ہمارے لئے یہ بات ذکر کی گئی۔واللہ اعلم

رسول اللہ نے فرمایا تھا، اے اللہ! آپ مجھے کافی ہو جائیں ابن اشرف سے جس طرح آپ چاہیں۔ چنانچہ محمد بن سلمہ نے عرض کی یارسول اللہ میں اس مردود کو قتل کر دوں، رسول اللہ نے فرمایا، جی ہاں۔

چنانچہ اس کے بعد محمد بن مسلمہ اپنے گھر جانے کے لئے اُٹھے۔ ان کو سلکان بن سلامہ آگے مقبرہ میں ملے وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آرہے تھے۔ محمد بن مسلمہ نے اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کعب بن اشرف کے قتل کرنے کا حکم دے دیا ہے اور تم جاہلیت میں اس کے دوست رہ چکے ہو۔ آپ کے سوا اس کو کوئی امان نہیں دے گا۔ اس کو نکالئے میرے آگے میں اس کو قتل کروں گا۔ سلکان نے اس سے کہا کہ اگر حضور ﷺ مجھے حکم دیں گے تو میں تب ایسا کروں گا۔

لہٰذا محمد بن مسلمہ اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور سلکان نے کہا یارسول اللہ کیا آپ نے کعب بن اشرف کے قتل کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں، تو سلکان نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے اس بات کی اجازت دیجئے۔ آپ نے بھی کہا کہ آپ کو بھی اجازت ہے۔ لہٰذا سلکان اور محمد بن مسلمہ اور عباد بن بشر بن وقش اور سلمہ بن ثابت بن وقش اور ابوعبس بن جبر روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ وہ اس کے پاس چاندنی رات میں پہنچے اور کھجور کے تنوں کے سائے میں چھپ گئے اور سلکان نکلا، اس نے زور سے آواز لگائی، اے کعب۔ اس نے پوچھا کہ کون ہو تم؟ انہوں نے بتایا کہ میں سلکان ہوں اور یہ ابولیلیٰ ہے اے ابونائلہ۔ کیونکہ کعب بن اشرف کی کنیت ابونائلہ تھی۔ اس کی بیوی نے پیچھے سے کہا کہ آپ نیچے نہ اُتریں اے ابونائلہ یہ آپ کو قتل کر دے گا۔ اس نے کہا کہ میرا بھائی ہے یہ خیر کے ساتھ ہی آیا ہوگا۔ اگر جوان نیزہ کھانے کے لئے بلایا جائے تو بھی وہ جاتا ہے۔

چنانچہ کعب باہر نکلا، اس نے حویلی کا پھاٹک کھولا تو بولا کون ہو تم؟ (کیونکہ اندر کوئی آدمی تھا) وہ بولا تیرا بھائی ہوں قطاطی۔ مجھے آپ کا سر چاہئے۔ اس نے آہستہ آہستہ سر ہلایا کیونکہ اس کو کعب نے پہچان لیا تھا لہٰذا وہ اس کے لئے نیچے اُتر آیا (کیونکہ وہ اس کا دوست تھا سلکان جواب دوست نہیں رہا تھا، مسلمان ہو گیا تھا)۔ لہٰذا سلکان کعب کو اپنے دوستوں کے پس لے آیا اور اس سے کہنے لگا کہ ہمیں سخت غربت لاحق ہو گئی ہے میں اس لئے تیرے پاس آیا ہوں کہ آپ کے ساتھ باتیں بھی کروں گا اور آپ کے پاس زرہ بھی رہن رکھوں گا کچھ جو ہیں کے بدلے میں۔ کعب نے اس سے کہا کہ میں نے تجھے بتایا تھا کہ تم عنقریب اسی غربت سے دوچار ہو گے مگر ہم لوگ تو آج بھی خوشحال ہیں، ہمارے پاس کھجوریں ہیں، جو ہیں، عنبر ہے آؤ ہمارے پاس۔ سلکان نے کہا کہ شاید ہم ایسا ہی کریں۔ اتنے میں سلکان نے کعب کے سر میں اپنا ہاتھ ڈالا پھر اس کو سونگھ کر کہنے لگا یار یہ تمہارا عنبر کس قدر خوشبودار ہے یہ تو ایک بار یا دو بار تیار کیا گیا ہوگا۔ یہاں تک کہ کعب باتوں سے مطمئن ہو گیا۔

اس کے بعد سلکان نے کعب کا سر پکڑ لیا اور مضبوط کر لیا مگر اس اللہ کے دشمن نے زور کے ساتھ بُری طرح چنگھاڑا، ادھر سے اس کی بیوی نے چیخ ماری اے کعب دونوں محافظو۔ مگر سلکان نے اس کو پکڑ کر گلے سے لگا کر معانقہ میں قابو کر لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھ سمیت اس اللہ کے دشمن قتل کر دو۔ وہ اپنی تلواروں کے ساتھ صرف اسی پر حملہ کرتے رہے، حتیٰ کہ ایک نے اس کے پیٹ میں تلوار گھونپ دی جس سے اس کی انتڑیاں باہر آ گئیں۔ چنانچہ اس طرح انہوں نے اس کو اپنی قدرت میں لے کر اپنی تلواروں کی زد میں لے لیا۔ اس گتھم گتھا ہونے اور تلوار چلانے میں ان کے ساتھ عباد بن بشر کو بھی چہرے یا پیر پر تلوار لگ گئی تھی مگر اس وقت پتہ نہ چل سکا۔

چنانچہ کعب کو قتل کرنے کے بعد جب وہ حراف بعاث میں پہنچے تو دیکھا کہ ان کا ایک ساتھی نہیں ہے کیونکہ اس کا خون کافی بہہ گیا تھا جس سے نڈھال ہو کر وہ گر گیا تھا۔ لہٰذا وہ لوگ اسی وقت واپس دوڑے، دیکھا تو وہ راستے میں گرا ہوا تھا جلدی سے اس کو اُٹھا کر اس کے گھر میں لے آئے اسی رات میں اس طرح اللہ نے کعب بن اشرف کو قتل کرا دیا۔ اللہ اور رسول کی عداوت اور رسول کی ہجو اور بُرائی کرنے کی پاداش میں اور حضور سے لڑنے کے لئے قریش کو تیار کرنے اور ان کو اس پر اُبھارنے میں۔ (الدرر لابن عبدالبر ص ۱۴۳۔ عیون الاثر ۱/ ۳۶۵)

کعب بن اشرف نقص عہد اور عذر کے بسبب قتل ہونا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق نے اور ابوبکر بن حسین نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بحر بن نصر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ہے ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی سفیان بن عقبہ نے، اس سے عمر بن سعید سفیان بن سعید ثوری کے بھائی نے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبایہ سے یعنی ابن رفاعہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ کے سامنے کعب بن اشرف کے قتل کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ ابن یامین نے کہ اس کو دھوکے سے قتل کیا تھا[1] محمد بن مسلمہ نے کہا اے معاویہ کیا تیرے نزدیک رسول اللہ ﷺ بھی دھوکہ کرتے تھے۔ پھر آپ منکر نہیں ہیں، اللہ کی قسم نہیں سایہ دے گی مجھے اور آپ کو کسی گھر کی چھت کبھی بھی اور نہ ہی مجھے فرصت دینا اس کا خون مگر میں اس کو قتل کر دیتا۔

راوی احمد کہتے ہیں کو کچھ ہم نے ذکر کیا جو کچھ ہم آئندہ ذکر کریں گے کعب بن اشرف کا عذر اور دھوکہ کرنا اور اس کا بعض عہد کرنا اور اس کا رسول اللہ کی ہجو اور بُرائی کرنا اور مسلمانوں کی بُرائی کرنا اور ان سے عداوت کرنا، خصوصاً قریش کو ان کی عداوت پر اُکسانا یہ سب تکذیب کرنا ہے مذکورہ قول کے قائل کی اور دلالت کرتا ہے ان کی رائے کی بُرائی پر اور اس قول کی قباحت پر۔ بے شک کعب بن اشرف اسی قتل کا مستحق تھا خصوصاً جبکہ اس کا غدر کرنا اور نقص عہد کرنا اس کے کفر سمیت ظاہر کر چکا تھا۔ و باللّٰہ التوفیق

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو جمال نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی سفیان نے، ان کو عمرو بن دینار نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ حُیی بن اخطب اور کعب بن اشرف قریش کے پاس مکے میں آئے اور قریش سے انہوں نے حلف لیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قتل کرنے کے لئے۔ قریش نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ (یہودی) اہل علم ہو تمہارے پاس قدیم علم ہے، تم لوگ اہل کتاب ہو ہمارے بارے میں بھی ہمیں بتاؤ اور محمد (ﷺ) کے بارے میں۔ ان یہودیوں نے پوچھا کہ کیا ہوا تمہیں اور محمد کو؟

قریش نے کہا، کہ ہم لوگ اُونٹ ذبح کر کر کے لوگوں کو اللہ کے واسطے کھلاتے ہیں، دودھ اور پانی لوگوں کو پلاتے ہیں، قیدیوں کو غلاموں کو چھڑاتے ہیں، حجاج کی خدمت کرتے ہیں، ہم صلہ رحمی کرتے ہیں۔

یہودیوں نے پوچھا کہ یہ خوبیاں تو تمہارے اندر ہیں محمد کیسا ہے؟ قریش نے کہا کہ وہ تو بخیل بدخو ہے (نعوذ باللہ من ذالك)۔ اس لئے ہمارے راستے کاٹ دیئے ہیں بنو غفار میں سے حجاج کی چوریاں کرنے والوں نے، اس کی اتباع کی ہوئی ہے۔ یہودیوں نے کہا، حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ قریش ان سے بہتر ہو اور زیادہ راہ روی پر ہو۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی :

الم ترالی الذین اوتوا نصیبًا من الکتب یؤمنون با لجبت و الطاغوت ۔ الخ (سورۃ نساء : آیت ۵۱)

کیا آپ نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو آسمانی کتاب کا ایک خاص حصہ دیئے گئے ہیں وہ لوگ تو ایمان لاتے ہیں شیطان کے ساتھ اور بتوں کے ساتھ۔

سفیان نے کہا کہ بنو غفار جاہلیت میں اہل سلّہ تھے یعنی اہل سرقہ تھے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابونصر بن عمر بن عبداللہ العزیز بن عمر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب بن ایوب ضبعی نے، ان کو حسن بن علی بن زیاد سُرّی نے، ان کو ابواویس نے، ان کو ابراہیم بن جعفر بن محمود بن مسلمہ نے، ان کو ان کے والد نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کا معاملہ ہوا جو کچھ کہ معلوم ہے اس وقت کعب بن اشرف ایک طرف ہو کر مکے والوں کے ساتھ مل گیا اور کہنے لگا تھا کہ نہ تو میں (محمد ﷺ) کی مدد کروں گا اور نہ ہی اس سے قتال کروں گا۔

---

[1] مذکورہ قول کے قائل کا مذکورہ قول کعب بن اشرف کی تائید یا تصویب یا تحسین کے لئے ہرگز نہیں تھا کیونکہ یہ ایک عام مسلمان بھی نہیں کر سکتا تھا چہ جائے کہ ایک عظیم صحابی رسول کہتا بلکہ عرب کے بہادروں کے دستور کے خلاف تھا کسی کو اس طرح قتل کرنا۔ اس لئے انہوں نے کہا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مترجم)

مکہ میں اس سے کہا گیا تھا، اے کعب کیا ہمارا دین بہتر ہے یا محمد کا اور اس کے اصحاب کا دین بہتر ہے؟ کعب نے کہا تم لوگوں کا دین بہتر ہے، زیادہ اور پرانا اور قدیم ہے۔ محمد کا دین جدید ہے۔ لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی :

الم ترالی الذین اوتوا نصیبًا من الکتب یؤمنون با الجبت والطاغوت ۔ الخ

کیا آپ لوگوں نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو کتاب میں سے ایک معتد بہ حصہ دیئے گئے ہیں مگر وہ لوگ (اس کے باوجود) جبت وطاغوت پر ایمان لاتے ہیں۔

اس کے بعد کعب بن اشرف مدینے میں آیا علی الاعلان نبی کریم ﷺ کے ساتھ دشمنی کرنے لگا اور نبی کریم کی ہجو اور بُرائی اشعار میں کرنے لگا۔ اس نے جو پہلی بکواس کی تھی وہ یہ تھی :

آذاهب انت لم تحلل بمنقبةٍ — وتارك انت أم الفضل با الحرم
صفرآء رادعة لو تعصرا عتصرت — من ذی القوادیر والخناء والکتم
احدی نبی عامر هام الفؤاد بها — ولو تشاء شفت کعبا من السقم
لم ارشمسًا قبلها طلعت — حتیٰ تبدت لنا فی لیلة انطلم

اور یہ بھی کہا

طحنت رحا بدر لمهلك أهله — ولمثل بدر یستهل ویقلع

(اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے) کیا تو جا رہا ہے (اے کعب) جبکہ ابھی تک تم نے حسن کی منقت کا حق ادا نہیں کیا اور تو اُم فضل (حضرت عباس کی بیوی) کو حرم میں چھوڑ کر جا رہا ہے۔ وہ زعفرانی رنگ والی پیلی پیلی بہار ہے اگر نچوڑ جائے تو اس سے شیشہ (کانچ) اور فہدی اور کتم ہی نکلے گا یا شیشہ اور حنا اور کتم سے بنی ہوئی اور نچوڑی ہوئی ہے۔ بنو عامر سے ایک ہے جس کے ساتھ دل پریشان کی حد تک وابستہ ہے ہوگیا ہے۔ ہاں اگر وہ چاہے تو کعب کو عشق کی بیماری سے شفا بخش سکتی ہے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ اس سے قبل سورج طلوع ہوا ہو حتی کہ وہ ہمارے لئے اندھیری رات میں نمودار ہوئی تھی۔ اور یہ بھی کہا تھا شروع میں کہ بدر کے اندر جنگ کی چکی نے بدر والوں کو پیس کر رکھ دیا ہے اور ان جیسوں پر تو آنسو بہائے جاتے ہیں اور انہیں پر بے حوصلہ ہوا جاتا ہے۔

چنانچہ دونوں نے وہ بہت ذکر کئے ہیں جو جن میں بعض حروف بعض سے کم بعض سے زیادہ ہیں اور ساتواں بہت کم ہے۔ اس میں یوں ہے۔

لمهلك بنی الحکیم وجرعوا

رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کے سامنے فرمایا تھا کہ کون ہے جو کعب بن اشرف کا کام تمام کردے؟ اس نے ہمیں ایذا پہنچائی ہے شعروں میں اور اس نے مشرکین کو ہمارے اُوپر جری کر دیا ہے۔ لہٰذا محمد بن مسلمہ نے کہا میں یا رسول اللہ یہ کام کردوں گا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے آپ ہی کہ کام کریں۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ تھوڑا تھوڑا سا چل کر واپس آ گئے اور عرض کی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں؟

آپ نے فرمایا کہ کہیئے آپ کو اجازت ہے، یعنی اگر میں نے اپنے عقیدے کے خلاف آپ کے بارے میں کہہ دی تو، آپ نے فرمایا تمہیں اجازت ہے (یعنی دشمن کو دھوکہ دینے کے لئے)۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ ایک دو دن کے بعد نکلے اور وہ کعب کے پاس پہنچے۔ وہ باغ میں بیٹھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اے کعب! میں ایک ضروری کام سے آیا ہوں۔ پھر انہوں نے اس کے قتل کے بارے میں پوری بات ذکر کی ہے۔

اور یہ کہا کہ اس روایت میں بھی موجود ہے جو ہمیں بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد عبدوس نے، وہ کہتے ہیں کہ کہ ہمیں خبر دی عثمان بن سعید نے، ان کو عباس علی بن مدینی نے، ان کو سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کون کعب بن اشرف کے قتل کی ذمہ داری لیتا ہے۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا

پہنچائی ہے۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ اُٹھے اور بولے یارسول اللہ اگر میں اس کو قتل کر دوں تو میں آپ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہوں گا؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں۔ انہوں نے پوچھا کہ مجھے یہ اجازت دیجئے کہ اگر میں کوئی بات آپ کے خلاف کروں، آپ نے فرمایا کہ کہہ سکتے ہو۔

لہٰذا محمد بن مسلمہ کعب یہودی کے پاس گیا اور جا کر کہا کہ اس آدمی (محمد ﷺ) نے ہم لوگوں سے صدقہ مانگا ہے اور اس نے تو ہمیں مشقت میں واقع کر دیا ہے اور میں آپ کے پاس آیا ہوں، میں آپ کے ساتھ اُدھار کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا، اے مسلمہ ابھی تو ابتداء ہے دیکھنا تمام امور میں اس سے بھی زیادہ پریشانی دیکھو گے۔ اس نے کہا یار کیا کریں ہم تو اس کی اتباع کر بیٹھے ہیں، لہٰذا ہم یونہی اس کو چھوڑنا بھی پسند نہیں کرتے حتیٰ کہ ہم دیکھ لیں کہ وہ کیا کیا کرتا ہے۔ ہم نے یہ چاہا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ کچھ اُدھار کا معاملہ کریں۔

کعب یہودی نے کہا کہ میرے پاس اپنی عورتوں کو رہن رکھ دو۔ محمد بن مسلمہ نے کہا جناب ہم کیسے اپنی عورتوں کو آپ کے پاس رہن کے طور پر چھوڑ سکتے ہیں جبکہ آپ عربوں میں سارے عرب سے زیادہ خوبصورت ہیں (گویا وہ تمہاری طرف مائل ہو جائیں گی)۔ اس نے کہا کہ پھر تم لوگ میرے پاس اپنے بیٹوں کو رہن رکھ دو۔ محمد نے کہا کہ ہم بیٹوں کو کیسے آپ کے پاس رہن رکھیں کیونکہ بعد میں طعنہ دیا جائے گا کہ تم ایک وسق یا دو وسق کھجوروں کے بدلے میں رہن رکھے گئے تھے۔ کعب نے پوچھا کہ پھر کونسی چیز رہن رکھو گے؟ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ ہم ہتھیار (اسلحہ) رہن رکھیں گے۔

سفیان نے کہا کہ محمد نے کعب کے ساتھ وعدہ کر لیا کہ وہ اسلحہ اس کے پاس لے کر آئے گا۔ لہٰذا وہ رات کو اس کے پاس پہنچا۔ ان کے ساتھ ابونائلہ بھی تھے۔ وہ کعب کا دودھ شریک بھائی بھی تھا۔ ابونائلہ نے اس کو قلعہ سے باہر بلایا، وہ ان کے پاس اُتر آیا۔ اُترنے لگا تو اس کی بیوی نے پوچھا، اس وقت کہاں جا رہے ہیں؟ اس نے کہا کہ نیچے محمد بن مسلمہ کھڑا ہے اور میرا بھائی ابونائلہ ہے۔

محمد بن مسلمہ نے کہا کہ جب کعب نیچے آ جائے گا تو میں کعب کو شعر کہوں گا اور اس کو سونگھوں گا پھر تم لوگوں کو سونگھوں گا۔ جب تم دیکھو کہ میں نے اس پر پکا ہاتھ ڈال لیا ہے تو تم اس پر ٹوٹ پڑنا۔

کہتے ہیں کہ وہ تلوار لٹکا کر نیچے اُتر آیا۔ اور اس سے خوشبو مہک رہی تھی۔ اس نے کہا کہ میں نے آج تک ایسی خوشبو نہیں دیکھی نہ سونگھی آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں آپ کے سر کو سونگھ لوں۔ اس نے کہا کہ بالکل آپ سونگھیں۔ ابونائلہ نے اس کے سر کو سونگھا پھر اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھایا، پھر کہا کہ دوبارہ آپ اجازت دیں گے سونگھنے کی؟ خوشبو بڑی پیاری چیز ہے اس نے جب اس کے سر کو مضبوط پکڑ لیا تو آواز لگائی کہ ٹوٹ پڑو۔ اس پر حملہ کر کے اس قتل کر دیا اور رسول اللہ کے پاس آ کر ان کو خبر دی۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں علی بن مدینی سے۔ (فتح الباری ۷/ ۳۳۶-۳۳۷)

انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ اس نے کہا تھا کہ وہ میرا بھائی ہے محمد بن مسلمہ میرا دودھ شریک بھائی ہے۔ ابونائلہ بے شک شریف آدمی اگر رات کے وقت نیزے کی نوک کے لئے بلایا جائے تو بھی وہ جاتا ہے۔

(۶) وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شعیب نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے، وہ ان تین صحابہ میں سے تھے جن کی توبہ قبول کی گئی تھی۔ یعنی کعب بن مالک۔ انہوں نے کہا کہ کعب بن اشرف یہودی شاعر تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو و بُرائی کرتا تھا اشعار کے اندر۔ اور کفار قریش کو اپنے اشعار میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف بھڑکاتا تھا۔ حضور جب مدینے میں آئے تو اہل مدینہ ملے جلے لوگ تھے۔ بعض ان میں سے مسلمان تھے جن کو رسول اللہ ﷺ کی دعوت نے اکٹھا کر دیا تھا۔ کچھ ان میں مشرکین تھے جو بتوں کے پجاری تھے، کچھ ان میں یہودی تھے وہ اہل اسلحہ اور اہل قلعہ اور وہ دو قبیلوں کے حلیف تھے (باہم انہوں نے معاہدے کر رکھے تھے) یعنی اوس کے اور خزرج کے۔

حضور ﷺ جب مدینے میں آئے تو آپ نے یہ چاہا کہ ان سب میں صلح کرادیں کیونکہ کیفیت کچھ ایسی تھی کہ اگر ایک آدمی مسلمان ہوتا تو اس کا باپ مشرک ہوتا اور کوئی مسلمان ہوتا اس کا بھائی مشرک ہوتا۔ جبکہ یہود اور مشرکین مدینے کے رہنے والے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں آئے تو وہ آپ کو ایذا پہنچانے تھے اور آپ کے اصحاب کو بھی شدید ترین ایذا پہنچاتے۔ لہٰذا اللہ نے رسول کو اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اس ایذا رسائی پر صبر کریں اور ان سے عفوو درگزر کریں۔ انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہ آیت نازل فرمائی :

ولتسمعن من الذين اوتوا الكتاب من قبلكم ومن الذين اشر كوا اذى كثيرا ۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۸۶)

تم لوگ ضرور سنو گے ان لوگوں سے جو تم سے پہلے کتاب دے گئے تھے (یعنی یہودیوں سے)۔ اور مشرکین سے کثیر ایذا۔

انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی :

ود كثير من اهل الكتاب لو يردو نكم من بعد ايمانكم كفارا حسدا من عند انفسهم من بعد ماتبين لهم الحق فا عفوا و اصفحوا حتىٰ يأتى الله بامره ۔

(سورۃ بقرہ : آیت ۱۰۹)

بہت سے لوگ اہل کتاب میں سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہمیں ایمان کے بعد کفر لوٹادیں، یہ ان کے نفسوں کا حسد ہے باوجود اس کے کہ ان کے سامنے حق واضح ہو چکا ہے، بس تم ان کو معاف کردو ان سے درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے۔

جب کعب بن اشرف رسول اللہ کو ایذا دینے سے باز نہ آیا اور مسلمانوں کو ایذا پہنچانے سے تو رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ کو حکم دیا کہ وہ ایک جماعت بھیجے تا کہ اس کو قتل کردیں۔ آپ نے سعد بن معاذ کو اور محمد بن مسلمہ انصاری کو پھر حارثی کو اور ابوعبس انصاری کو اور حارث بن احی سعد بن معاذ کو۔ پانچ افراد کے ساتھ وہ لوگ رات کو کعب بن اشرف کے پاس پہنچے۔ وہ یہود کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ عوالی مدینہ میں کعب بن اشرف نے جب ان کو دیکھا تو اس نے ان کی حالت کو عجیب محسوس کیا اور وہ ان سے خوف زدہ ہو گیا اور ان سے کہنے لگا، تم لوگ کس کام سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس کام سے آئے ہیں۔ اس نے کہا کہ سب نہیں ایک یا دو بندے تم میں سے میرے پاس قریب آکر مجھے اپنی حاجت بتلائیں۔

چنانچہ بعض ان میں سے قریب ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں تا کہ ہم آپ کے پاس زرہیں فروخت کریں اور ان کی قیمت خرچے میں لائیں۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر تم یہ کام کرنے آئے ہو تو لگتا ہے کہ تم لوگوں پر اس آدمی نے کوئی مشقت ڈال دی ہے (یعنی محمد ﷺ نے)۔ اس نے ان لوگوں کو وعدہ دیا کہ اس کے پاس عشاء کے وقت آئیں جب لوگ اس کے پاس سے ہٹ جائیں گے۔

چنانچہ وہ لوگ آئے۔ ایک آدمی نے ان میں سے اس کو آواز دی، وہ باہر آنے کے لئے اُٹھا تو اس کی بیوی نے اس سے کہا یہ لوگ رات کو اس وقت کیوں آئے ہیں آپ کے پاس، یہ کسی اچھی بات کے لئے نہیں آئے ہیں۔ اس نے کہا کہ جی ہاں، انہوں نے مجھے اپنی بات بتادی تھی۔ جب وہ آگیا تو ابوعبس نے اس کو پکڑا اور محمد بن مسلمہ نے اس پر تلوار کا وار کردیا اور کسی نے اس کی کوکھ میں تلوار گھسیڑ دی۔ جب کعب کو انہوں نے قتل کردیا تو سارے یہودی گھبرا گئے اور ان کے ساتھ مشرکین بھی جو ان کے ساتھ تھے۔ یہودی حضور کے پاس پہنچ گئے اور کہنے لگے کہ کعب بن اشرف رات کو قتل ہو گیا ہے وہ ہمارا سردار تھا۔

حضور نے ان کو یاد دلایا جو کچھ اس نے اپنے اشعار میں حضور ﷺ کی اور مسلمانوں کی ہجو کی تھی۔ حضور ﷺ نے ان کو دعوت دی کہ آجاؤ میں تمہارے اور مسلمانوں کے درمیان ایک معاہدہ لکھ دیتا ہوں جس کے مطابق وہ پابند رہیں گے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے اپنے اور یہود کے درمیان اور عام مسلمانوں کے درمیان ایک معاہدے کی تحریر لکھ دی۔ یہ صحیفہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے حارث کی بیٹی کی دار میں واقع کھجور کے درخت تلے بیٹھ کر لکھا تھا۔ اور یہ صحیفہ رسول اللہ ﷺ کے بعد علی بن ابوطالب کے پاس موجود تھا۔ (ابوداؤد ۳/۱۵۴)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن درشہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ بن فارس نے یہ کہ حکم بن نافع نے ان کو حدیث بیان کی ہے کہ ہمیں خبر دی شعیب نے زہری سے، اس نے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے اپنے والد سے، وہ ایک دن ان تین صحابہ میں سے تھے جن کی توبہ قبول کی گئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ کعب بن اشرف حضور ﷺ کی بُرائی کرتا تھا اشعار میں۔ انہوں نے اس کو ذکر کیا ہے اور حدیث عبدالکریم زیادہ نام ہے۔

زخم پر لعاب دہن لگانے کی وجہ سے تکلیف ختم ہوجانا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن مغیث نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کون وعدہ کرتا ہے میرے لئے کعب بن اشرف کے کام تمام کرنے کا۔ پھر انہوں نے حدیث اپنے طول سمیت ذکر کی ہے اور ان لوگوں کے نام ذکر کئے ہیں جو اس کے قتل میں شریک تھے۔ محمد بن مسلمہ، سلکان بن سلامہ بن وقش وہی ابونائلہ تھے جو کہ بنوعبدالاشہل میں سے تھے۔ اور حارث بن اوس بن معاویہ بھی بنوعبدالاشہل میں سے ایک تھے، اور ابوعبس بن جبر یہ بنوحارثہ میں سے تھے اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حارث بن اوس کو ان کے بعض ساتھیوں کی تلوار لگ گئی تھی جس سے اس کے سر میں اور پیر میں زخم آ گیا تھا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ اس کو اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے تھے۔ رات کے آخری حصے میں جبکہ حضور ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ہم نے حضور ﷺ کو سلام کہا۔ حضور ﷺ باہر آئے ہمارے پاس۔ ہم نے ان کو اللہ کے دشمن کے قتل کی خبر دی تھی۔ حضور ﷺ نے ہمارے زخمی ساتھی کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگایا اور ہم اپنے اپنے گھروں میں واپس چلے گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۳۱)

واقدی نے اس کو اپنی اسنادوں کے ساتھ اسی طرح ذکر کیا ہے کعب بن اشرف کے قتل کے قصے میں اور کہا ہے کہ حضور ﷺ نے اس زخمی کے زخم پر اپنا تھوک لگایا تو اس کی تکلیف ختم ہوگئی۔ (مغازی الواقدی ۱/۱۸۴)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ بن بطہ نے، ان کو حدیث بیان کی حسن بن جہم، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر واقدی نے اسانید کے ساتھ اس قصے میں اور ذکر کیا موسیٰ بن عقبہ نے کہ عباد بشر وہی ہے کہ جس کو اس کے چہرے پر یا پیر پر زخم آ گیا تھا اور اسی طرح ہے پہلی روایت میں جابر بن عبداللہ سے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ ان کو ثور بن زید دیلی نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ان لوگوں کے ساتھ بقیع کی طرف چلے گئے تھے۔ اس کے بعد آپ نے ان کو ادھر ان کے چہرے کی طرف منہ کروایا اور کہا کہ چلے جاؤ اللہ کے نام کے ساتھ۔ اے اللہ! تو ہی ان کی مدد فرما۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۳۸)

بے شک دین نے اس حیرانگی تک پہنچایا ہے .... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، ان کو مولی بن زید نے ثابت نے، ان کو ابن محیصہ نے اپنے والد محیصہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہود کے آدمیوں میں سے جس پر کامیاب ہوجاؤ اسے قتل کردو۔ چنانچہ ابن محیصہ بن مسعود نے ابن سنینہ پر حملہ کردیا جو کہ یہود کے تاجروں میں سے تھا، کپڑے کی تجارت کرتا تھا۔ انہوں نے حملہ کر کے اس کو قتل کردیا۔ اس قت تک حویصہ خود بھی مسلمان نہیں ہوا تھا

اورمحیصہ سے بڑا تھا جب اس نے اس کوقتل کردیا تو حویصہ نے ان کو مارنا شروع کیا کہ اے اللہ کے دشمن تم نے ان کوقتل کردیا۔خبردار حالانکہ تیرے پیٹ میں اس کے مال سے بہت ساری چربی ہے۔لہٰذا محیصہ نے کہا کہ میں نے اس سے کہا اللہ کی قسم مجھے اس کے قتل کا ہستی نے حکم دیا تھا کہ اگر وہ مجھے تمہارے قتل کا حکم دیتا تو میں تجھے بھی قتل کردیتا اللہ کی قسم بے شک یہی آغاز تھا حویصہ کے اسلام کا۔اس نے کہا اللہ کی قسم کیا واقعی اگر محمد ﷺ تجھے میرے قتل کا حکم دیتا تو آپ مجھے قتل کردیتے؟ محیصہ نے کہا بالکل کردیتا اللہ کی قسم۔بے شک دین نے ان کو اس حیرانگی تک پہنچایا ہے۔(سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۴۱۔تاریخ ابن کثیر ۴/۸۔۹)

واقدی نے اس میں اضافہ کیا ہے کہ بس حویصہ اسی دن مسلمان ہوگیا تھا اور انہوں نے گمان کیا ہے کہ نبی کریم انے جب اس رات کے بعد صبح کی جس رات کعب بن اشرف قتل ہوا تھا تو آپ نے اس کا حکم دیا تھا۔واللہ اعلم (مغازی الواقدی ۱/۱۹۱۔۱۹۲)

باب ۳۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجموعہ ابواب بسلسلہ غزوۂ اُحد[1]

باب ذکر تاریخ واقعہ اُحد

(۱) ہمیں خبردی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی عبداللہ بن جعفر نےنحوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج بن ابومنیع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے زہری سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ واقعہ اُحد شوال کے مہینے میں ہوا تھا واقعہ بدر سے ٹھیک ایک سال کے پورا ہونے پر۔اس دن مشرکین کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا۔

(۲) ہمیں خبردی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن الخلیل بغدادی نے نیشاپور میں، ان کو حسن بن محمد نے، ان کو شیبان نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ یوم اُحد والا واقعہ بدر کے بعد اگلے سال ماہ شوال بروز ہفتہ شوال کی گیارہ راتیں گزرچکی تھیں جب نبی اللہ ﷺ نے واقع کیا تھا۔اس دن آپ کے اصحاب کی تعداد سات سو تھی اور مشرکین دو ہزار تھے یا جس قدر اللہ نے چاہا اس میں سے۔(البدایۃ والنہایۃ ۴/۹)

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ ابن اسحاق نے کہا کہ نصف (۱۵) شوال تھی۔(تاریخ ابن کثیر ۴/۹)

(۳) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوبکر محمد بن مؤمل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی فضل بن محمد شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حوش بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ

---

[1] دیکھئے: ابن سعد ۲/۳۶۔مغازی الواقدی ۱/۱۹۷۔سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۔صحیح البخاری ۵/۹۳۔شرح النووی ۱۲/۱۴۷۔تاریخ طبری ۲/۴۹۔الکتاب الاشرف ۱/۱۴۸۔ابن حزم ص ۱۵۶۔عیوان الاثر ۲/۵۔تاریخ ابن کثیر ۴/۹۔سیرۃ حلبیہ ۲/۲۸۴۔سیرۃ الشامیہ ۴/۲۶۱)

میں نے سُنا مالک بن انس سے، وہ کہتے ہیں کہ جنگ بدر ہوئی تھی حضور ﷺ کی مدینہ آمد کے ڈیڑھ سال بعد اور جنگ اُحد اس کے بعد جنگ بدر کے ایک سال بعد ہوئی۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو یونس بن عبدالاعلیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مالک نے، وہ کہتے ہیں کہ جنگ اُحد ہوئی تھی مدینہ کی طرف ہجرت سے اکتیس ماہ پورے ہونے پر شوال میں ہجرت کر کے نبی کریم ﷺ کے مدینہ آمد سے مالک کہتے ہیں کہ اُحد والے دن قتال دن کے اول حصے میں ہوئی تھی۔

باب ۳۶

اس امر کا ذکر کہ نبی کریم ﷺ نیند میں جو کچھ دیکھائے گئے تھے

ہجرت کا معاملہ اور اُحد

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالحمید حارثی نے، ان کو ابواسامہ نے برید سے، اس نے ابوبردہ سے، اس نے ابوموسیٰ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ آپ نے فرمایا کہ میں خواب میں دکھا گیا ہوں کہ میں مکہ سے ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جس میں کھجور کے درخت ہیں۔ میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ سرزمین یمامہ کی ہے یا شہر '' ہجر '' ہے، مشہور شہر ہے جو بحرین میں واقع ہے مگر وہ شہر مدینہ یثرب تھا۔

نیز میں نے اس خواب میں یہ بھی دیکھا کہ میں نے تلوار لہرائی یا ہلائی ہے۔ بس میرا سینہ کٹ گیا ہے (بغیر کے لحاظ سے) وہ ہوا کہ اُحد میں مؤمنوں کو جو شکست ہوئی تھی اور قتل کی مصیبت بھی۔ پھر میں نے دوبارہ تلوار ہلائی دوسری بار۔ لہٰذا میرا سینہ دوبارہ پہلے سے بھی زیادہ بہتر ہو گیا ہے.. اس کی تعبیر یہ سامنے آئی کہ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی اور مؤمنین جمع ہو گئے۔ نیز میں نے اس میں یہ بھی دیکھا، گائے ذبح کی جا رہی تھی۔ اللہ بہتر جانتا ہے بغیر کے اعتبار سے۔ وہ اُحد کے دن مؤمنین میں سے کچھ افراد تھے اور چیز سے مراد وہ خبر تھی، اللہ تعالیٰ جس کو لائے تھے اور ثواب صدق کا جو اللہ نے یوم بدر کے بعد عطا کیا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں ابوکریب سے، اس نے ابواسامہ سے۔

(مسلم۔ کتاب الرؤیا۔ باب الرؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۷۷۹/۱۷۸۰۔ فتح الباری ۳۷۴/۷۔۳۷۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابن الزناد نے اپنے والد سے، اس نے عبیداللہ بن عقبہ نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بدر والے دن اپنی تلوار ذوالفقار ہلائی تھی۔ ابن عباس نے کہا کہ یہ وہی عمل تھا جس کو آپ ﷺ نے اُحد والے دن خواب میں دیکھا تھا اور وہ یہ تھا کہ جب مشرکین آپ کے پاس آئے تھے تو حضور ﷺ کی رائے تھی کہ اب مدینے میں رہ کر ان سے قتال کریں مگر کچھ لوگوں نے آپ سے سوال کیا تھا جو لوگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے کہ حضور ﷺ ہمیں ان کی

طرف لے کر اُحد میں نکلیں ہم ان کے ساتھ وہاں لڑیں گے۔ اور انہوں نے یہ امید کی تھی کہ ان کو وہی فضلیت حاصل ہوگی جو اہل بدر نے حاصل کی تھی۔ وہ بار بار رسول اللہ ﷺ سے اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ نے ہتھیار زیب تن کر لئے۔ اس کے بعد وہ لوگ پشیمان ہوئے، اب کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ ٹھہریں۔ آپ کی رائے ہی قابل عمل رائے ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ جب ہتھیار پہن لے تو پھر ان کو اُتار دے۔ حتیٰ کہ اللہ خود فیصلہ کرے اس کے درمیان اور اس کے دشمن کے درمیان۔ صحابہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے ان سے اس دن جو بات کہی تھی وہ آپ کے ہتھیار پہننے سے پہلے کہی تھی کہ میں نے دیکھا ہے کہ میں ایک محفوظ زرہ میں ہوں۔ میں نے اس کی تعبیر مدینہ مراد لی ہے اور میں نے دیکھا کہ میں اپنے پیچھے سواروں پر مینڈھے کو اپنے پیچھے بیٹھایا ہوا ہوں، میں نے اس کی بغیر لشکر مراد لی ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ میری تلوار ذوالفقار ٹوٹی ہوئی ہے یا اس میں دھار پر کٹاؤ پڑ گیا ہے میں نے اس کی تعبیر تمہارے اندر کٹاؤ مراد لیا ہے اور میں نے ایک بیل دیکھا ہے جو ذبح کیا جائے گا۔ پس بیل اللہ کی قسم خیر ہے بقر اللہ کی قسم خیر ہے۔ (مسند امام احمد ۱/۲۷۱)

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو خبر دی ابن ناجیہ نے، ان کو عبدالواحد بن غیاث نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو علی بن زید نے حضرت انس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے دیکھا جو کچھ سونے والا دیکھتا ہے۔ گویا کہ میں پیچھے بٹھانے والا ہوں مینڈھے کو اور گویا کہ میری تلوار کا دستہ ٹوٹ گیا ہے۔ میں نے تعبیر یہ مراد لی ہے کہ میں لوگوں کے لئے بکرا ذبح کروں گا۔ اور میں نے اپنی تلوار کی باڑ ٹوٹنے سے یہ مراد لی ہے کہ میری عترت کا رومی حمزہ قتل ہوگا۔ اور طلحہ بن ابوطلحہ قتل کئے گئے تھے اور وہ صاحب پرچم تھے یعنی علم بردار تھے۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۲۷۴۔ مجمع الزوائد ۶/۱۰۷۔۱۰۸)

باب ۳۷

نبی کریم ﷺ کی اُحد کی طرف روانگی کا قصہ

اور یہ واقعہ کیسے واقع ہوا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عبداللہ بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی القاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عتبہ نے اپنے والد موسیٰ بن عتبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے مغازی میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ قریش مدینے سے واپس لوٹے تو انہوں نے مشرکین عرب سے جس کو اپنی طرف کھینچ سکتے تھے کھینچا اور ابوسفیان بن حرب تمام قریش کی جماعت کے ساتھ چلے تھے۔ یہ شوال کا مہینہ تھا واقعہ بدر سے اگلے سال۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بیر حماد تک پہنچ گئے۔ اس کے بعد وہ اس وادی میں اُترے جو اُحد سے قبل ہے۔

ادھر مسلمانوں میں سے کچھ مرد ایسے تھے جو بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور وہ لوگ نادم تھے کہ بدر میں شرکت ان سے کیوں رہ گئی تھی۔ اور وہ لوگ دشمن سے ٹکرانے کی تمنا دل میں لئے بیٹھے تھے۔ تاکہ وہ بھی اس آزمائش سے گزرے جس سے ان کے بھائی بدر میں گزرے تھے۔

جب ابوسفیان اور مشرکین اُحد پہاڑ کے دامن میں اُترے تو وہ مسلمان خوش ہو گئے جو بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اس بات پر کہ ان کا دشمن آ گیا ہے۔ لہٰذا یہ لوگ جہاد میں بہادری کے جوہر دکھا سکیں گے۔ اور وہ لوگ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ہماری امیدوں اور آرزوؤں کو چلا کر ہماری طرف لے آیا ہے۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے جمعہ کی رات کو خواب دیکھا، صبح ہوئی تو آپ کے پاس آپ کے صحابہ کی ایک جماعت آئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے گذشتہ رات ایک خواب دیکھا ہے۔ میں نے خواب میں ایک بیل یا گائے دیکھی ہے اور اللہ خیر ہے۔

اور ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے اپنی تلوار کو دیکھا ہے کہ وہ ٹوٹ گئی ہے دستے کے پاس سے یا یوں فرمایا کہ اس میں گھاؤ اور کٹ ہو گئے اور میں نے اس بات کو ناپسند کیا ہے۔ نیز میں نے دیکھا کہ میں ایک محفوظ زرہ میں ہوں اور میں نے اپنے پیچھے سواری پر بکرا اُٹھائے ہوئے ہوں۔ حضور نے جب صحابہ کرام کو اپنا خواب بتایا تو کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے خواب سے کیا تعبیر نکالی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے بقر کی تعبیر فرد مراد لی ہے جو ہمارے اندر ہے اور قوم سے ہے۔ اور میں نے جو کچھ اپنی تلوار میں دیکھا ہے اسے میں نے ناپسند کیا ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے جو کچھ اپنی تلوار میں دیکھا تھا اس سے مراد وہی کچھ تھا جو آپ کو اپنے چہرۂ اقدس پر زخم اور اذیت پہنچی تھی۔ بے شک دشمن نے اس دن آپ کو چہرے پر اذیت پہنچائی تھی۔ اور آپ کے رباعی والے دانت یعنی سامنے کے دو دانتوں کو چھوڑ کر ان کے برابر والے دانت توڑ گئے تھے اور آپ کا ہونٹ بھی پھٹ گیا تھا۔

راویوں کا خیال ہے کہ جس نے آپ کو نشانہ مارا تھا وہ بدبخت عتبہ بن ابووقاص تھا۔

اور بیل سے مراد وہ جو اس دن قتل کیے گئے تھے مسلمانوں میں سے اور فرمایا کہ میں نے کبش مینڈھے یا بکرے کی تعبیر یہ لی ہے کہ وہ دشمن کے لشکر والا کبش مراد ہے اور ان کا قتل ہونا۔ اور ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ اس کو قتل کرے گا۔ اور محفوظ یا حفاظت کرنے والی زرہ سے مراد میں نے مدینہ لیا ہے۔ لہٰذا تم لوگ اسی جگہ ٹھیرے رہو اور بچوں و بیویوں پر کردو۔ بس اگر دشمن کے لوگ ہمارے اُوپر گلیوں میں داخل ہوئے تو ہم ان کو قتل کر دیں گے اور ان پر گھروں کے اُوپر سے نشانہ ماریں گے۔ اور انہوں نے مدینے کی گلیوں کو دیواریں لگا کر بند کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ جو بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اے اللہ کے نبی ہم لوگ اسی دن کی آرزو و امید لگائے ہوئے تھے اور اللہ سے دعائیں مانگ رہے تھے اور اللہ دشمن کو چلا کر لے آیا ہے اور فاصلہ بھی قریب کر دیا ہے۔

اور انصار کے مردوں نے کہا، ہم ان سے کب لڑیں گے اے اللہ کے نبی؟ اگر ہم ان سے اپنی گھاٹی میں نہ لڑے اور کچھ جوانوں نے کہا ہم کب منع کریں گے یا کب رکاوٹ کریں گے جب ہم اس وقت نہ رکاوٹ کریں جب کھیتی کاشت کی جائے۔ اور کچھ جوانوں نے کہا، ایسا قول جس کو انہوں نے سچا کر دیکھا اور اس پر چلے اور جاری رہے۔

ان میں سے ایک حمزہ بن عبدالمطلب تھے اس نے کہا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کے اُوپر کتاب اُتاری ہے ہم ضرور ان کے ساتھ لڑیں گے۔ اور نعیم بن مالک بن ثعلبہ نے کہا تھا (وہ بنو سالم میں سے ایک تھا) اے اللہ کے نبی اب ہمیں جنت سے محروم نہ کیجیے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں ضرور جنت میں داخل ہوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کس چیز کے ساتھ؟ اس نے کہا کہ اس چیز کے ساتھ کہ میں اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں اور میں جنگ کے دن فرار نہیں ہوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا، آپ نے سچ کہا ہے۔ لہٰذا وہ اسی دن شہید کر دیا گیا۔

چنانچہ اس دن اکثر لوگوں نے اصرار کیا کہ وہ دشمن کی طرف خروج کریں گے رسول اللہ ﷺ کی بات پر (کہ مدینے میں رہ کر لڑیں گے)۔ اور آپ کی رائے پر نہیں رُکے۔ اگر مسلمان اسی بات پر راضی ہو جاتے جس بات کا آپ نے ان کو مشورہ دیا تھا تو شاید وہ نقصان نہ ہوتا جو ہوا تھا۔

لیکن تقدیر اور قضا غالب آ گئی تھی۔ ان لوگوں میں سے زیادہ تر لوگ جنہوں نے مدینے سے باہر جا کر لڑنے کا اشارہ دیا تھا وہ جوان تھے جو کسی وجہ سے بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور وہ یہ جان چکے تھے کہ اصحاب بدر بڑی بڑی فضیلت لے گئے ہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ نے جمعہ پڑھایا تو آپ نے لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمائی اور ان کو جہاد کا حکم دیا تھا۔ اس کے بعد آپ خطبے اور نماز سے فارغ ہوئے اور آپ نے ہتھیار پہننے کا حکم دیا اور اس کے بعد لوگوں میں روانگی کا اعلان فرمایا۔

جب یہ منظر دیکھا صاحب رائے لوگوں نے تو کہنے لگے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا تھا کہ مدینے میں ٹھہرے رہیں اگر دشمن ہمارے اُوپر سے داخل ہوگا تو ہم ان سے گلیوں میں قتال کریں گے۔ حضور ﷺ کے بارے میں خواب جانتے ہیں اور وہ جو کچھ ارادہ کرتا ہے اس کو بھی جانتے ہیں اور حضور ﷺ کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے۔

اس کے بعد ہم لوگوں نے حضور ﷺ کی طرف دیکھا اور عرض کی، اے اللہ کے نبی آپ یہیں ٹھہر جائیے جیسے آپ نے ہم سے فرمایا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ جب جنگ کے لئے اسلحہ جسم پر سجا لے اور دشمن کی طرف نکلنے کا اعلان بھی کر دے پھر وہ رجوع کر لے۔ حتیٰ کہ وہ قتال کر لے۔ میں نے تم لوگوں کو اسی بات کی دعوت دی تھی مگر آپ لوگوں نے اس بات کا انکار کیا اور دشمن کی طرف پیش قدمی کرنے پر مصر ہوئے۔ اب تم لوگ تقویٰ پر قائم رہو اور جنگ کے وقت صبر کو لازم پکڑو جب تم دشمن سے ٹکرا جاؤ اور دیکھو کہ میں تمہیں کیا حکم دیتا ہوں بس وہی کرنا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان مدینے سے باہر نکل گئے اور وہ بدائع پر چلے گئے۔ وہ ایک ہزار اصحاب تھے اور مشرکین تین ہزار تھے۔ حضور چلتے رہے کہ اُحد میں جا کر اُترے مگر وہاں پہنچ کر عبداللہ بن ابی سلول (رئیس المنافقین) تین سو افراد کو وہاں سے توڑ کر واپس لوٹ آیا۔ اب حضور کے پاس سات سو افراد رہ گئے تھے۔ کعب بن مالک انصاری نے کہا تھا :

انا بهذا الجزع لو كان اهليه　　　سوانا لقد سار بليل فاقشعوا
جلاد علیٰ ریب الحوادث لا تری　　　علیٰ هالك عینا لنا الدهر تدع
ثلاثه الاف ونحن نصيَّة　　　ثلاث مييں ان كثرنا واربع
فواحوا سراعا موجفين كأنهم　　　غمام هداقت ماء ها الويح تعلع
ورحنا وأخوانا بطاء كاننا　　　اسود علی لحم ببيشة ظلع

مگر سیرت ابن ہشام میں پہلا شعر یوں مروی ہے :

وانا بارض الخوف لو كان اهلها　　　سوانا لقد اجلو بليل فاقشعوا

ہم لوگ ایسے خطے پر ہیں (یعنی ارض خوف پر ہیں) کہ اگر یہاں پر آنے والے ہمارے سوا کوئی اور ہوتے تو وہ رات کے اندھیرے میں فرار ہو جاتے اور کمزور پڑ جاتے۔ ہم لوگ انتہائی صبر کرنے والے، خطرات و حوادث پر آپ کسی ہلاک ہونے والے ہم میں سے کس آنکھ کو روتا نہیں دیکھیں گے بلکہ زمانہ ہم پر روئے گا۔

ہمارے مقابلے پر دشمن کی تعداد تین ہزار ہے اور جبکہ ہم قوم میں سے چنے ہوئے صرف تین سو افراد ہیں۔ اگر ہم زیادہ ہوئے تو چار سو ہوں گے۔ باقی لوگ واپس چلے گئے ہیں جلدی کرتے ہوئے عجلت سے گویا کہ وہ ایسے بادل تھے ہوا نے جن کا پانی گروا دیا اور ان کو اُڑا کر لے گئی یعنی وہ اُکھاڑ دیئے گئے۔ ہم نے تو یہیں شام کی ہے اور ہمارا آخری فرد بھی جم کر لڑے گا گویا کہ ہم بھوکے شیر ہیں جنگل کے (بیلہ کے) جو گوشت پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ جب عبداللہ بن اُبی سلول تین سو افراد کو لے کر واپس لوٹ گیا تو مسلمانوں کے دو گروہ سست ہو گئے تھے مگر انہوں نے یہ ارادہ کر ہی لیا کہ قتال کریں گے۔ وہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ تھے جیسے کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو اُحد کے دامن میں صف بندی کی اور مشرکین نے پتھریلی زمین پر صف بندی کی جو اُحد کی جانب تھی اور دونوں فریق قتال کے لئے تیار ہو گئے اور مشرکین اپنے گھوڑوں پر سوار تھے۔ خالد بن ولید بن مغیرہ (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) اوران کے ساتھ ایک سو گھڑ سوار تھے، مسلمانوں کے پاس کوئی گھوڑا نہیں تھا اور مشرکین کا علمبردار بنو عبدالدار میں سے تھا اور ان کے علمبردار نے شکایت کی طلحہ بن عثمان شیبہ بن عثمان کے بھائی سے۔ اس لئے حجابۃ، ندوۃ اور لواء انہیں کے پاس یہ منصب ہوتے تھے۔ ابوسفیان بن حرب نے کہا علمبرداری یوم بدر میں ضائع ہو گئی تھی یا علم ضائع ہو گیا تھا حتیٰ کہ اس علم کے گرد کتنے لوگ مارے گئے تھے۔ تم لوگ خوب جانتے ہو اور میں یہ رائے دیتا ہوں کہ میں دوسرا علمبردار مقرر کرتا ہوں۔ لہٰذا ابوالدار نے اور ان کے ہم نواؤں نے کہا کہ اگر تم لوگ چاہو تو دوسرا علم بلند کرلو لیکن اس کو لہرائے گا بنو عبدالدار کا آدمی۔ ابوسفیان نے کہا، بلکہ تم لوگ اپنا علم قابو کرو اور صبر کرو۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے پچاس تیراندازوں کو حکم دیا اور ان کو مقرر کیا دشمن کے گھوڑوں کی طرف سے اور ان پر عبداللہ بن جبیر کو امیر مقرر کر دیا جبکہ وہ لوگ ابن جبیر کے بھائی برادر تھے اور حضور ﷺ نے ان سے کہا کہ اے تیرانداز و جب ہم لوگ قتال میں اپنے اپنے مقام کو پکڑ لیں تو اگر تم لوگ مشرکین کے کسی گھڑ سوار کو دیکھو کہ اس نے حرکت کی ہے اور تم دیکھو کہ اللہ کے دشمنوں کو شکست ہو گئی ہے تو بھی تم لوگ اپنے اپنے ٹھکانے کو نہ چھوڑنا۔ میں خود تمہارے پاس آؤں گا۔ تم میں سے کوئی آدمی اپنی جگہ سے نہ ہٹے، اور گھڑ سوار سے ہماری حفاظت کرنا۔ آپ نے ان سے وعدہ لیا اور اس میں تاکید فرمائی۔

مگر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اسی راستے سے ہی اس دن حضور کو وہ تکلیف پہنچی جو مذکور ہوئی جب حضور ﷺ نے اپنے اصحاب سے قتال کے بارے میں عہد لیا۔ اس دن مہاجرین کا جھنڈا بردار اصحاب رسول میں سے تھا، اس نے کہا کہ انشاء اللہ میں ان کی حفاظت کروں گا خبر میرے پاس ہے۔ طلحہ بن عثمان نے اس سے کہا، اے حفاظت کرنے والے کیا تجھے مقابلے کے لئے دلچسپی ہے (یعنی میرے مقابلے میں آؤ گے؟)۔ انہوں نے کہ جی ہاں بالکل۔ یہ کہتے ہی انہوں نے اگلے کو سنبھلنے نہیں دیا اس سے پہلے ہی اپنے تلوار فوراً طلحہ کے سر میں ماری جو کہ اس کے جبڑے تک اُتر گئی اس طرح اس نے اسے مار دیا۔

چنانچہ مشرکین کے علمبردار کا قتل ہو جانا رسول اللہ ﷺ کے خواب کی تصدیق تھی جو آپ نے دیکھا تھا کہ میں اپنے پیچھے سوار پر بکرے یا مینڈھے کو بٹھائے ہوئے ہوں۔ جب ان کا علمبردار مارا گیا تو نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب پھیل گئے اور متفرق ٹولیاں اور گروپ بن گئے اور دشمن پر کاری ضرب لگانے کے لئے ان کی صفوں میں گھس گئے اور ان کو اسلحہ سے خالی کر دیا۔

ادھر دشمن کے گھڑ سواروں نے تین بار مسلمانوں پر حملہ کیا مگر ہر دفعہ تیروں سے چھلنی کئے گئے اور ناکام واپس لوٹ گئے اور مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا اور ہر دفعہ ان پر غالب آ گئے قتل کر کے۔ جب ان پچاس تیراندازوں نے دیکھا کہ اللہ عزوجل نے ان کے بھائی مسلمانوں کو فتح دی ہے تو وہ کہنے لگے اللہ کی قسم ہم یہاں پر کسی کام کے لئے نہیں بیٹھے ہوئے، اللہ نے دشمن کو ہلاک کر دیا ہے اور ہمارے بھائی مشرکین کے لشکر میں ہیں مگر ایک گروہ نے کہا ان میں سے، ہم کس وجہ سے صف بنا کر کھڑے ہیں اللہ نے دشمن کو شکست دی ہے لہٰذا انہوں نے اپنے اپنے ٹھکانے چھوڑ دیئے جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ان سے عہد لیا تھا کہ وہ کسی قیمت پر ان کو نہ چھوڑیں۔ چنانچہ انہوں نے باہم اختلاف کیا اور بزدل ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔ لہٰذا ان کے اندر گھوڑے دوڑ گئے قتل کرتے ہوئے۔ اور زیادہ تر لوگ لشکر میں تھے۔

جب ان جوانوں نے دیکھا جو متفرق تھے کہ گھڑ سواروں نے تباہی مچا دی ہے تو سب اکٹھے ہو گئے اور مل کر دشمن کی طرف سیدھے ہوئے مگر یہاں پر کسی چیخنے والے نے چیخ کر کہا پیچھے پیچھے ہو جاؤ رسول اللہ قتل ہو گئے ہیں۔ اس سے مسلمانوں کے ہاتھ پیر ڈھیلے ہو گئے اس پریشانی میں۔ اور گھبراہٹ میں کتنے لوگ مارے گئے، اللہ نے مشرکین کے ہاتھوں ان کو شہادت کی عزت نصیب فرمائی۔ اور مسلمان مارے خوف اور پریشانی کے کسی کی طرف پلٹ کر دیکھ بھی نہیں رہے تھے یونہی وادی میں بھاگے جا رہے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو

ثابت قدم رکھا جب آپ کے صحابہ میں سے کسی نے آپ کو سامنے دیکھا تو حضور ﷺ لوگوں کو پیچھے سے بُلا رہے تھے۔ پھر کچھ لوگ جو قریب تھے آواز سُن سکے وہ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔

وادی میں پانی کے مقام پر جب رسول اللہ ﷺ نظر نہ آئے تو ایک آدمی نے ان سے کہہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ قتل ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اپنی قوم کی طرف جاؤ وہ تمہیں امان دے دیں گے اس سے کہ وہ تمہیں قتل کرنے آ جائیں اور وہ تمہارے گھروں میں داخل ہو جائیں۔ ایک آدمی نے ان میں سے کہا اگر اس معاملے میں ہمیں کچھ اختیار ہوتا یا ہماری کوئی سُنتا تو ہم لوگ یہاں پر نہ مارے جاتے۔ اور دوسروں نے کہا کہ اگر چہ رسول اللہ ﷺ قتل ہو گئے ہیں تو کیا تم لوگ اپنے دین پر نہیں لڑو گے اسی دین پر جس پر تمہارے نبی کریم ﷺ تھے۔ حتیٰ کہ تم لوگ بھی شہید ہو کر اللہ کو مل جاؤ۔

ان میں سے ایک انس بن نضر تھے اس کے لئے اس بات کی شہادت رسول اللہ ﷺ کے سامنے سعد بن معاذ نے دی تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نبی قیشر میں سے ایک نے کہا تھا کہ اگر ہمیں اس معاملے میں کوئی اختیار ہوتا تو ہم یہاں پر نہ مارے جاتے۔

نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کو تلاش کرنے روانہ ہوئے تو اچانک مشرکین آپ کے منہ کے سامنے آپ کے راستے پر تھے۔ جب ان کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ وہ آپ کے سامنے آ گئے ہیں تو آپ نے دعا کی، اے اللہ! اگر تو چاہے تو آپ کو کوئی مغلوب اور عاجز نہیں کر سکتا دھرتی پر۔ اور کہا کہ اگر تو چاہے تو تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ لہٰذا مشرکین آپ کے راستے سے ہٹ گئے اور نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کو بُلاتے رہے تھے گھاٹی میں اُوپر کو چڑھتے ہوئے اور اس کے ساتھ چند آدمیوں کی جماعت بھی تھی جو آپ کے ساتھ صبر کر کے ڈٹے رہے تھے۔

ان میں سے طلحہ عبید اللہ تھے، زبیر بن عوام تھے۔ انہوں نے حضور کے ساتھ موت کی بیعت کی ہوئی تھی، وہ لوگ اپنے آپ کی اوٹ میں حضور ﷺ کو چھپائے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ مل کر قتال کر رہے تھے حتیٰ کہ وہ سارے قتل ہو گئے سوائے چھ یا سات افراد کے اور وہ باوجود اس کے پانی کے مقام فہر اس کے گرد پہرہ دے رہے تھے۔ کہا جاتا ہے پہلا شخص کعب بن مالک تھا جس نے رسول اللہ کی آنکھ یا سراپا پہچانا تھا جب آپ گم تھے۔ مغفر اور خود کے پیچھے سے اس نے اُونچی آواز سے پکارا تھا اللہ اکبر یہ ہیں رسول اللہ ﷺ۔ اس نے آپ کی طرف اشارہ کیا تھا کیونکہ آپ بے ہوش ہو کر گر گئے تھے۔ انہوں نے حضور سے کہا تھا کہ آپ خاموش ہو جائیں حفاظت کے پیش نظر۔ حضور ﷺ کا چہرہ انور زخمی تھا، آپ کے رباعی دانت ٹوٹ گئے تھے۔

ادھر اُبی بن خلف تھا جس نے یہ کہہ رکھا تھا کہ اللہ کی قسم میرے پاس دو گھوڑے ہیں، میں نے روزانہ ان کو مکئی و جوار چارہ کھلا کر پالا ہوا ہے۔ میں ان پر چڑھ کر ضرور محمد کو قتل کروں گا۔ اس کی قسم کھانے کی اطلاع حضور ﷺ کو پہنچ چکی تھی۔ حضور نے فرمایا تھا، بلکہ میں اس کو قتل کروں گا۔ انشاء اللہ

لہٰذا اُبی بن خلف لوہے میں چھپا ہوا اپنے اسی گھوڑے پر سوار ہو کر حضور ﷺ کو قتل کرنے کے لئے آیا اور قسم کھالی کہ آج یا محمد نہیں یا میں نہیں۔ اگر محمد بچ گیا تو میں نہیں رہوں گا۔ اس نے رسول اللہ کو قتل کرنے کے لئے حملہ کیا۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ سعید بن مسیب نے کہا اس کے سامنے کئی لوگ آ گئے تھے اہل ایمان میں سے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سب کو حکم دیا کہ اس کا راستہ چھوڑ دو اور اس کو میرے پاس آنے دو۔ چنانچہ مصعب بن عمیر جو بنو عبد الدار کے بھائی تھے وہ اس کے آگے آئے رسول اللہ ﷺ کو بچانے کے لئے۔ لہٰذا مصعب بن عمیر مار گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُبی بن خلف کی ہنسلیوں پر تلوار ماری مسراخ سے جو خود کے اور زرہ کے درمیان تھا آپ نے اپنی تلوار اس میں سے گھسیڑ دی جس سے اُبی اپنے گھوڑے سے گر گیا مگر اس کے زخم سے خون نہیں نکلا۔ چنانچہ سعید نے کہا کہ اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی ٹوٹ گئی ہے۔

لہٰذا اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی :

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمیٰ ۔ (سورۃ الانفال : آیت ۱۷)

آپ نے نہیں مارا، جب آپ نے مارا بلکہ اللہ نے مارا ہے۔

لہٰذا اس کے بعد اس کے ساتھی اس کے پاس پہنچے تو وہ ایسے آوازیں نکال رہا تھا جیسے بیل ذبح کے وقت گرڑاتا ہے۔ اس کے ساتھیوں نے کہا کہ یہ کیا بزدلی ہے اور بے صبری ہے کچھ بھی نہیں بس یہ تو ایک خراش ہے یا ہلکا زخم ہے۔ اس نے ان سے رسول اللہ کا قول ذکر کیا جو آپ نے فرمایا تھا کہ میں اس کو قتل کروں گا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ اللہ کی قسم مجھے اس قدر اذیت ہو رہی ہے کہ اگر پورے اہل حجاز کو پہنچتی تو وہ سارے کے سارے مر جاتے۔ لہٰذا اُبی بن خلف واپس مکے نہ پہنچ سکا بلکہ مر گیا۔

جب حضور ﷺ اپنے اصحاب کے پاس پہنچے اور انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا اور آپ کے ساتھ طلحہ اور زبیر ساتھ تھے اور سہل بن حُنیف اور حارث بن صمہ بنو نجار کے بھائی کو اصحاب رسول نے گمان کیا کہ وہ دشمن ہے (دور سے) لہٰذا ان میں سے ایک نے تیر کمان کے جگر پر رکھا اور تیر مارنا چاہا جب انہوں نے باہم کلام کیا اور رسول اللہ نے ان کو آواز دی تو پہچان گئے۔ اس کے بعد صحابہ اس قدر خوش ہو گئے جیسے ان کو کوئی تکلیف پہنچی ہی نہیں تھی۔ وہ اسی حالت پر ہی تھے کہ اچانک شیطان نے اپنے آپ کو ان کے سامنے پیش کیا اور ان کے آگے وسوسہ اور غم دلانا پیش کیا۔

جب انہوں نے اپنے دشمن کو دیکھا کہ وہ ان کو چھوڑ کر دور چلے گئے ہیں۔ لہٰذا اپنے مقتولین کا ذکر کر رہے تھے اور اپنے بھائیوں پر اور ایک دوسرے نے اپنے جگری دوستوں کا پوچھ رہے تھے اور ایک دوسرے کو اپنے مقتولین کی خبر دے رہے تھے۔ فرمایا اچانک مسلمانوں کا حزن شدید ہو گیا، کیونکہ اللہ نے مشرکین کو ان پر پیچھے سے بھیج دیا تھا اور ان کو ان کے ذریعے غم دے دیا تھا تاکہ اس غم کے ساتھ ان کی وہ کیفیت دور کرے جو وہ (فتح کی) دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ان کا دشمن پہاڑ کے اُوپر چڑھ چکا ہے یوں دشمن ان سے اُوپر اور یہ نیچے نظر آنے لگے۔ لہٰذا اس خطرے میں وہ اپنے بھائیوں کے حزن اور غم کو بھول گئے۔

پھر اللہ نے یہ آیت اُتاری :

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا یغشی طائفة منکم ۔

کہ اللہ نے تم میں سے ایک گروہ پر امن کی اُونگھ طاری کر دی تھی جس نے تم میں سے ایک گروہ کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ بھی آیت اُتاری :

وطائفة قد أھمتھم انفسھم یظنون باللّٰہ غیر الحق ظن الجاھلیة یقولون لو کان لنا من الامر شیٔ ۔
ما قتلنا ھٰھنا ۔

اور جماعت ایسی تھی کہ انہوں نے اپنے دلوں کو خود کمزور کر لیا تھا، وہ اللہ کے بارے میں ناحق جاہلیت والے گمان کر بیٹھے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے اگر اس معاملہ میں ہماری کوئی مرضی ہوتی اور ہمارا کوئی اختیار چلتا تو ہم یہاں پر نہ مارے جاتے۔

وہاں پر اللہ نے یہ بھی آیت نازل فرمائی :

قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیھم القتل الی مضاجعھم ۔ الخ
(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۴)

آپ فرما دیجئے اے پیغمبر ﷺ! کہا گر تم لوگ اپنے گھر میں بیٹھے ہوتے اور تقدیر جب کر جاتی تو جن پر لڑ کر مرنا لکھا تھا وہ خود بخود گھروں سے باہر آ جاتے اپنے مر کر گرنے کی جگہ پر۔ (علیم بذات الصدور تک)

اس طرح مسلمانوں کے لئے دو غم تھے، یہ غم آخر تھا اور غم اول اس وقت تھا جب گھاٹی میں شکست کھا کر اُوپر چڑھے جا رہے تھے۔ اس کے بعد سنبھلے تو ان کو وہ شکست بھول گئی تھی۔ جب وہ دشمن کی تلاش میں اور قتال میں ڈر نہیں رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی دعا کر دی تھی، اے اللہ! بے شک ان کفار و مشرکین کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ آج کے دن ہمارے اُوپر غالب آئیں۔ رسول اللہ نے دعا کی اور اصحاب کو پکارا۔ ان میں سے ایک جماعت پکارنے پر فوراً لبیک کر آئی۔ لہٰذا یہ لوگ بھی گھاٹی میں اُوپر چڑھ گئے۔ یہاں تک کہ وہ اور دشمن برابر ہو گئے۔ اب مسلمانوں نے ان کو تیروں سے بھون دیا اور ان پر نیزوں سے اور برچھیوں سے حملے کئے حتیٰ کہ ان کو انہوں نے مجبور کر کے پہاڑ کے اُوپر سے نیچے اُتار دیا۔ لہٰذا مشرکین مسلمانوں سے ہٹ کر مسلمانوں کے مقتولین کی طرف متوجہ ہو گئے۔ انہوں نے ان کا مُثلہ کرنا شروع کیا یعنی ان کے کان ناک اور شرم گاہیں کاٹ ڈالیں، ان کے پیٹ پھاڑ ڈالے۔ وہ یہ گمان کر رہے تھے کہ وہ اس طرح نبی کریم ﷺ کو اور ان کے اشراف اصحاب کو اذیت پہنچا رہے ہیں۔

اس کے بعد مشرکین پھر اکھٹے ہو گئے اور انہوں نے مقابلہ کرنے کے لئے پھر سے صف بندی کر لی اور ابوسفیان جوان کے سردار تھے وہ کہنے لگے کہ آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے۔ جنگ تو ڈولی ہوئی ہے (کبھی ہمارے ہاتھ میں ہوتا ہے کبھی تمہارے ہاتھ میں) یعنی کبھی تم غالب ہوئے تھے تو کبھی ہم غالب ہوئے ہیں۔ آج ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ اس دن میں فرق صرف یہ ہے کہ ہمارے مقتولین کے ناک کان نہیں کٹے تھے، تمہارے مقتولین کے ناک کان بھی ہم نے کاٹ ڈالے ہیں مگر میں نے اس بات کا ان کو حکم نہیں دیا تھا۔ اور میں نے اس کو ناپسند نہیں کیا۔ اس کے بعد ابوسفیان نے نعرہ مارا اُعْلُ هُبَلْ اے ھبل غالب ہو جا (مشرکین کے سب سے بڑے بت کا نام تھا)۔ وہ اپنے فرضی معبودوں پر فخر کرنے لگا۔

حضرت عمر ؓ نے دیکھا تو کہنے لگے سُنیے یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کا دشمن کیا کہہ رہا ہے؟ رسول اللہ نے فرمایا اس کو بلا کر یوں کہو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ۔ اللہ سب سے اُونچا ہے اور غالب ہے اور سب سے بڑا عزت والا ہے وہ لوگ اور ہم برابر نہیں ہیں۔ ہمارے مقتول جنت میں ہیں ان کے مقتول جہنم میں ہیں۔ مشرکین نے مسلمانوں کے جواب میں کہنا شروع کیا بے شک ہمارے لئے عزیٰ ہے اور تمہارا کوئی عزیٰ نہیں ہے (دوسرے بڑے بت کا نام ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ان کو جواب دو اَللّٰہُ مَوْلَانَا۔ وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ اللہ ہمارا آقا اور سرپرست ہے تمہارا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔ اس پر مشرکین نے محمد ﷺ کو نام لے کر آواز دی۔ جب انہوں نے یقین کر لیا کہ حضور ﷺ زندہ سلامت ہیں تو انہوں نے حضور ﷺ کے اصحاب کو پکارا۔ انہوں نے جان لیا کہ وہ بھی زندہ ہیں تو اللہ نے ان کو رسوا کر دیا۔ لہٰذا وہ لوگ اپنے اپنے سامان کی طرف لوٹ گئے۔

مسلمانوں کو پتہ نہیں چل رہا تھا کہ اب ان کے کیا ارادے ہیں، لہٰذا رسول اللہ نے فرمایا کہ تم لوگ ان کو دیکھو کہ اگر وہ سوار ہو گئے ہیں اور سامان بھی ان کے گھڑ سواروں کے پیچھے جا رہا ہے تو اور ابھی تو وہ ارادہ کر رہے ہیں کہ تمہارے گھروں اور ٹیلوں پہاڑوں کے قریب ہونا چاہتے ہیں جہاں پر تم لوگوں کے بال بچے ہیں اور تمہاری عورتیں ہیں۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو میں ان کو مدینہ کے اندر پھانس دوں گا۔ اگر انہوں نے سامان اُوپر باندھ دیا ہے اور گھوڑوں سے علیحدہ ہو گئے ہیں تو وہ فرار کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جب وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے تو حضور نے سعد بن ابووقاص کو ان کے آثار پر جائزے کے لئے بھیجا اور فرمایا کہ آپ جا کر ان کا معاملہ جان کر ہمیں آگاہ کیجئے۔ سعد دوڑے دوڑے گئے حتیٰ کہ ان کے معاملات لے کر آگئے اور کہنے لگے کہ میں نے ان کے گھوڑوں کو دیکھا ہے وہ اپنے دم مارتے رہے ہیں الگ تھلگ کئے ہوئے بیٹھے بپھرے ہوئے اور اس نے دیکھا کہ لوگوں کو کہ واپس لوٹتے ہوئے ہتھیار باندھ چکے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کے دل دشمن قوم کے جانے پر خوش ہو گئے۔ پھر وہ پھیل گئے۔ اپنے اپنے مقتولین کو تلاش کرنے لگے۔ انہوں نے نہ پایا کسی مقتول کو مگر سارے کے سارے مقتولین کے ناک کان کٹ چکے تھے سوائے فضلہ بن ابوعامر کے کیونکہ اس کا والد مشرکین کے ساتھ تھا۔ اسی لئے اسے چھوڑ دیا گیا اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس کا والد قتل ہونے کے بعد اس کے پاس رکا رہا تھا، اس نے اس کے سینے پر دھکا دیا تھا

اپنے پیر کے ساتھ اور کہا تم نے دو گناہ کئے ہیں، میں تیرے مرنے کی جگہ پر آیا ہوں یہاں پر۔ اے دَبَیْس میری زندگی کی قسم تو تو رحموں اور رشتوں کو جوڑنے والا تھا اور والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا تھا۔

مسلمانوں نے حمزہ بن عبدالمطلب کو (چچا رسول کو) اس حال میں پایا کہ ان کا پیٹ پھاڑ دیا گیا تھا اور ان کا جگر نکال لیا گیا تھا اسے وحشی نے نکال لیا تھا اور اسی نے ان کو قتل کیا تھا اور وہ ان کے جگر کو ہندہ بنت عتبہ کے پاس لے گیا تھا ایک نذر اور منت میں جو اس عورت نے اس وقت منت مانی تھی جب حمزہ نے اس کے باپ کو یوم بدر میں قتل کیا تھا کہ اگر حمزہ ہمارے ہاتھوں قتل ہوئے تو میں اس کا کلیجہ چباؤں گی۔

مسلمان اپنے مقتولین کے دفن کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں دفن کیا اور حضرت حمزہ ایک چادر میں دفن کئے گئے تھے جو شہادت سے پہلے ان پر تھی ایسے جب سر کی طرف کھینچتے تھے تو پیر ننگے ہوتے تھے اور جب پیروں کی طرف کھینچی جاتی تو سر ظاہر ہو جاتا تھا (چہرہ ظاہر ہو جاتا تھا)۔ لہٰذا درختوں کی ٹہنیاں، لکڑیاں اور پتھر لا کر ان کے قدموں پر رکھ دیئے گئے اور ان کے چہرے کو اسی چادر سے ڈھانپ دیا گیا۔

موسیٰ نے کہا ہے، ابن شہاب نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ شہداء کے دفن سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ ان کے زخموں کی پٹی لپیٹ دو کیونکہ ہر وہ زخم جو اللہ کی راہ میں لگتا ہے وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کا رنگ تو جوان ہوگا مگر اس کی خوشبو کستوری کی ہوگی۔ اس کے بعد رسول اللہ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن اس پر گواہ ہوں گا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اُٹھے تا کہ آپ کی نظر کے سامنے شہداء دفن کئے جائیں اور آپ نے انہیں غسل نہیں دلوایا مگر ان میں سے کسی ایک پر بھی آپ نے نماز جنازہ نہیں پڑھایا تھا۔ جیسے عام موتی پر پڑھائی جاتی ہے اور ان کو انہی کپڑوں میں دفن کیا گیا تھا جن میں وہ قتل کئے گئے تھے۔ اس کے سوا اور کوئی کپڑا انہیں دیا گیا تھا (یعنی وہی کپڑے ان کے کفن تھے علاوہ ازیں کفن کا انتظام نہیں تھا نہ دیا گیا)۔

آپ نے فرمایا کہ وہ ایک گروہ ایک ایک قبر میں دفن کئے تھے یعنی وہی شہداء۔ آپ پوچھتے تھے ان میں سے کون ہے جس کو قرآن زیادہ یاد ہے، جب کسی کی طرف اشارہ کیا جاتا ان میں سے تو آپ اس کو پہلے لحد میں اُتارتے دیگر ساتھیوں سے، حتیٰ کہ آپ فارغ ہو گئے ان کے دفن سے۔ اور کچھ مہاجرات اور کچھ انصاری عورتیں آئیں، وہ اپنی پشت پر پانی اُٹھائے ہوئے تھیں اور کھانا بھی۔ اور سیدہ فاطمہ بنت رسول بھی ان کے ساتھ نکلی۔ اس نے جب اپنے والد محترم کو دیکھا اور ان کے چہرے پر خون دیکھا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے گلے سے لگایا اور ابا کے چہرے اور جسم سے خون صاف کرنے لگی اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے اللہ کا غضب شدید ہو جاتا ہے اس قوم پر جنہوں نے اللہ کے رسول کے چہرے کو خون آلود کیا اور اس شخص پر بھی اللہ کا غضب شدید ہو جاتا ہے جس کو اللہ کا رسول قتل کرے۔

اور کہا سہل بن ساعدی نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

اللهم اغفر لقومي فانهم لا يعلمون

اے اللہ! میری قوم کو بخش دے اس لئے کہ وہ مجھے جانتے نہیں ہیں۔

موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ ابن شہاب نے کہا تھا، اس دن ایک آدمی نے بنی حارث بن عبد مناف نے رسول اللہ ﷺ کو تیر کا نشانہ مارا تھا اسے ابن قمئہ کہتے تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ بلکہ آپ کو عتبہ بن ابو وقاص نے مارا تھا۔

کہتے ہیں کہ علی بن ابو طالب بھاگے پانی کے گھاٹ طرف اور فاطمہ سے کہا کہ اس تلوار کو تھام کر رکھیں بغیر کسی بُرائی کے۔ چنانچہ وہ ڈھال کے اندر پانی لے آئے (چونکہ اور کوئی چیز موجود نہیں تھی)۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے پینا چاہا مگر اس کی بو محسوس کی اور آپ نے فرمایا یہ ایسا پانی ہے جس کی بو بدل چکی ہے، آپ نے اس پانی سے کلی کر لی اور فاطمہ نے اپنے والد کا خون دھو دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب علی کی تلوار کو خون آلود دیکھا تو فرمایا، اگر تم نے احسن طریقے پر قتال کیا ہے تو عاصم بن ثابت بن الافلح نے اور حارث بن صمہ اور سہل بن حُنیف نے بھی احسن طریقے پر قتال کیا تھا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مجھے لوگوں کے بارے میں خبر دو کہ انہوں نے کیا کیا اور کہاں گئے؟ لوگوں نے بتایا کہ کفر کیا تھا ان میں سے زیادہ تر لوگوں نے۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک مشرکین نے ہمارا اس قدر نقصان نہیں کیا جتنا ان کا ہوا ہے یا ہم نے جس قدر ان کا کیا۔ ہے یا یہ کہ پہلے ہم نے ان کا کیا ہے۔ اس لئے مشرکین اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ اور ابوسفیان نے ان کو اعلان کیا تھا اور مشرکین کو جب وہ کوچ کر گئے تھے اس نے کہا تھا کہ تمہارا وعدہ موسم ہے یعنی موسم بدر میں یہ بازار ہوتا تھا جو ہر سال بدر میں لگتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ان سے کہہ دو ٹھیک ہے، ہم لوگ تیار ہیں۔ ابوسفیان نے کہا وہی وعدہ گاہ ہے۔

انہیں لوگوں نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن اپنی تلوار پیش کی اور فرمایا کون اس کو لیتا ہے اس کے حق کے ساتھ؟ لوگوں نے پوچھا کہ اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا کہ اس کا حق یہ ہے کہ اس کو استعمال کرے جب دشمن سے ٹکرائے۔ حضرت عمر نے کہا (لوگوں کا خیال ہے) میں اس کو لیتا ہوں، آپ نے اس سے گریز کیا۔ پھر دوسری بار آپ نے اس کو پیش کیا، زبیر نے کہا میں اس کو لیتا ہوں۔ حضور نے اس سے بھی گریز کیا عمر نے اور زبیر نے اس بات کو دل میں محسوس کیا۔ پھر حضور نے تیسری بار پیش کی اس شرط کے ساتھ۔ اب کہ ابودجانہ سماک بن خرشہ بنو ساعد کے بھائی نے کہا یا رسول اللہ اگر میں اس کو لے لوں اس کے حق کے ساتھ۔ آپ نے اس کو دے دی۔ اس نے اس بات کو سچا ہی کہا۔ جب وہ دشمن سے ملے۔ لہٰذا وہ تلوار اس کے خون کے ساتھ سے دے دی گئی یا اس نے تلوار کو اس کا حق بھی دے دیا۔

اور لوگوں نے گمان کیا کہ کعب بن مالک نے کہا میں ان میں تھا جو مسلمان نکلے تھے میں نے جب مسلمانوں کے مقتولین کے ساتھ اس قدر مشرکین کی طرف سے مُثلے (ناک کان کاٹے) ہوئے دیکھے۔ میں اُٹھ کر گیا اور آگے چلا گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ مشرکین میں سے ایک آدمی اسلحہ جمع کر رہا ہے مسلمانوں کے جمع کرنے کی طرح اور کہہ رہا ہے جمع ہو جاؤ جیسے جیسے جمع کئے جاتے ہیں بکری کے بال جس کے بال اُترے ہوں۔ کہتے ہیں کہ رجاد یکھا کہ مسلمانوں میں، ایک آدمی کھڑا اس کا انتظار کر رہا ہے اور اس کے اُوپر اس کا اسلحہ بھی لگا ہوا ہے۔ میں چلتے چلتے اس کے پیچھے آ گیا۔ اس کے بعد میں اپنی نگاہ سے کافروں کا جائزہ لینے لگا۔ وہ کافر ان دونوں میں سے زیادہ بہتر تھا تیاری کے لحاظ سے اور ہیئت کے لحاظ سے۔ کہتے ہیں کہ مقتل ان کو دیکھتا رہا حتیٰ کہ وہ دونوں ٹکرا گئے۔ مسلمان نے کافر کے کاندھے پر ایسی تلوار ماری کہ اس کو کاٹتی ہوئی اس کے چوتڑوں تک اُتر گئی اور وہ حصوں میں بٹ گیا۔ اس کے بعد مسلمان نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا اور کہنے لگا کیسے دیکھتے ہو تم اے کعب، میں ابودجانہ ہوں۔

(اُحد سے واپسی پر) جب نبی کریم ﷺ مدینے کی گلیوں میں داخل ہوئے تو اچانک رونے اور بین کرنے کی آوازیں گھروں سے سُنائی دیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ انصار کی عورتیں اپنے مقتولین کو رو رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا، ایک عورت آئی وہ اپنے بیٹے کو اور اپنے شوہر کو اُونٹ پر اُٹھائے ہوئے تھی۔ اس نے ان کو رسی کے ساتھ باندھ لیا تھا پھر خود بیچ میں بیٹھ گئی تھی اور ان میں سے مقتولین اُٹھائے گئے تھے اور وہ مدینے کے قبرستانوں میں دفن کئے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو لا دکر لانے سے منع کیا اور فرمایا کہ ان کو وہیں دفن کر دو جہاں شہید کئے گئے ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جب رونے کی آواز سُنی تو فرمایا کہ لیکن حمزہ کو تو مدینے میں کوئی رونے والا بھی نہیں ہے اور آپ نے اس کے لئے استغفار کیا۔

حضور کی یہ بات سعد بن معاذ نے اور سعد بن عبادہ نے اور معاذ بن جبل نے اور عبداللہ بن رواحہ نے سُنی تو اپنے اپنے گھروں میں گئے انہوں نے ہر نوحہ کرنے اور رونے والی کو بلایا جو مدینے میں تھی اور ان سے کہا اللہ کی قسم تم لوگ انصار کے کسی مقتول کو نہ روؤ حتیٰ کہ چچائے رسول کو بھی روؤ۔ اس لئے کہ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ اس کو مدینے میں کوئی بھی رونے والی نہیں ہے اور انہوں نے یہ بھی گمان کیا ہے کہ وہ شخص جو نوحہ کرنے والیوں کو بلا لائے تھے وہ عبداللہ بن رواحہ تھے۔ اب جو حضور ﷺ نے رونے کی آواز سُنی تو پوچھا کہ یہ کیسا رونا ہے؟ لہٰذا آپ کو بتایا گیا کہ انصار نے جو کچھ کہا ہے اپنی عورتوں کے ساتھ، لہٰذا حضور ﷺ نے انصار کے لئے استغفار کیا اور ان کے بارے میں خیر کے الفاظ کہے۔ اور فرمایا کہ میں نے اس بات کا ارادہ نہیں کیا تھا اور میں رونے والے کو پسند بھی نہیں کرتا اور آپ نے رونے سے منع فرما دیا۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کہ تین کام عمل جاہلیت میں سے ہیں۔ ان کو میری اُمت ترک کردے۔ نوحے اور بین کرنا موتی پر اور طعن کرنا نسب میں اور یہ قول کرنا کہ بارش فلاں ستارے کے طلوع ہونے سے ہوئی ہے۔ حالانکہ کوئی طلوع وغیرہ نہیں بلکہ وہ محض اللہ کی عطا سے ہوئی ہے اور اسی کا رزق ہوتا ہے (جو وہ عطا کرتا ہے)۔ (ترمذی۔ کتاب الجنائز۔ باب ماجاء فی کراہیۃ النوع۔ حدیث ۱۰۰۱ص ۳/۳۱۶)

مسلمانوں کے رونے کے وقت منافقین نے مکر کرنا اور رسول اللہ ﷺ سے لوگوں کو جدا کرنا اور ان کو غم دلانا شروع کردیا۔ اور اس وقت یہودیوں کا باطنی کھوٹ اور دھوکہ سامنے آگیا اور پورے مدینے میں منافقیت ایسے جوش مارنے لگی جیسے ہنڈیا جوش مارتی ہے۔ ان لوگوں نے مسلمانوں کے رونے کے وقت نفاق اور دھوکہ ظاہر کردیا جو وہ چھپاتے پھرتے تھے۔

ادھر یہودیوں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ اگر یہ نبی ہوتا تو مترک اس پر غالب نہ آجاتے اور ان میں سے وہ لوگ نہ مارے جاتے جو مارے گئے ہیں۔ بلکہ یہ حکومت اور ملک واقتدار کا طالب ہے، ایک بار حکومت اس کے پاس ہوگی اور دوسری بار اس کے مخالف کے پاس ہوگی۔ اور نبوت کے بغیر اہل طلب دینا ایسے ہوتے ہیں۔ ادھر منافقوں نے کہا انہیں یہودیوں جیسا قول اور مسلمانوں سے کہنے لگے کہ اگر تم لوگ ہماری بات مانتے تو جو لوگ تم میں سے مارے گئے ہیں وہ نہ مارے جاتے۔

ادھر اہل مکہ میں ایک آدمی سول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ نے اس سے ابوسفیان اور اس کے دیگر ساتھی مشرکین کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے ان کے پاس بیٹھ کر ان لوگوں کی باتیں سُنی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو ملامت کررہے تھے۔ ان میں سے بعض بعض سے کہہ رہا ہے تم لوگ کیوں ایسا کام کرتے ہو جس سے تم لوگ اپنی عزت وشوکت کو داؤ پر لگا آتے ہو اور اپنی بہادری کو بھی بٹہ لگاتے ہو اور اس پر طرہ یہ کہ تم لوگ ان کو باقی چھوڑ آتے ہو۔ ان کو ختم نہیں کرسکتے ہو، ابھی تک ان میں سے سردار باقی ہیں وہ تمہارے خلاف لوگوں کو پھر جمع کرلیتے ہیں۔

اور نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا اور ان کو دشمن کی تلاش کا شدید زخم تھا تاکہ وہ خود بھی اس بات کو سُنیں۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے ساتھ ہرگز نہ چلے مگر وہی قتال میں حاضر تھا۔ عبداللہ بن اُبی نے کہا میں آپ کے ساتھ سوار ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا نہیں اللہ اور رسول کی بات ماننا ان لوگوں کا کام ہے جن پر آزمائش گزری ہے۔ لہٰذا وہ لوگ چل پڑے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے اندر ارشاد فرمایا ہے :

الذین استجابو اللّٰہ والرسول بعد ما اصابھم القرح للذین احسنوا منھم واتقوا اجر عظیم ۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۷۲)

وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی مانی باوجود اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا جن لوگوں نے ان میں سے نیکی کی اور تقویٰ اختیار کیا ان کے لئے اجر عظیم ہے۔

اور کہتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ سُلمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میرے والد نے مجھے واپس بھیج دیا تھا حالانکہ میں آپ کے ساتھ نکلا تھا تاکہ میں قتال میں حاضر ہوں مگر اس نے کہا تم واپس جاؤ اور اس نے مجھے قسم دی کہ میں اپنی عورتوں کو چھوڑ کر نہ جاؤں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نے یہ ارادہ کیا تھا جب اس نے مجھے وصیت کی تھی واپس ہونے کی اسی امید کا جو اس کو پہنچ گئی ہے قتل ہوجانا بس اللہ نے اس کو شہادت عطا کی ہے اس نے میرے ساتھ بقا کا ارادہ کیا تھا اپنے ترکہ کے لئے، مگر میں چاہتا ہوں کہ آپ جدھر بھی رُخ کریں میں آپ کے ساتھ رہوں اور میں یہ بات ناپسند کرتا ہوں کہ آپ کے ساتھ صرف وہی بندہ طلب کیا جائے جو قتال میں شریک رہ چکا ہو۔ لہٰذا آپ مجھے اجازت دے دیں۔ بس اس کو رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی۔ بس رسول اللہ ﷺ نے دشمن کو تلاش کیا (آپ اس تلاش میں

مقام حمراء الاسد تک پہنچ گئے اور قرآن مجید نازل ہوا ان کی رضاعت کے بارے میں جنھوں نے اطاعت کی اور ان کے نفاق کے بارے میں جنہوں نے منافقت کی اور مسلمانوں کی تعزیت اور صبر دلانے میں اور ان کے ہر جگہ وطن بنانے کی حالت کے بارے میں اور حضور ﷺ کے نکلنے کے وقت کے بارے میں جب انہوں نے صبح کی تھی۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

واذ غدوت من اهلك تبوئ المؤمنين مقاعد للقتال والله سميع عليم ۔

یاد کرو جب آپ نے اصل سے علی الصبح روانہ ہو کر مؤمنوں کو جگہ متعین کر کر کے دے رہے تھے قتال کے لئے ٹھکانے بتا کر اور اللہ تعالیٰ سننے اور جاننے والا ہے۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۲۱)

پھر اس آیت کے بعد والی آیت میں جس میں انہیں کے قصے کا ذکر کیا ہے یہ سلسلہ اس آیت تک چلا گیا ہے۔

ان الذين تولوا منكم يوم التقى الجمعان انما استزلهم الشيطان ببعض ما كسبوا ولقد عفا الله عنهم ان الله عفور حليم ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۵)

بے شک وہ لوگ جو واپس لوٹ گئے تھے تم میں سے جس دن دو جماعتیں باہم ٹکرائیں تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ شیطان نے پھسلا دیا تھا ان کے بعض اعمال کی وجہ سے اور اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے بے شک اللہ بخشنے والا بردبار ہے (اور اس کے بعد کی سات آیات بھی اسی بارے میں ہیں)۔

اور وہ گروہ جنہوں نے پیٹھ پھیر لی تھی وہ مندرجہ ذیل تھے۔

دو آدمی بنو زریق میں سے تھے، ایک سعد بن عثمان اور اس کا بھائی عقبہ بن عثمان اور ایک آدمی مہاجرین سے واپس لوٹ گئے تھے یہاں تک کہ وہ بیر حزم تک جا پہنچے تھے۔

اور ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے کہ مقام جلعت تک پہنچے تھے۔ پھر اللہ نے ان سے درگزر فرما دیا تھا۔ پھر بے شک مسلمان، پھر بے شک وہ مسلمان کثیر تعداد میں تھے جن کو اُحد والے دن مصیبت سے دوچار ہونا پڑا تھا جبکہ یوم بدر میں مشرکین ان سے بھی دوہری تعداد میں ہلال ہوئے تھے۔ اس وجہ سے اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

اولما اصابتكم مصيبة قد اصبتم مثليها قلتم انى هٰذا قل هو من عند انفسكم ان الله على كل شئ قدير ۔

آیا کیا جب تمہیں مصیبت پہنچی ہے تو (یہ بھی تو سوچو کہ) تم ان کو اس کی دہری مصیبت پہنچا چکے تھے۔ پھر بھی لوگوں نے کہا کہ یہ ہم پر کہاں سے آن پڑی ہے۔ اے پیغمبر! آپ فرما دیجئے کہ وہ تمہارے اپنے نفسوں کی طرف سے ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور اس کے بعد کی آیات بھی اسی موضوع سے متعلق ہیں۔

اس کے بعد موسیٰ بن عتبہ نے ان لوگوں کے نام ذکر کئے ہیں جو اُحد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں مارے گئے تھے۔ اور ان کے اندر اس نے یمان ابوحذیفہ کا ذکر کیا ہے۔ اس کا نام حُلیل بن جبیر تھا، وہ ان کا حلیف تھا بنو عبس میں سے۔ مسلمانوں نے اس کا کام تمام کر دیا تھا معرکہ میں، نہیں جانتے تھے کہ اس کو کس نے مارا ہے۔ لہٰذا حذیفہ نے اس کے خون کو صدقہ کر دیا اس پر جس نے اس کو مارا تھا (یعنی اس نے معاف کر دیا تھا)۔

موسیٰ بن عتبہ نے کہا کہ ابن شہاب نے کہا تھا کہ عروہ بن زبیر نے کہا مسلمانوں نے اس کے بارے میں اس دن غلطی کی تھی، انہوں نے اس کو دشمن سمجھ کر تلواروں کی زد میں لے لیا تھا حالانکہ حذیفہ چیختے رہے کہ میرا باپ ہے میرا باپ ہے مگر وہ (معرکہ کی حالت میں اور گھمسان کی جنگ میں) اس کی بات نہ سمجھ سکے یہاں تک کہ وہ اس کا کام تمام کر کے فارغ ہو گئے (بظاہر بعد میں افسوس ہونا فطری بات تھی)۔ مگر حذیفہ نے کتنی بڑی وسعت ظرفی کا مظاہرہ کیا اس نے کہا، اللہ تم لوگوں کو معاف کر دے، اللہ تم لوگوں کو معاف کر دے وہ ارحم الراحمین ہے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی مصالحت کرادی تھی اور حذیفہ نے بھی معاف کر کے حضور کے نزدیک خیر کی اعلیٰ مثال قائم کردی۔ کہتے ہیں کہ وہ جمیع لوگ جو یوم اُحد میں مسلمانوں میں سے شہید کئے گئے قریش میں سے اور انصاری میں سے وہ اُنچاس آدمی تھے اور مشرکین میں سے جو مارے گئے وہ سولہ آدمی تھے۔

تحقیق ہم نے اُحد کا قصہ ذکر کیا ہے مغازی موسیٰ بن عقبہ سے رحمہ اللہ۔ اس نے اس میں سے بعض متفرق احادیث کو بطور شواہد ذکر کیا ہے مگر ان بعض احادیث میں کچھ زیادات اور اضافے ہیں جن کا ذکر کرنا ضروری ہے اور ہم انشاء اللہ اس کو بیان کریں گے علیحدہ ابواب میں باقاعدہ عنوانات قائم کر کے ان مشتملات کے ساتھ۔

باب ۳۸

جنگ اُحد والے دن مسلمانوں کی اور مشرکین کی تعداد کا ذکر

اور فرمانِ الٰہی :

۱۔ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۲۱۔۱۲۲)

(ترجمہ) جب فجر کو نکلا تو اپنے گھر بٹھانے لگا مسلمانوں کو لڑائی ٹھکانوں پر اور اللہ سنتا جانتا ہے، جب قصد کیا دو فریقوں نے تم میں سے کہ نامردی کریں، اور اللہ مددگار تھا ان کا اور اللہ ہی پر چاہئے بھروسہ کریں مسلمان۔

۲۔ مَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۔ (سورۃ نساء : آیت ۸۸)

(ترجمہ) پھر تم کو کیا ہوا ہے منافقوں کے واسطے دو جانب ہو اور اللہ نے ان کو الٹ دیا ان کے کاموں پر۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اصبغ بن فرج نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو خبر دی یونس نے، ان کو ابن شہاب نے نبی کریم ﷺ کے اُحد کی طرف روانگی کے بارے میں جب رسول اللہ ﷺ مقام شوط تک پہنچے (مدینہ اور اُحد کے درمیان) تو عبداللہ بن اُبی لشکر کی تقریباً ایک تہائی کو لے کر از راہ بزدلی وہ لشکر سے علیحدہ ہو گئے۔

ادھر نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب سات سو افراد کو لے کر روانہ ہو گئے تھے اور قریش نے خوب تیاری کر رکھی تھی، وہ تین ہزار کی تعداد میں تھے۔ ان کے ساتھ دو سو گھوڑے تھے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے ان کو ایک جانب رکھا (بائیں جانب)۔ اور انہوں نے گھوڑوں والے دستے کے میمنہ پر (دائیں جانب) خالد بن ولید کو رکھا (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے)۔ اور میسرہ پر رکھا عکرمہ بن ابوجہل کو۔ میں نے اس کو اسی طرح پایا اپنی کتاب میں۔

اور یعقوب بن سفیان نے اس قصے کا اعادہ کیا ہے اس اسناد کے ساتھ بعینہ جو بعض الفاظ میں اس قصے کے الفاظ کے مخالف ہے۔ وہ اس میں یہ کہتے ہیں کہ مسلمان اس دن چار سو افراد کے قریب تھے۔ مگر اس کا قول اول زیادہ مناسب ہے۔ جس کو موسیٰ بن عقبہ نے روایت کیا ہے اور وہی زیادہ مشہور ہے اہل مغازی کے نزدیک۔ اگرچہ زہری سے جو مشہور ہے وہ چار سو ہی ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۳/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن محمد عبداللہ بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، ان کو ابن الہیعہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالاسود نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے اور مسلمان آپ کے ساتھ تھے اور وہ لوگ ایک ہزار افراد تھے اور مشرکین تین ہزار تھے۔ حضور چلے گئے جا کر اُحد میں اُترے اور عبداللہ بن اُبی تین سو افراد کو لے کر واپس لوٹ آیا حضور ﷺ کے ساتھ، باقی سات سو آدمی رہ گئے تھے۔ اس کے بعد عروہ نے کعب بن مالک کا شعر ذکر کیا مسلمانوں کی تعداد کے بارے میں اور مشرکین کی کثرت کے بارے میں اس انداز سے جو موسیٰ بن عقبہ کے ذکر سے زیادہ مکمل ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۳/۴)

عروہ نے کہا کہ جب عبداللہ بن اُبی تین سو آدمیوں کو لے کر واپس آئے تو مسلمانوں کی دو جماعتوں نے گھبرا کر حوصلے پست ہو گئے تھے اور انہوں نے یہ ارادہ کرلیا تھا کہ وہ بھی کم ہمت ہو جائیں اور بزدل ہو جائیں اور وہ دو جماعتیں بنوسلمہ اور بنوحارثہ تھیں۔

(۳) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد بن عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے، ان کو خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد نصری نے مکہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو عمرو بن دینار نے جابر بن عبداللہ سے کہ

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا (سورۃ آل عمران : آیت ۱۲۲)

کہ جب دو جماعتوں نے بزدلی دکھانے کا ارادہ کرلیا تھا۔ اس سے مراد بنوسلمہ اور بنوحارثہ ہیں۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ یہ آیت نہ اُترتی کیونکہ یہ حکم بھی تو اُترا تھا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا کہ اللہ ان کا دوست ہے اور کام بنانے والا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے علی بن عبداللہ وغیرہ سے، اس نے سفیان سے۔ (فتح الباری ۲۲۵/۸)

اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے اسحاق بن راہویہ وغیرہ سے، اس نے سفیان سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۹۴۸)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالولید اور سلیمان بن حرب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالنضر محمد بن محمد بن یوسف فقیہ نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو ابوالولید طیالسی نے، ان کو شعبہ نے عدی بن ثابت سے، اس نے سُنا عبداللہ بن یزید سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں زید بن ثابت سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اُحد کی طرف روانہ ہوئے تو کچھ لوگ واپس لوٹ گئے تھے جو آپ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔

کہتے ہیں اصحاب رسول دو گروہ ہو گئے تھے۔ ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم ان سے قتال کریں، دوسرا کہتا تھا کہ ہم قتال نہ کریں۔
پھر یہ آیت نازل ہوئی :

فما لكم في المنافقين فئتين والله اركسهم بما كسبوا ۔ (سورۃ النساء : آیت ۸۸)

تو کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ شہر طیبہ ہے یہ میل کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسے آگ چاندی کو۔
اس کو بخاری نے روایت کیا ہے ابوولید سے۔ (فتح الباری ۳۶۵/۷)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا دوسرے طریق سے شعبہ سے۔ (کتاب الحج۔ باب المدینۃ تنفی شرارھا۔ حدیث ۴۹۰ ص ۱۰۰۶)

(۵) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوبکر قطان نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن یزید سلمی نے، ان کو حفص بن عبدالرحمن نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ورقاء نے، ابن ابونجیح سے، اس نے مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں:

ما كان الله ليذر المؤمنين على ما انتم عليه حتىٰ يميز الخبيث من الطيب ۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۷۹)

فرمایا کہ اللہ نے تمیز کر دی تھی ان کی اُحد والے دن منافقوں کو مومنوں سے ایک روز واضح کر دیا تھا۔ (تفسیر طبری ۷/۴۲۴۔۴۲۵)

باب ۳۹

حضور ﷺ کی اُحد کی طرف روانگی کی کیفیت کیا تھی؟
اور مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان قتال کی کیفیت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا محمد بن شہاب زہری نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور حصین بن عبدالرحمن بن عمرو سعد بن معاذ نے اور ان کے علاوہ ہمارے دیگر علماء نے، ہر ایک نے کچھ حدیث بیان کی یوم اُحد کے بارے میں اور ان سب کی حدیث جمع ہوگئی ہے اس روایت میں جو میں نے بیان کی ہے۔ ان سب مذکورین نے فرمایا تھا: کہ

بدر والے دن جب قریش مارے گئے تھے اور ان کے بقایا شکست خوردہ لوگ جب مکے میں پہنچے تھے اور ابوسفیان اپنے قافلے کو لے کر واپس پہنچ گئے تو عبداللہ بن ابو ربیعہ اور عکرمہ بن ابوجہل اور صفوان بن اُمیہ دیگر قریش کے جوانوں کے ساتھ ابوسفیان کے پاس گئے انہوں نے جا کر اس سے بات کی اور ان لوگوں کے ساتھ جو قریش میں سے اس قافلے میں تاجر تھے۔

انہوں نے کہا اے قریش کی جماعت بے شک محمد نے تم لوگوں کو تباہ کر دیا ہے۔ اس نے ہمارے چنیدہ اور سرداروں کو قتل کروا دیا ہے۔ لہٰذا تم لوگ اس مال کے ساتھ ہماری مدد کرو (محمد ﷺ) کے خلاف جنگ کرنے کے لئے تاکہ ہم لوگ اس سے اپنا قصاص اور بدلہ لے سکیں ان لوگوں کا جو ہم میں سے مارے گئے ہیں۔ انہوں نے ایسے ہی کہا یعنی پورا مال اس کام کے لئے خرچ کر ڈالو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی

ان الذين كفروا ينفقون اموالهم ليصدوا عن سبيل الله ...... تا ...... الىٰ جهنم يحشرون ۔

(سورۃ الانفال : آیت ۳۶)

بے شک جو کافر ہیں وہ اپنا مال خرچ کر رہے تاکہ اللہ کے راستے سے روک سکیں الخ۔ پڑھتے جایئے یحشرون تک۔

جب قریش رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے اپنے جوانوں سمیت اور ان سمیت جنہوں نے ان کی بات مانی تھی خواہ وہ بنو کنانہ میں سے تھے یا اہل تہامہ میں سے، سب ان کے ساتھ روانہ ہوئے تھے اپنی اپنی عورتوں سمیت، اپنی غیرت اور غضب میں آ کر

اور اس بات کی ضمانت کے طور پر کہ وہ جنگ سے فرار نہیں ہوں گے (کیونکہ اس فرار کا مطلب اپنی عورتیں دوسروں کے حوالے خود کرنے کے مترادف ہوگا)۔ چنانچہ وہ مکے سے روانہ ہوگئے اور وہ مدینے کے قریب کھجوروں والی زمین کے چشموں والے مقام پر اُترے وادی کے کنارے جو مدینے کے متصل تھی۔

جب رسول اللہ ﷺ نے اور مسلمانوں نے ان کے بارے میں سُنا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے خواب میں ایک گائے دیکھی ہے جو ذبح کی جائے گی اور میں نے اس کی تعبیر اچھی اور خیر کی مراد لی ہے۔ اور میں نے اپنی تلوار کی نوک کی دھار میں کٹاؤ یا گھاؤ دیکھا ہے اور میں نے دیکھا کہ میں نے ایک محفوظ زرہ کے اندر ہاتھ ڈال دیا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر میں مدینہ مراد لیا ہے۔ اگر تم لوگ مناسب سمجھو تو مدینے میں ٹھہرے رہو اور ان لوگوں کو وہیں چھوڑ دو جہاں وہ لوگ آ کر اُترے ہیں۔ اگر وہ لوگ یہاں اُتریں گے تو وہ بہت بُری جگہ پر اُتریں گے یعنی مدینے کے اندر آئیں گے تو ان کے لئے بہت بُرا ہوگا۔ اگر وہ ہمارے پاس داخل ہوں گے تو تم لوگ اسی شہر میں ان سے قتال کرنا۔

مسلمانوں میں کچھ مردوں نے کہا جنہیں اللہ نے شہادت سے نوازا تھا اُحد والے دن اور دیگر نے جن سے بدر کا دن فوت ہوگیا تھا کہا یارسول اللہ آپ ہمیں دشمن کے پاس لے چلیں۔ وہ ہمیں نہیں دیکھیں گے کہ ہم ان سے بزدلی کرتے ہیں۔ مگر عبداللہ بن اُبی نے کہا تھا کہ آپ مدینے کے اندر ہی رہیں، آپ دشمنوں کے پاس چل کر نہ جائیں مگر لوگ برابر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اصرار کرتے رہے جانے کے لئے جن کا مشورہ دشمن سے جا کر ٹکرانا تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اندر گئے اور ہتھیار زیب تن کر کے باہر آ گئے۔

یہ جمعہ کا دن تھا جب آپ جمعہ سے فارغ ہو گئے تھے۔ اس دن انصار کا ایک آدمی انتقال کر گیا تھا، اس کا نام ملک بن عمرو تھا جو کہ بنونجار کا ایک فرد تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد دشمن کے مقابلے کے لئے نکل پڑے۔ اس وقت لوگ نادم ہوئے اور کہنے لگے یارسول اللہ ہم نے آپ کو مجبور کیا ہے جبکہ یہ بات شاید ہمارے لئے مناسب نہیں تھی۔ اگر آپ چاہیں تو آپ بیٹھ جائیں، اللہ آپ کے اُوپر رحمت نازل کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی نبی کے لئے یہ کام مناسب نہیں ہوتا کہ وہ جب ہتھیار پہن لیتا ہے پھر اس کو اُتار کر رکھ دے بلکہ پھر وہ قتال کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ایک ہزار آدمی کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ یہاں تک کہ جب آپ مقام شوائط پر پہنچے مدینہ کے اور اُحد کے درمیان تو عبداللہ بن اُبی منافق ایک تہائی لشکر کو لے کر واپس آ گیا اور علیحدہ ہوگیا۔ اس نے کہا کہ حضور نے ان لوگوں کی بات مان لی اور میری بات نہیں مانی تھی۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رواں دواں رہے۔ راوی نے حضور کے چلنے کی کیفیت بھی ذکر کی ہے۔ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی صف بندی کی اور آپ کا جھنڈا اس دن علی بن طالب کے پاس تھا۔ جب صبح ہوئی تو حضور ﷺ نے پوچھا کہ قوم کا جھنڈا کس کے پاس ہے لوگوں نے بتایا کہ طلحہ بن ابوطلحہ کے پاس ہے جو بنوعبدالدار کے بھائی ہوتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم وفاء کرنے کے زیادہ حقدار ہیں ان سے۔ لہٰذا آپ نے مصعب بن عمیر کو بلایا جو بنوعبدالدار کے بھائی تھے حضور نے جھنڈا اس کو تھما دیا۔

اس کے بعد مشرکین میں سے ایک آدمی اُحد کے دن نکلا تھا مقابلہ کے لئے، لوگ اس کو دیکھ کر ٹھہر گئے حتیٰ کہ اس نے تین بار مقابلہ کے لئے پکارا، اور وہ اس وقت اپنے اُونٹ پر سوار تھا۔ لہٰذا زبیر بن عوام اس کی طرف اُٹھے اور اس پر اُچھل کر حملہ کر دیا، وہ اپنے اُونٹ پر سوار تھا یہ اتنا کودے کہ اس دشمن کے برابر ہوگئے۔ اس کے پلان کے باوجود انہوں نے اس دشمن کو وہیں دبوچ لیا، دونوں اُونٹ کے اُوپر گتھم گتھا ہوگئے۔ رسول اللہ نے فرمایا جو زمین کے قریب ہے وہ مارا جائے گا۔ لہٰذا مشرک نیچے گر پڑا اور زبیر اس کے اُوپر گر پڑے اور اس کو اپنی تلوار کے ساتھ ذبح کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، (جب آپ نے اپنے مجاہد کی شجاعت دیکھی) میرے قریب آؤ، اے ابن صفیہ! آپ مقابلے کے لئے

کھڑے ہو گئے تھے ورنہ میں خود اس کے مقابلے کے لئے کھڑا ہونے کا ارادہ کر چکا تھا۔ یہ اس لئے کہ دیگر لوگ اس کے مقابلے پر آنے سے رک گئے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے زبیر کو قریب کر کے اس کو اپنی ران پر بٹھالیا اور فرمایا بے شک ہر نبی کے لئے ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تیراندازوں کا امیر عبداللہ بن جبیر کو مقرر کیا تھا جو بھائی تھے بنوعمرو بن عوف کے اور تیرانداز پچاس آدمی تھے رسول اللہ نے امیر سے فرمایا تھا آپ لوگ تیروں سے ہماری طرف آنے والے گھڑ سواروں کو روک کر رکھنا۔ وہ ہمارے پیچھے سے ہمارے اُوپر نہ آجائیں، ہم ہاریں یا جیتیں آپ اپنی جگہ پر ڈٹے رہنا۔ تمہاری طرف سے کوئی نہ آسکے۔ اس دن رسول اللہ ﷺ نے دو زرہیں پہنی تھیں۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ نصف شوال (پندرہ) بروز ہفتہ کو (مشرک اور مسلمان) باہم ٹکرائے تھے۔ لوگ لڑتے رہے حتیٰ کہ جنگ خوب گرم ہوگئی یعنی گھمسان کی جنگ ہونے لگی اور ابودجانہ نے سخت قتال کیا حتیٰ کہ لوگوں کی صفوں میں وہ گھس گیا اور حمزہ بن عبدالمطلب اور علی بن ابوطالب بھی مسلمانوں میں کئی جوانوں سمیت گھس گئے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت نازل کی اور ان سے اپنا وعدہ سچا کیا۔ لہٰذا انہوں نے مشرکین کو خوب کاٹا تلواروں کے ساتھ اور ان کے لشکر کا صفایا کر دیا۔ جبکہ شکست بھی بلاشبہ اسی میں ہوئی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۔۱۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے، اس نے اپنے والد سے اس نے ان کے دادا سے یہ کہ زبیر بن عوام نے کہا اللہ کی قسم میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا ہندہ بنت عقبہ کو اور اس کی سہیلیوں کو کہ وہ شکست ہو جانے کے بعد پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھائے بھاگی جارہی تھیں (مشرکین میں سے تھی) سب کچھ چھوڑ کر خالی ہاتھ۔

مگر حالات نے اس وقت پلٹا کھایا جب تیرانداز مورچہ چھوڑ کر لشکر میں چلے آئے حتیٰ کہ مشرکین نے پیچھے سے اچانک حملہ کرنے کا موقع پالیا (گویا کہ ہم نے خود ان کو موقع دیا اپنی غلطی سے)۔ انہوں نے ہماری پشت خالی دیکھی گھوڑوں سے حملے کے لئے۔ لہٰذا ہمارے اُوپر پیچھے سے شدید حملہ ہوگیا اور کسی چیخنے والے نے چیخا کہ محمد (ﷺ) قتل ہو گئے ہیں۔ لہٰذا ہم لوگ پسپا ہو گئے اور دشمن ہمارے اُوپر غالب آگئے۔ حالانکہ ہم لوگ ان کے کئی علم برداروں کو قتل کر چکے تھے، ڈر کے مارے کوئی ان کے جھنڈوں کے قریب بھی نہیں آرہا تھا۔
(سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۱)

ابن اسحاق نے کہا، مشرکین کا جھنڈا ہمیشہ گرا رہا، حتیٰ کہ پھر اس کو عمرۃ بنت علقمہ حارثیہ نے اُٹھایا تھا قریش کے لئے۔
(سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۱)

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین قاضی نے، ان کو ابراہیم حسین نے، ان کو آدم بن ابوایاس نے، ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح نے مجاہد سے اللہ کے اس قول کے بارے میں:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ ۔

اور اللہ نے تم سے سچا کر لیا ہے اپنا وعدہ جب تم ان کو کاٹ رہے تھے (یعنی تم ان کو قتل کر رہے تھے)۔

بِاِذْنِهٖ اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ ۔

اس کے حکم کے ساتھ جب تم نے ہمتی دکھائی اور اس معاملہ میں اختلاف کیا تھا اور تم نے نافرمانی کر لی تھی یعنی معصیت کے ساتھ، یعنی ہر اس شخص کا غنیموں کی طرف لگ جانا جو بھی ان میں سے اس طرف مائل ہو گیا تھا۔

وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ ۔ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۲)

اور رسول تم لوگوں کو پیچھے سے بلا رہا تھا بعد اس کے جو دیکھا تم کو جو تم پسند کرتے ہو (یعنی اللہ کا مومنوں کی مدد کرنا) حتیٰ کہ مشرکین کی عورتیں شکست کھا کر ہر سخت اور نرم پر چڑھنے لگیں۔ مشرکین کے لئے وہ کامیابی پھر دی گئی بسبب مسلمانوں کی طرف سے رسول کی نافرمانی کرنے کے، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو کنکریاں ماریں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو علی بن ابراہیم بن معاویہ نے نیشاپور سے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن مسلم بن دارۃ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن فضل نے، ان کو اسباط نے سُدّی سے ابن عبد خیر سے، اس نے عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں یہ خیال کیا کرتا تھا کہ اصحاب رسول میں سے کوئی ایک بھی دنیا کو پسند نہیں کرتا حتیٰ کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی اُحد والے دن :

منكم من يريد الدنيا و منكم من يريد الآخرة ۔

بعض تم میں سے وہ ہیں جو دنیا کا ارادہ کرتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو صرف آخرت کا ارادہ کرتے ہیں۔

جنگ اُحد میں صحابہ کی ایک جماعت کو گھاٹی پر مقرر کرنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابو علی او دباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن درسہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی داؤد نے، ان کو عبداللہ بن نفیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہیر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن محمد نفیلی نے، ان کو زہیر بن معاویہ بن حدیج بن رحیل جعفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا براء سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیر اندازوں پر جو پچاس آدمی تھے عبداللہ بن جبیر کو امیر مقرر کیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ اگر تم دیکھو کہ پرندے ہمارا گوشت اُچک کر لے جا رہے ہیں تو بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں خود تمہارے پاس پیغام بھیجوں گا اور اگر تم لوگ دیکھو کہ ہم نے دشمنوں کو شکست دے دی ہے اور ہم نے ان کو روند دیا ہے تو بھی اپنی اس جگہ سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں خود تمہارے پاس پیغام بھیجوں گا۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے مشرکین کو شکست دے دی تھی۔ کہتے ہیں کہ براء کہہ رہے تھے کہ اللہ کی قسم میں نے مشرکین کی عورتوں کو دیکھا تھا کہ وہ گھوڑوں پر سختی کر رہی تھیں۔ ان کی پازیبیں ظاہر ہو رہی تھیں اور پنڈلیاں ایسے کہ وہ اپنے کپڑے اُوپر اُٹھائی ہوئی تھیں (پریشانی کی وجہ سے)۔ لہٰذا عبداللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے کہا غنیمت لوٹو اے لوگو، غنیمت لوٹو۔ تمہارے ساتھی غالب آ گئے ہیں، تم لوگ کیا دیکھ رہے ہو۔ مگر عبداللہ بن جبیر نے کہا کیا تم وہ فرمان بھول گئے جو کچھ رسول اللہ نے تم لوگوں سے فرمایا تھا۔ مگر انہوں نے کہا کہ ہم ضرور اپنے ساتھیوں کے پاس جائیں گے اور غنیمت کا اپنا حصہ حاصل کریں گے۔

چنانچہ وہ لوگ مسلمانوں کے پاس آ گئے۔ ان کا رخ بدل گیا، لوٹے تو کیا لوٹے شکست کھانے والے۔ یہی کیفیت تھی جب رسول اللہ ﷺ ان کو پیچھے سے پکار رہے تھے۔ اس طرح بھگدڑ مچی تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے تھے۔ ہم لوگوں میں سے یعنی مسلمانوں میں ستر آدمی شہید ہو گئے۔ نفیلی کہتے ہیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ بدر والے دن ایک سو چالیس آدمی، ان میں سے ستر آدمی قیدی بنے اور ستر آدمی مارے گئے۔

کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے کہا تھا کیا تم لوگوں میں محمد ہے؟ کیا قوم میں محمد ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو منع فرمایا کہ جواب نہ دیا جائے۔ پھر اس نے کہا قوم میں ابن ابو قحافہ ہے؟ کیا تم میں ابن ابو قحافہ ہے؟ کیا لوگوں میں ابن خطاب ہے؟ تین بار پوچھا، اس کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کی طرف واپس لوٹ گیا جا کر کہنے لگا کہ یہ لوگ سارے مارے گئے ہیں۔

حضرت عمر نے سُنا تو ان سے رہا نہ گیا انہوں نے فوراً کہا تم نے جھوٹ کہا ہے، اے اللہ کے دشمن جن کو تم نے گنوایا ہے وہ سارے زندہ ہیں۔ ابھی تو تیرے لئے اور بُرا وقت باقی ہے جو تم نے دیکھنا ہے۔ ابوسفیان نے کہا آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے اور جنگ تو ڈول ہوتا ہے کبھی تمہارے ہاتھوں میں تو کبھی ہمارے ہاتھوں میں۔ بے شک تم لوگ عنقریب مُثلہ پاؤ گے (یعنی تمہارے مقتولین کے ناک، کان، ہونٹ، ہاتھ کٹے ہوئے ملیں گے تمہیں)۔ میں نے ایسا کرنے کا حکم بھی نہیں دیا۔ مگر مجھے یہ عمل تمہارے مقتولین کے ساتھ کرنا بُرا بھی نہیں لگے گا۔ اس کے بعد اس نے اجبز پڑھے (فخر یہ اشعار کہے) اور کہا اُعْلُ ھُبَلُ اے ھُبَلُ (بت کا نام) اُونچا ہو جا غالب ہو جا اُعْلُ ھُبَلُ۔

رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کو اُترتے دیکھا تو فرمایا کہ تم لوگ اس کو جواب نہیں دے سکتے؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا تم لوگ کہو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ یعنی اللہ غالب ہے برتر ہے اور عزت و جلالت والا ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے کہا بے شک ہمارے لئے تو عُزّٰی (بت) ہے اور تمہارا تو کوئی عزّٰی بھی نہیں ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا تم اس کو جواب نہیں دیتے؟ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ بتائیں ہم اس کو کیا جواب دیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، یوں کہو اللّٰہ مولانا ولا مولا لکم اللہ ہمارا مولیٰ و مددگار ہے تمہارا کوئی مددگار ہی نہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے، اس نے زہیر سے۔

(کتاب المغازی۔ حدیث ص ۳۹۸۶۔ فتح الباری ۷/ ۳۰۷۔ ۸/ ۲۲۷۔ ابوداؤد کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۶۶۲ ج ۳ ص ۵۱۔ ۵۲)

حضرت حذیفہ کا فراخ دل کا مظاہرہ .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابویعلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو حدیث بیان کی ابواسامہ نے، ان کو حدیث بیان کی جعفر فاریابی نے۔ ان کو منجاب بن حارث نے، ان کو خبر دی علی بن مُسہر نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ کہتی ہیں کہ اُحد والے دن مشرکین شکست کھا گئے تھے۔ واضح شکست جو کہ ان کے اندر جانی پہچانی گئی تھی۔ مگر ابلیس نے چیخ مار کر یہ کہا، اے اللہ کے بندو پیچھے لوٹ آؤ۔ لہٰذا ان کے آگے والے واپس لوٹ آئے۔ مسلمانوں نے مشرکین کو اُدھیڑ کر رکھ دیا۔

لہٰذا حذیفہ بن یمان نے دیکھا اچانک وہ اپنے باپ کو بچانے کی سعی کر رہا تھا۔ اس نے چیخ کر کہا ارے یہ میرا باپ ہے ...... ارے یہ میرا باپ ہے۔ اللہ کی قسم یہ لوگ اس سے باز نہ آئے حتیٰ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اتنے میں حذیفہ نے کہا، اللہ تمہیں معاف کرے۔ عروہ نے کہا کہ ہمیشہ رہی حذیفہ کے بارے میں پیچھے بقیہ خیر اور اچھائی کی بات، حتیٰ کہ وہ اللہ سے جا ملے۔

یہ الفاظ حدیث علی بن مسہر کے ہیں۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبیداللہ بن سعید سے، اس نے ابواسامہ سے اور فروہ سے، اس نے علی بن مسہر سے۔ (کتاب الایمان والنذور۔ حدیث ۶۶۶۸۔ فتح الباری ۱۱/ ۵۴۹)

☆☆☆

باب ۴۰

١۔ حضور کا جنگ اُحد والے دن اپنے اصحاب قتال پر اُبھارنا۔

٢۔ اور حضور ﷺ کے ساتھ اللہ نے جن جن اصحاب کی حفاظت فرمائی اس کا ثبوت۔

٣۔ اور اللہ عزوجل کا ارشاد : رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ اور کھجور کی وہ چھڑی جو رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحش کو دی تھی اس کا اس کے ہاتھ میں تلوار بن جانا

(١) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ نے بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بن عرابی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ہے حسن بن محمد زعفرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالولید نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو عفان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد والے دن تلوار لی اور فرمایا کہ کون اس تلوار کو میرے ہاتھ سے اس کے حق کو ادا کرنے کی شرط کے ساتھ لیتا ہے؟ لوگ رک گئے (یعنی توقف کیا) مگر سماک ابودجانہ نے آپ سے عرض کی، میں لیتا ہوں اس کا حق ادا کرنے کی شرط کے ساتھ۔ اُس نے اسے لے لیا اور اس کے ساتھ مشرکین کی کھوپڑیاں توڑتا ہوا چلا گیا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ١٢٨ ص ١٩١٧)

(٢) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن کامل نے، بغداد میں، ان کو حدیث بیان کی ابوقلابہ رقاشی نے، وہ کہتے ہیں کہ اس کو حدیث بیان کی عمرو بن عاصم کلابی نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عبیداللہ بن ضرار بن ثور نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے زبیر بن عوام سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد والے دن تلوار پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ کون اس تلوار کو اس کے حق ادا کرنے کے وعدے کے ساتھ لیتا ہے؟ میں اُٹھ کھڑا ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں لیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے مجھ سے اعراض کیا۔ دوبارہ آپ نے کہا کون ہے جو اس تلوار کو اس کا حق ادا کرنے کی شرط کے ساتھ لیتا ہے؟ میں دوبارہ کھڑا ہو گیا اور عرض کی میں لیتا ہوں یا رسول اللہ۔ پھر حضور ﷺ نے مجھ سے اعراض کیا۔ تیسری بار آپ نے کہا کون ہے جو اس کا حق ادا کرنے کے وعدے کے ساتھ اس کو لیتا ہے؟ لہٰذا ابودجانہ سماک بن خرشہ کھڑے ہوئے، کہنے لگے کہ میں اس کو لیتا ہوں یا رسول اللہ اس کے حق ادا کرنے کی شرط کے ساتھ آپ بتائیں کہ اس کو حق کیا ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا، حق یہ ہے کہ اس کے ساتھ کسی مسلمان کو قتل نہ کرنا اور اس تلوار کے ہوتے ہوئے کسی کافر سے فرار نہ ہونا۔ کہتے ہیں کہ پھر حضور ﷺ نے وہ تلوار اس کو دے دی۔ اور وہ جب قتال کا ارادہ کرتے تو وہ ایک پٹی کے ساتھ نشان لگاتے تھے۔

کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ میں آج اس کو ضرور دیکھوں گا جی یہ کیا کرتے ہیں اور کیسے کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ جب قتال میں شروع ہوئے تو جو بھی شئ اُونچی نظر آتی سب کو مارتے چلے گئے حتیٰ کہ مارتے مارتے وہ پہاڑ کے دامن میں بیٹھی ہوئی عورتوں کے گروپ تک پہنچ گئے ان کے پاس ان کی دف تھیں ان میں سے کچھ عورتیں یہ رجز پڑھ رہی تھیں یا گنگنا رہی تھیں :

کہ ہم راتوں کو اُترنے والے اور آنے والے مہمان کو بیٹیاں ہیں .... ہم قالینوں کے اُوپر چلنے والی ہیں .... اے قتال کرنے والو! اگر تم لوگ آگے بڑھو گے تو ہم تمہیں سینے سے لگائیں گی .... اور تمہارے لئے قالین فرش راہ کریں گی .... اور اگر تم نے پیٹھ پھیر لی لڑائی سے تو ہم تم سے دُور ہو جائیں گی .... غیر محبت کرنے والے کی طرح۔

کہتے ہیں کہ ابودجانہ ایک عورت کو تلوار مارنے کی طرف جھکے ہی تھے کہ پھر یکا یک انہوں نے اس کو قتل کرنے سے اپنا ہاتھ روک لیا۔ جب لڑائی ختم ہوگئی تو میں نے ابودجانہ سے پوچھا کہ سارا کام تیرا ٹھیک تھا مگر ایک بات سمجھ میں نہیں آئی؟ بولے وہ کیا ہے؟ میں نے کہا ایک عورت کے اُوپر تلوار اُٹھائی قتل کرنے کے لئے پھر روک لی۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے اس کو مارا نہیں۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ اس نے کہا کہ جی ہاں ایسی ہی بات ہے۔ اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ کی تلوار کی عزت واحترام کیا تھا کہ میں اس کے ساتھ کسی عورت کو قتل کروں۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس رحم نے، ان کو احمد بن عبداللہ نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ جب ابودجانہ نے تلوار رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے لے لی تو اس نے ایک سُرخ پٹی نکال کر اس کے سر پر باندھ دی تھی۔ لہٰذا وہ فخر و بہادری کا جراءت کا مظاہرہ کرتے ہوئے صفوں میں گھس گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۲/۳)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی جعفر بن عبداللہ بن اسلم مولیٰ عمر بن خطاب نے، اس نے معاویہ معبد بن کعب بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جب آپ نے ابودجانہ کو اتراتے دیکھا تھا کہ یہی تو وہ رفتار ہے یہی تو چلنے کا وہ انداز ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ہر جگہ پر۔ اگر پسند کرتا ہے تو صرف ایسے ہی مقامات پر پسند کرتا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۰/۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے حصین بن عبدالرحمن نے محمود بن عمرو بن یزید بن سکن سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد کے دن فرمایا تھا جب ان کو مشرکین نے گھیر لیا تھا کہ کون آدمی ہے جو ہمارے لئے اپنے کو فروخت کردے۔ زیاد بن سکن انصار کے پانچ جوانوں سمیت کھڑے ہوگئے۔ بعض دیگر لوگوں کہنا ہے کہ بلکہ وہ عمارہ بن زیاد بن سکن تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے دفاع کے لئے ایک ایک کر کے لڑتے رہے اور شہید ہوتے گئے جنہوں نے اپنے آپ کو حضور ﷺ کے لئے قربان کردیا۔ آخر میں اسی زیاد کی باری یا عمارہ بن زیاد تھے۔ وہ لڑتے رہے حتیٰ کہ وہ زخموں سے نڈھال اور بے تاب ہو کر گر گئے۔ اس کے بعد وہ مسلمانوں کی ایک جماعت آگے بڑھی، انہوں نے کفار و مشرکین کو حضور ﷺ سے روکا اور اب آپ کا دفاع کیا۔

رسول اللہ نے فرمایا میرے رضا کار کو میرے پاس لے آؤ۔ اُسے حضور ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اس کو گود میں لیا اپنے قدم مبارک کو اس کے سر کے نیچے تکیہ بنایا اس کی وہیں رُوح پرواز کرگئی۔ کیفیت یہ تھی اس کے رخسار حضور ﷺ کے قدموں کے ساتھ لگے ہوئے تھے (گو رضا کار وفادار نے قائد کے قدموں میں جان دے دی)۔ ادھر ابودجانہ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے آپ کو حضور کے آگے ڈھال بنائے رکھا۔ ان کی پیٹھ پر تیر لگتے رہے اور وہ رسول اللہ پر کمر جھکائے کھڑے رہے حتیٰ کہ کثیر تعداد میں تیر اس پر لگ گئے۔

(۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حدیث بیان کی ابوالحسن علی بن مختومیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی محمد بن ایوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن عثمان نے اور ہدبہ بن خالد نے ان دونوں کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے اور ثابت نے انس بن مالک نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ مجاہدین کے ساتھ جو کہ انصار میں سے تھے اور دو آدمی قریش میں سے اُحد والے دن گھر گئے تھے ایک مرحلے پر، دشمن ان کے قریب پہنچ گئے تھے۔ آپ نے فرمایا، کون ہے جوان کو ہٹائے ہم سے، اس کے جنت ہوگی یا یوں فرمایا تھا کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔

انصار کا ایک آدمی آگے بڑھا اس نے بے جگری سے قتال کیا حتیٰ کہ وہ شہید ہوگیا۔ پھر دشمن قریب ہوگئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کون ہے جوان کو ہم سے ہٹائے، اس کے لئے جنت ہوگی یا کہا تھا کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ انصار کا ایک آدمی آگے بڑھا، اس نے قتال کیا اور وہ شہید ہوگیا۔

ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہا حتیٰ کہ وہ ساتوں مجاہد صحابہ شہید ہوگئے۔ حضور ﷺ نے اپنے دونوں قریشی ساتھیوں سے کہا کہ ہم نے اپنے اصحاب اور ساتھیوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ہدبہ بن خالد سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۰۰ ص ۱۴۱۵)

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو معتمر سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ میں سُنا اپنے والد سے، اس نے ابوعثمان سے، وہ کہتے ہیں کہ نہیں باقی رہ گیا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بعض ان ایام میں جن میں رسول اللہ ﷺ نے قتال کیا تھا سوائے طلحہ بن عبداللہ کے اور سعید کے۔

مذکورہ دونوں کی روایت کے مطابق مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن ابوبکر سے۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۴۷ ص ۱۸۷۹)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے موسیٰ بن اسماعیل سے، اس نے معتمر سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۶۰۔ فتح الباری ۷/۳۵۹۔ ۸۲/۷)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وکیع نے اسماعیل سے، اس نے قیس سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے طلحہ کے ہاتھ کو شل شدہ دیکھا تھا (یعنی ہاتھ مارا ہوا تھا) اس لئے کہ اس نے اُحد والے دن اسی ہاتھ پر حضور ﷺ سے خود دفاع کرتے ہوئے اپنے اس ہاتھ پر تیر کھائے تھے۔

امام بخاری نے عبداللہ بن ابی شیبہ عن وکیع کی سند کی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

(کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۶۳۔ فتح الباری ۷/۳۵۹۔ بخاری۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۳۷۲۴۔ فتح الباری ۸۳/۷)

ابوطلحہ انصاری کا رسول اللہ کی حفاظت کر کے زخمی ہونا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مُزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن صالح نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی یحییٰ بن ایوب نے عمارۃ بن غزیہ سے، اس نے ابوالزبیر مولیٰ حکم بن حزام سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے کہا اُحد والے دن لوگ (افراتفری میں) حضور ﷺ سے الگ ہوگئے تھے۔ آپ کے ساتھ انصار میں گیارہ آدمی رہ گئے تھے۔ ان میں سے ایک طلحہ بن عبیداللہ بھی تھے۔ حضور پہاڑ پر چڑھے جارہے تھے کہ مشرکین پیچھے سے جا ملے۔ حضور نے فرمایا، کیا کوئی ہے ان لوگوں سے نمٹنے کے لئے۔ طلحہ نے کہا میں ہو یارسول اللہ۔ حضور ﷺ نے اس کو روک دیا کہ آپ ٹھہریں اے ابوطلحہ۔

چنانچہ انصار میں سے ایک آدمی نے کہا میں حاضر ہوں یارسول اللہ۔ اس نے حضور ﷺ کی طرف سے قتال کیا۔ اتنے میں حضور پہاڑ پر چڑھ گئے اور آپ کے ساتھی بھی۔ اس کے بعد انصاری قتل ہوگیا، اتنے میں مشرکین حضور ﷺ کے قریب ہوگئے۔ حضور نے فرمایا کیا کوئی نہیں ہے ان لوگوں سے نمٹنے کے لئے۔ پھر طلحہ نے پہلے کی طرح کہا کہ میں حاضر ہوں مگر پھر بھی اس کو اجازت نہ ملی۔ حضور ﷺ نے اب بھی پہلے کی طرح جواب دیا۔ اتنے میں کسی اور انصاری نے کہا میں حاضر ہوں یارسول اللہ۔ آپ نے اس کو اجازت دے دی۔ اس نے اپنے سے پہلے مجاہد کی طرح قتال کیا۔ اتنے میں حضور بھی اور آپ کے ساتھی بھی اور اُوپر چڑھ گئے۔ لہٰذا مجاہد بھی شہید ہوگیا۔ ہر دفعہ ابوطلحہ اجازت مانگتے رہے اور حضور ﷺ وہی جواب دیتے رہے۔ حضور اس کو روک کر رکھتے رہے وہ برابر کہتا رہا کہ میں حاضر ہوں، حضور ﷺ کسی اور انصار کو اجازت رہے جب وہ اجازت طلب کرتے رہے اور وہ اپنے سے پہلے مجاہد کی طرح لڑتے ہوئے شہید ہوتے رہے، یہاں تک کہ اب حضور کے ساتھ طلحہ کے سوا ان سے کوئی بھی باقی نہ رہا۔ اتنے میں مشرکین پھر حضور ﷺ کے قریب آگئے۔ حضور نے فرمایا کہ کون ہے جو ان کے ساتھ نمٹے۔ طلحہ نے ہر دفعہ کی طرح کہا، میں حاضر ہوں۔

لہٰذا طلحہ نے اپنے پیشروؤں کی طرح قتال کیا، اس میں ان کی اُنگلیاں شہید ہو گئیں انہوں نے تکلیف کا اظہار کیا زبان سے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بسم اللہ کہتے رہو یا فرمایا کہ اگر آپ اللہ کا نام ذکر کرتے تو تجھے فرشتے اُوپر اُٹھا لیتے اور لوگ آپ کو دیکھتے یہاں تک کہ وہ تمہیں لے کر آسمانی فضا میں داخل ہو جاتے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کی طرف اُوپر کو چڑھ گئے اور وہ لوگ اکٹھے ہو گئے۔ (النسائی۔ کتاب الجہاد ۶/ ۲۹۔۳)

حضرت معصب بن عمیر کی شہادت .... (۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ زہری نے ذکر کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ پہلے شخص جو شکست خوردگی کے بعد پہچانے گئے وہ رسول اللہ ﷺ ہی تھے۔ جب یہ افواہ اُڑا دی گئی تھی کہ رسول اللہ قتل ہو گئے ہیں۔ شعیب بن مالک بنو سلمہ کے بھائی کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو پہچانا تھا، میں نے ان کی آنکھیں شریف پہچانی تھیں کہ وہ خود کے نیچے سے چمک رہی تھیں۔ لہٰذا میں نے بلند آواز کے ساتھ آواز لگائی، اے مسلمانوں کی جماعت خوش ہو جاؤ (مبارک ہو) یہ رہے رسول اللہ ﷺ۔

حضور نے مجھے اشارے سے کہا کہ چپ رہو، جب لوگوں نے رسول اللہ کو پہچان لیا تو سب لوگ کھڑے ہو گئے۔ حضور بھی ان کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہ ان کے ساتھ گھاٹی کی طرف چلے گئے۔ علی بن ابوطالب کے ساتھ اور ابوبکر صدیق، عمر فاروق، طلحہ، زبیر، حارث بن صمہ بھی اور مسلمانوں کی ایک جماعت بھی ساتھی۔

حضور جب گھاٹی میں پہنچے تو آگے سے اُبی بن خلف ملا وہ کہہ رہا تھا، اے محمد! اگر تم زندہ بچ گئے تو میں زندہ نہیں رہوں گا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم میں سے کوئی آپ کے اُوپر جھک جائے دفاع کے لئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑ دو اس کو اس کے حال پر۔ وہ جب قریب آیا حضور نے حارث بن صمہ کی تلوار اُٹھا لی بعض نے کہا ہے کہ جیسے میرے لئے ذکر کیا گیا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے تلوار حارث سے لے لی اور اس کو لہرایا تو لوگ اس طرح دور ہو گئے جیسے مکھیاں اُونٹ کی پیٹھ سے اُٹھ جاتی ہیں جب وہ حرکت کرتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس تلوار کے ساتھ اس کی گردن میں ایک کچوکہ دیا جس سے وہ لڑ کھڑا کر گھوڑے سے گر گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۶۔۲۸)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھاٹی میں تھے آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب کے مذکورہ بالا افراد بھی تھے۔ اچانک قریش کی ایک جماعت پہاڑ پر چڑھ آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! یہ لوگ ہم سے اُوپر نہ چڑھنے پائیں۔ لہٰذا عمر بن خطاب نے ان سے قتال کیا اور مہاجرین کی ایک جماعت یہاں تک کہ انہوں نے ان کو پہاڑ سے نیچے اُترنے پر مجبور کر دیا۔ حضور ﷺ اُٹھے پہاڑ کی طرف ایک چٹان کے اُوپر چڑھنے کے لئے تاکہ اس کے اُوپر اُونچے کھڑے ہو سکیں۔

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، اس نے زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اس دن دو دو زرہ میں سامنے آئے، آپ اُوپر نہ چڑھ پائے تو طلحہ بن عبداللہ نیچے بیٹھے گئے اور طلحہ کے اُوپر چڑھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور سیدھے کھڑے ہو گئے چٹان پر اور فرمایا طلحہ نے جنت واجب کرا لی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۹۔۳۰)

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مصعب بن عمیر نے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے سامنے قتال کیا تھا اور ان کے پاس رسول اللہ کا جھنڈا بھی تھا۔ وہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کو جس نے شہید کیا اس کا نام ممۂ لیثی تھا اس نے مصعب کو یہ سمجھ کر قتل کیا تھا کہ محمد ﷺ ہے۔ لہٰذا وہ بھاگ کر قریش کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں محمد ﷺ کو قتل کر کے آیا ہوں۔ جب مصعب قتل ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا جھنڈا علی بن ابوطالب کو تھما دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۱۶)

ابو اسحاق کہتے ہیں۔ علی بن ابوطالب نے طلحہ بن ابوطلحہ کو قتل کیا اور وہ قریش کا جھنڈا بردار تھا۔ اور اسی طرح انہوں نے قتل کیا تھا حکم بن اخنس بن شریق کو اور عبداللہ بن حمید بن زہیر کو اور ابو اُمیہ بن ابو حذیفہ بن ابو مغیرہ کو طلحہ کے قتل کے بعد۔ ان کا جھنڈا ابوسعد بن بن ابوطلحہ نے لیا تھا۔ لہٰذا سعد بن ابو وقاص نے کہا،، میں نے کفر کے علمبردار کو تیر مارا اور وہ اس کے حلق میں جا لگا جس سے اس کی زبان ایسے لٹک گئی جس طرح کتے کی لٹک جاتی ہے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی صالح بن کسیان نے بعض آل سعد سے، اس نے سعد بن ابو وقاص سے کہ انہوں نے اُحد والے دن رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے تیر اندازی کی تھی۔ سعد نے کہا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے تیر کے بھالے اُٹھا اُٹھا کر دے رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں تیر مارتے چلے جائیے اے سعد میرے ماں باپ تیرے لئے قربان، یہاں تک کہ وہ تیر بھی اُٹھا کر دیئے جن کے آگے پیچھے والے پھیرے نہیں تھے میں نے وہ بھی پھینک دیئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۵)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو علی روذباری نے اور ابو عبد اللہ حسین بن عمرو بن برہان بغدادی نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حسن بن عرفہ نے، ان کو مروان بن معاویہ نے ہاشم بن ہاشم سے، اس نے سُنا سعید بن مسیب سے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے سُنا سعد بن ابو وقاص سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ترکش باندھ کر دی۔ حسن بن عرفہ کہتے ہیں یعنی تیروں کے پھینکنے کے لئے اُحد والے دن اور فرمایا آپ تیر پھینکیں تجھ پر میرے ماں باپ قربان۔

بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبد اللہ بن محمد سے، اس نے مروان بن معاویہ سے۔ (کتاب المغازی، حدیث ۴۰۵۵۔ فتح الباری ۷/۳۵۸)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو عمر و محمد بن عبد اللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی ابو یعلیٰ نے، ان کو جعفر بن مہران نے، ان کو عبد الوارث نے، ان کو عبد العزیز نے، ان کو اس نے وہ کہتے ہیں کہ ڈھال بنا ہوا اپنی ترکش سمیت جو اس کے ساتھ تھی اور ابو طلحہ سخت تیر انداز آدمی تھا، سخت کھینچنے والا۔ اس دن انہوں نے دو تین کمانیں توڑی تھیں (اپنی شجاعت و بسالت کی بنا پر)۔ آدمی ترکش لے کر گھومے اس میں تیر ہوتے اور وہ کہتے کہ یہ میں ابو طلحہ کے لئے بھر لایا ہوں۔ نبی کریم ﷺ قدموں کو اُٹھا کر اُوپر دیکھنے کی کوشش کرتے تو ابو طلحہ کہتے یا نبی میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان آپ اُوپر نہ ہوں یا نہ جھانکیں، کہیں مشرکین کے تیروں میں سے کوئی تیر نہ آپ کو پہنچ جائے۔ میرا سینہ آپ کے سینے سے آگے ہو (یعنی اللہ ایسا کرے کہ میرا سینہ پہلے اور آگے ہو تا کہ تیر میں اپنے سینے پر برداشت کروں، آپ کو نہ لگے)۔

اور میں نے عائشہ بنت ابو بکر کو دیکھا تھا اور اُم سُلیم کو کہ وہ اپنے پاؤں سے کپڑے سمیٹے ہوئے ہوئے تھیں اس قدر کہ میں ان کے پیروں کی پازیبیں دیکھی تھیں وہ اپنی پیٹھ پر پانی کی مشکیں بھر بھر کر لا رہی تھیں اور وہ لوگوں کے منہ میں ڈال رہی تھیں۔ پھر واپس چلی جاتیں تھیں اور بھر بھر کر لاتی تھیں پھر لوٹ کر آتی تھیں اور لوگوں کے منہ میں ڈال کر جاتی تھیں اور اس دن اُونگھ کی وجہ سے دو یا تین بار ابو طلحہ کے ہاتھ سے تلوار گر گئی تھی (یہ اُونگھ در حقیقت مؤمنین اہل صدقین پر اُحد میں اللہ کی طرف سے احسان تھی)۔ اس غم کو دور کرنے کے لئے جو اس نے دشمن کے خوف اور اپنی وقتی شکست کی وجہ سے جو مسلمانوں کو لاحق ہو گیا تھا تا کہ غم اور خوف سے کمزور اور سست نہ ہو جائیں اور ان کے عزائم میں ضعف نہ آنے پائے۔ ارشاد ہوا:

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ نعاسًا یغشیٰ طائفۃ منکم ۔ (از ترجم)

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو معمر سے، اس نے عبد الوارث بن سعید سے۔ (کتاب مناقب الانصار۔ حدیث ۳۸۱۱۔ فتح الباری ۷/۱۲۸)۔

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عبد الرحمٰن سے، اس نے ابو معمر سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۳۶ص ۱۴۴۳)

وحشی کی زبانی حضرت حمزہ کی شہادت کا بیان .... (۱۲) ہمیں خبر دی ابو عمرو بن عبد اللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو الحسین احمد بن محمد بن معاویہ کاغذی نے رائے سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ بن ابو الثلج نے، ان کو حجین بن مثنیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد العزیز بن ابو سلمہ ماجسون نے عبد اللہ بن فضل ہاشم سے، اس نے سلیمان بن بسمار سے، اس نے جعفر بن عمرو بن اُمیہ ضمری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں عبید اللہ بن عدی بن خبار کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا، جب ہم لوگ حمیص شہر میں پہنچے تو مجھے عبید اللہ نے کہا کیا آپ کو وحشی بن حرب کے بارے میں دلچسپی ہے ہم اس سے حضرت حمزہ ؓ کے قتل کے بارے پوچھتے ہیں؟ میں نے کہا کہ جی ہاں اور وحشی حمیص میں رہتا تھا۔

کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے بارے میں پوچھا تو ہمیں بتایا گیا کہ وہ ایسے مکان کے سائے تلے بیٹھا ہے گویا کہ وہ ایسے تھا جیسے کہا جاتا ہے یا جیسا نام ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ وہ میرے نزدیک وہ ایسے تھا جیسے گویا کہ وہ سخت غصے میں بیٹھا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم گئے ان کے پاس، تھوڑی سی دیر بیٹھے پھر ہم نے اسلام علیکم کہا، اس نے ہمارے سلام کا جواب دیا، وہ اپنے عمامہ کو اُوپر لپیٹے ہوا تھا اس کی صرف آنکھیں نظر آرہی تھیں۔ عبیداللہ نے کہا، اے وحشی! آپ مجھے پہچانتے ہو۔اس نے اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ اللہ کی قسم میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ عدی بن خیار نے شادی کی تھی ایک عورت سے، اس کا نام اُم قتال بنت ابوالعیص تھا۔اس نے مکے میں ایک بچہ جنا تھا وہ اسے دودھ پلانا چاہتی تھی اور وہ بچہ میں نے اُٹھا کر اس کو دیا تھا، ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے میں نے وہ قدم اب تیرے ہی قدم جیسے دیکھے ہیں۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد عبیداللہ نے اپنے چہرے سے کپڑا اُٹھایا پھر کہا کہ کیا آپ ہمیں حمزہ کے قتل کے بارے میں کچھ بتائیں گے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں۔ بے شک حمزہ نے طعیمہ بن عدی بن خیار کو بدر میں قتل کیا تھا۔لہٰذا مجھے میرے مولیٰ حبیب بن مطعم نے کہا تھا کہ اگر تم نے حمزہ کو قتل کر دیا میرے چچا سمیت تو تم آزاد ہو۔ کہتے ہیں کہ جب لوگ نکل گئے عینین سے، عینین ایک پہاڑی ہے اُحد کے دامن میں۔ اُحد کے اور اس کے درمیان وادی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں بھی لوگوں کے ساتھ قتال کی طرف نکلا جب انہوں نے لڑائی کے لئے صف بندی کی تو سباع نامی شخص سامنے آیا۔ اس نے کہا کہ ہے کوئی مقابلہ میں آنے والا۔ چنانچہ اس کے مقابلے میں حضرت حمزہ نکلے اور بولے اے سباع اے عورتوں کی شرم گاہ کاٹنے والی کے بچے تو اللہ اور رسول سے دشمنی کرتا ہے۔حمزہ نے حملہ کر کے اس کو اس طرح نیست و نابود کر دیا جیسے گذشتہ شام ہو جاتی ہے۔حضرت حمزہ نے یہ گالی اس لئے دی تھی کہ اس کافر کی ماں عورتوں کی ختنہ کیا کرتی تھی۔اس لئے کہ دور جاہلیت میں غالباً کھال کا کچھ حصہ کاٹ ڈالنے کا رواج تھا۔

وحشی کہتے ہیں کہ میں حمزہ کو قتل کرنے کے لئے ایک چٹان کی آڑ میں گھات لگا کر بیٹھ گیا تھا۔لہٰذا وہ میرے قریب سے گزرے، جب وہ میرے قریب ہوئے تو میں نے ان پر اپنی تلوار کا بھرپور وار کیا۔ جس سے وہ ان کے پیٹ پر لگی اور سرین سے نکل گئی، یہی عہد تھا میرا۔ جب لوگ واپس لوٹے میں بھی ان کے ساتھ لوٹ آیا اور میں مکے میں ٹھہرا رہا حتیٰ کہ مکہ میں اسلام عام ہو گیا، پھر میں طائف نکل گیا۔انہوں نے حضور ﷺ کے پاس نمائندے بھیجے اور مجھے بتایا گیا کہ محمد ﷺ اس کو قتل نہیں کراتے جو ان کے دین میں داخل ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں آ گیا۔حضور نے جب دیکھا تو پوچھا کہ کیا تو وحشی ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں۔فرمایا کہ وہی جس نے حمزہ کو قتل کیا تھا؟ میں نے بتایا کہ معاملہ وہی ہے جو آپ کو پہنچا تھا۔آپ نے فرمایا کہ کیا تم میرے سامنے سے اپنا چہرہ غائب نہیں کر سکتے ہو؟

کہتے ہیں کہ میں اس کے بعد واپس لوٹ آیا تھا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور مسلیمہ کذاب نکلا میں نے تہیہ کر لیا تھا کہ جاؤں گا مسلیمہ کو قتل کرنے کے لئے۔ میں اس کو قتل کر کے حمزہ کے قتل والا بدلہ پورا کروں گا۔ کہتے ہیں کہ میں لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا تو وہاں قتال ہوا جیسے بھی ہوا۔ اچانک ایک آدمی نمودار ہوا دیوار کے سائے میں، گویا کہ وہ اُونٹ ہے فربہ جسم، اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے اپنی تلوار زور سے اس کو ماری، میں نے اس کو دونوں پستانوں کے درمیان تلوار ماری تھی جو چیرتی ہوئی اس کے کندھوں کے پار ہو گئی تھی۔ کہتے ہیں کہ انصار کا ایک آدمی اس کی طرف کودا اس نے اپنی تلوار اس کی کھوپڑی پر ماری۔ عبداللہ بن فضل نے کہا کہ مجھے خبر دی سلمان بن یسار نے کہ اس نے سُنا تھا عبداللہ بن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک لڑکی نے جو گھر کی چھت پر کھڑی تھی چیخ کر کہا تھا ہے ہے امیر المؤمنین کو سیاہ حبشی نما غلام نے قتل کر دیا۔ حجین نے کہا کہ میں نہیں جانتا مگر یہ کہ میں نے سُنا تھا عبدالعزیز سے، وہ کہتے تھے کہ سعید کہتے میں حیران تھا کہ حمزہ کا قاتل کیسے بچا ہوا ہے، حتیٰ کہ مجھے اطلاع پہنچی کہ وہ دریا میں غرق ہو کر مر گیا ہے۔ (الاصابہ ۳/۶۳۱)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوجعفر بن محمد عبداللہ سے سوائے قول حجین کے اس کے آخر میں۔

(کتاب المغازی۔حدیث ۴۰۷۲۔فتح الباری ۷/ ۳۶۷۔۳۷۸)

(۱۳) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن بالونہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی محمد بن شاذان جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی معاویہ بن عمرو نے، اس نے ابواسحاق فزاری سے، اس نے ابن عون سے، اس نے عمیر بن اسحاق سے، اس نے سعدی بن ابووقاص سے، وہ کہتے ہیں کہ حمزہ بن عبدالمطلب اُحد والے دن رسول اللہ کے آگے دو دو تلواروں کے ساتھ قتال کر رہے تھے کہ میں اللہ کا شیر ہوں۔

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس رحم نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن عون سے، اس نے عمیر بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ حمزہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دوتلواروں کے ساتھ لڑ رہے تھے اور کہتے تھے کہ میں اللہ کا شیر ہوں اور آگے بھی حملہ کرتے تھے اور پیچھے بھی پلٹ کر حملہ کرتے تھے۔ اچانک ان کا پیر پھسلا تو سیدھے چت جا کر گرے۔ لہٰذا زرہ ان کے پیٹ سے کھل گئی۔ لہٰذا معبد حبشی نے بھاگ کر ان کو نیزہ گھونپ دیا یا تلوار گھونپ دی پیٹ کے اندر، اس سے اس نے ان کا پیٹ پھاڑ دیا اُحد والے دن۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن شیبان امل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان عیینہ نے، اس نے عمر بن دینار سے، اس نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا تھا نبی کریم ﷺ سے اُحد والے دن یارسول اللہ اگر میں قتل ہوگیا تو میں کہاں جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا کہ جنت میں۔ اس نے کہا کھجوریں پھینک دیں جو اس کے ہاتھ میں تھیں اور جا کر لڑنا شروع کر دیا حتیٰ کہ شہید ہوگیا۔

(۱۶) عمرو کے ماسواء نے کہا کہ وہ دنیا کے کھانے سے الگ ہوگیا اسی طرح میری کتاب میں اس روایت میں اور درست لفظ تَخَلّی نہیں بلکہ تجلی ہے یعنی وہ شخص تجلی یعنی اس نے یہ کہا تھا کہ کافی ہے مجھے یہی بات دنیا کے کھانے سے۔ بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث سفیان بن عقبہ سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۴۶۔ فتح الباری ۷/۳۵۴۔ مسلم کتاب الاسارہ۔ حدیث ۱۴۳ ص ۱۵۰۹)

اُحد کے پیچھے سے جنت کی خوشبو آنا .... (۱۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق نے مغائی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن بکر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمید نے، اس سے کہ ان کے چچا انس بن نضر بدر کی لڑائی میں غائب تھے جب آئے تو کہنے لگے کہ میں پہلی جنگ سے غیر حاضر ہوگیا جو رسول اللہ ﷺ نے لڑی ہے مشرکین کے ساتھ، اگر اللہ نے اب کسی جنگ میں مجھے حاضر کیا تو اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب اُحد کا دن آیا تو مسلمان ہار گئے۔ لہٰذا انس بن نضر اللہ کی بارگاہ میں معذرت کرنے لگے۔

اے اللہ! میں معذرت کرتا ہوں تیری بارگاہ میں مشرکین کے کردار سے بھی اور میں معذرت کرتا ہوں اس عمل سے جو مسلمانوں نے کیا ہے اس کے بعد وہ تلوار لے کر نکلے آگے ان کو سعد بن معاذ ملے، انہوں نے کہا اے سعد! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں اُحد کے پیچھے سے۔ خوش آمدید ہے جنت کی خوشبو کے لئے۔ سعد نے کہا میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا جو کچھ اس نے کہا تھا۔

حضرت انس نے کہا ہم نے اس کے بعد انہیں مقتولین میں پڑے ہوئے پایا جن کے وجود پر اسّی (۸۰) سے زیادہ زخم تھے۔ کچھ تلوار کے کچھ نیزے کے گھُسنے کے، کچھ تیر کے تھے۔ مشرکین نے ان کے ناک کان کاٹ دیئے تھے۔ ہم انہیں نہیں پہچان سکے تھے بلکہ ان کی بہن نے ان کو ان کی اُنگلیوں کے پوروں سے پہچانا تھا۔ انس کہتے ہیں کہ ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی ہے :

من المؤمنين رجال صدقوا ماعاهدوا الله عليه ۔ الخ (سورۃ احزاب : آیت ۲۳)

اہل ایمان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو سچا کر دکھایا ہے جو انہوں نے اللہ کے ساتھ کیا تھا۔

کہ یہ آیت انہیں کے اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

بخاری نے ان کو نقل کیا ہے کئی وجوہ سے حمید سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ثابت سے اس نے انس سے۔

(بخاری کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۸۰۵۔ فتح الباری ۶/۲۱۔ مسلم کتاب الامارۃ۔ حدیث ۱۴۸ ص ۳/۱۵۱۲)

(۱۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی قاسم بن عبدالرحمن بن رافع سے جو بھائی تھے بنو عدی بن نجار کے، وہ

کہتے ہیں کہ انس بن مالک کے چچا انس بن نضر پہنچے عمر بن قطاب اور طلحہ بن عبید اللہ کے پاس مہاجرین وانصار کے کچھ جوانوں کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ جب اُحد میں کچھ مسلمانوں نے اپنے ہاتھ پیر چھوڑ دیئے اور بیٹھ گئے تھے تو انہوں نے پوچھا کہ تم کس وجہ سے بیٹھ گئے ہو۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ قتل ہو گئے ہیں۔ انس بن نضر نے کہا کہ پھر تم ان کے بعد اپنی زندگی کو کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا تم بھی اسی راستے پر مر جاؤ جس راستے پر رسول اللہ ﷺ مر گئے اس کے بعد وہ مشرکین کے ساتھ ٹکرا گئے، لڑتے رہے حتیٰ کہ شہید ہو گئے پھر انہیں کے نام پر حضرت انس کا نام رکھا گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۶/۳)

حضرت عمرو بن جموع کا جذبہ جہاد .... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد اسحاق بن یسار نے بنوسلمہ کے شیوخ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن جموح شدید لنگڑے تھے۔ اور ان کے چار بیٹے تھے جو کڑیل جوان تھے، مجاہد تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کرتے تھے جب حضور جہاد کرتے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اُحد کی طرف ارادہ کیا تو ان کے بیٹوں نے ان سے کہا کہ اباجان اللہ تعالیٰ نے آپ کو رخصت دی ہے اگر آپ جہاد سے بیٹھ جائیں گے تو آپ کی طرف سے ہم کافی ہیں لڑنے کے لئے، اللہ نے آپ سے جہاد کی فرضیت معاف کر دی ہے۔ مگر عمرو بن جموح کا جذبہ جہاد کچھ کم نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے، یارسول اللہ ﷺ یہ لوگ میرے بیٹے مجھے جہاد میں جانے سے روکتے ہیں اور آپ کے ساتھ اُحد میں حاضری سے منع کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم میں یہ آرزو کرتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ جہاد کرتے کرتے شہید ہو جاؤں اور میں اپنی اسی معذوری اور لنگڑے پن کے ساتھ جنت میں چلتا پھروں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اللہ نے جہاد کو تم ساقط کر دیا ہے تیرے اُوپر گویا کہ فرض نہیں ہے۔ ادھر اس کے بیٹوں سے کہا تمہیں کیا تکلیف ہے تم بھی اسے چھوڑ دو اُسے نہ روکو شاید اللہ تعالیٰ اس کو شہادت عطا کر دے۔ حضور ﷺ کے فرمان کے بعد انہوں نے روکنا چھوڑ دیا اور وہ اُحد کی لڑائی میں جا کر شہید ہو گئے۔ وہ رسول اللہ کے ساتھ جہاد میں گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳۴/۳)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت حنظلہ بن ابو عامر اور ابوسفیان بن حرب (جب مسلمان نہیں ہوئے تھے) جہاد میں باہم لڑے۔ جب حنظلہ ابوسفیان سے غالب آ گئے یا ان کے اُوپر چڑھ گئے تو ادھر سے شداد بن اسود دیکھ رہا تھا، اس کو اہل شعوب کہا جاتا تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ وہ ابوسفیان سے غالب ہو رہے ہیں تو شداد نے اس کو وار کر کے قتل کر دیا۔

غسیل ملائکہ حضرت حنظلہ کی شہادت .... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک تمہارے ساتھ (حنظلہ) کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ اس کی گھر والی سے پوچھو کہ اس کی کیا حالت تھی؟ چنانچہ ان کی بیوی سے پوچھا گیا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ حالت جنب و ناپاکی میں تھے جب انہوں نے جہاد پر نکلنے کی پکار سُنی تو فوراً نکل گئے غسل نہیں کر سکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسی لئے فرشتے ان کو غسل دے رہے تھے یعنی اسی لئے فرشتوں نے ان کو غسل دیا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۱۷۔۱۸)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ نے ابوسفیان مولیٰ بن ابواحمد ابو ہریرہ سے کہ وہ فرماتے تھے کہ مجھے ایسا شخص بتاؤ جو جنت میں چلا گیا ہے مگر اس نے کوئی نماز بھی بالکل نہیں پڑھی۔ جب لوگ اس کو نہ سمجھ سکے تو انہوں نے ان سے پوچھا۔ لہٰذا انہوں نے بتایا کہ وہ اُطیرم بن عبدالاشہل عمرو بن ثابت بن اقیش ہیں۔

مجھ سے حصین نے کہا کہ میں نے محمد بن لبید سے کہا کہ اُطیرم کا کیا حال تھا؟ فرمایا کہ وہ اسلام کا انکار کرتے تھے۔ جب رسول اللہ میدان اُحد میں پہنچے تو اس کو اسلام کی سمجھ آ گئی۔ لہٰذا وہ مسلمان ہو گئے۔ لہٰذا انہوں نے تلوار لی اور علی الصبح وہ کفار پر پہنچ گئے۔ انہوں نے اسلام کی سر بلندی کے لئے جہاد کیا حتیٰ کہ زخموں نے ان کو نڈھال کر دیا۔ نڈھال ہو کر گر گئے۔ لہٰذا بنو عبدالاشہل کے کچھ لوگ نکلے وہ اپنے آدمیوں کو تلاش کر رہے تھے انہوں نے ان کو مقتولین کے اندر پایا۔ ان کی زندگی کے آخری سانس تھے۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ ہم نے آپ کو اس دین کو قبول کرنے کے لئے کہا تھا مگر آپ اس بات سے انکاری تھے، بتاؤ تمہیں کیا چیز یہاں لے آئی تھی؟ کیا اسلام میں رغبت ہو گئی تھی یا اپنی قوم کی

غیرت لے آئی ہے۔ انہوں نے ان کو بتایا کہ اسلام میں رغبت مجھے یہاں لائی ہے، لہٰذا مجھے یہ حالت پہنچی ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ وہ لوگ ان سے دور نہیں ہٹے تھے کہ وہ فوت ہو گئے۔ لوگوں نے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا، وہ اہل جنت سے ہے۔

اور تحقیق یہ روایت مروی ہے بطور موصول روایت مکمل طریقے سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۳۔۳۴)

بغیر نماز پڑھے جنت میں داخل ہونا .... (۱۹) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن درسہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو حدیث بیان کی حماد نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ عمرو بن اقیش کا کاروبار سود تھا جاہلیت میں۔ اس کو یہ خیال آتا تھا کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو اسلام کے اندر تو سود لینا حرام ہے میری رقم ڈوب جائے گی۔ لہٰذا سود وصول کرنے سے قبل مسلمان ہونے کو ناپسند کر رہا تھا۔ اتفاق سے جنگ اُحد ہوگئی وہ آیا اس نے پوچھا کہ میرے چچازاد کہاں ہیں، لوگوں نے بتایا کہ وہ تو اُحد میں پہنچے ہوئے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ جواب ملا کہ اُحد میں ہیں، اس نے پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ جواب ملا کہ وہ بھی اُحد میں ہیں۔ پھر پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ جواب ملا کہ وہ بھی اُحد میں۔ لہٰذا اس نے بھی ہتھیار پہنے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور وہ بھی انہیں کی طرف روانہ ہو گئے۔

مسلمانوں نے اس کو جب دیکھا تو کہنے لگے اے عمرو کیسے آئے ہو۔ بولے کہ میں ایمان لے آیا ہوں۔ چنانچہ اس نے اسلام کے لئے لڑنا شروع کیا اور زخمی ہو کر گر گئے۔ زخمی حالت میں اُٹھا کر اپنے گھر والوں کے پاس لائے گئے۔ سعد بن معاذ آ گئے انہوں نے ان کی بہن سے کہا کہ آپ اس سے پوچھیں کی تم اپنی قوم کی حمیت وغیرت کے لئے لڑے ہو یا ان کے لئے غصہ نکالنے کے لئے یا اللہ پاک کے لئے غصہ نکالنے کے لئے۔ انہوں نے پوچھا تو عمرو نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے یعنی دین کے لئے لڑا ہوں۔ لہٰذا وہ مر کر جنت میں داخل ہو گئے حالانکہ اس نے ایک بھی نماز نہیں پڑھی تھی۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۵۳۷ ص ۳/۲۰)

دنیا میں جنت کی خوشبو محسوس کرنا .... (۲۰) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن نصر بن یالوبیہ نے، ان کو محمد موسیٰ بصری نے، ان کو ابوصالح عبدالرحمٰن بن عبداللہ طویل نے، ان کو معن بن عیسیٰ نے، ان کو مخرم بن کبیر نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابوحازم نے، ان کو خارجہ بن زید بن ثابت نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے بھیجا رسول اللہ ﷺ نے اُحد والے دن سعد بن ربیع کی تلاش میں اور مجھے حکم دیا کہ اگر تم اسے دیکھ لو تو اس کو میری طرف سے سلام کہو اور اس سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟

وہ کہتے ہیں کہ میں آیا اور مقتولین کے اندر اس کو تلاش کرنے لگا۔ میں اس کے پاس پہنچ گیا اس میں زندگی کے آخری سانس تھے اس کے جسم پر تلوار، تیر اور نیزے کے ستر زخم تھے۔ میں نے کہا کہ اے سعد رسول اللہ ﷺ نے تجھے سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ رسول اللہ پر اور تم پر بھی سلام ہو۔ ان سے جا کر کہو یا رسول اللہ میں جنت کی خوشبو پا رہا ہوں۔ اور میری قوم انصار سے کہنا اللہ کے نزدیک تمہارا کوئی عذر نہیں چلے گا اگر رسول اللہ تک کوئی دشمن پہنچ گیا۔ اور تمہارے اندر کچھ پلکیں جھپک رہی ہیں (یہ دیکھ رہی ہیں) یہ کہتے ہیں ان کی رُوح پرواز کر گئی۔ رحمۃ اللہ علیہ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۸۔۳۹۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۹)

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حسین نے، ان کو آدم بن اباشی نے، ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح نے اپنے والد سے یہ کہ ایک آدمی مہاجرین میں انصار کے ایک آدمی کے پاس گزرا وہ اپنے خون میں لت پت تھا۔ اس نے اس سے کہا اے فلانے کیا تجھے معلوم ہے کہ محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں؟ انصاری نے کہا اگر واقعی محمد قتل ہو گئے ہیں (تو کوئی بات نہیں ہے)۔ وہ تو یہ دین پہنچا گئے ہیں۔ لہٰذا تم لوگ اپنے دین کی حفاظت میں قتال کرو۔ لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی :

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۴۴)

محمد ﷺ تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی تو بہت سے رسول گزر گئے ہیں۔

(۲۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن احمد بن سخطہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جمعہ بن مصلقہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن خرج نے، ان کو محمد بن عمر واقدی نے اپنے شیوخ سے، انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمرو بن حزام نے کہا کہ میں نے خواب میں جبل اُحد کی طرف دیکھا۔ مجھے جبش بن منذر نظر آئے وہ مجھے کہہ رہے تھے آپ چند دنوں میں ہمارے پاس آنے والے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کہاں ہیں؟ انہوں نے کہ جنت میں۔ آپ اس میں جہاں چاہیں گے چلے جائیں گے۔ میں نے اس سے کہا کہ کیا آپ جنگ بدر میں قتل نہیں ہو گئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ پھر میں زندہ کر دیا گیا ہوں۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا یہ شہادت ہے اے ابو جابر۔ (المغازی للواقدی ۱/۲٦٦)

اور واقدی نے خثیمہ ابوسعد بن خثیمہ کے قصے میں ذکر کیا ہے اس بارے میں جو رسول اللہ کے سامنے کہا تھا اُحد کی طرف خروج کے بارے میں قریب ہے کہ اللہ ہمیں ان کے مقابلے میں کامیابی سے ہمکنار کر دے تو یہ اللہ کی سنت و عادت ہے ہمارے بارے میں یا ممکن ہے کہ دوسری کیفیت پیدا ہو جائے یعنی شکست ہو جائے تو یہ شہادت کا واقعہ ہے۔ مجھ سے بدر کا واقعہ خطا کر گیا تھا یعنی میں اس میں شریک نہیں ہو سکا تھا۔ مگر میں اس میں شرکت پر حریص تھا۔ حتیٰ کہ میں نے جانے کے لئے اپنے بیٹوں کے ساتھ قرعہ اندازی کی تھی۔ اس کا قرعہ نکلا اور وہ جا کر شہید ہو گیا۔ (المغازی للواقدی ۱/۲۱۲۔۲۱۳)

میں نے ایک رات گزرنے کے بعد نیند میں اس کو دیکھا کہ وہ خوبصورت لباس زیب تن کئے ہوئے انتہائی خوبصورت حالت میں جنت کے میوہ جات میں ٹہل رہا ہے اور جنت کی نہروں کی سیر کر رہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے، اے اللہ! تو ہمارے احباب اور اقرباء کو جنت کے اندر ہمارے ساتھ لاحق کر دے، میرے ربّ نے جو وعدہ دیا تھا میں نے اس کو سچ پالیا ہے۔ اللہ کی قسم اے رسول اللہ! میں اس کے بعد سے جنت میں اس کی رفاقت اور ہم نشینی کا مشتاق ہوں حالانکہ میری عمر بڑی ہو چکی ہے میری ہڈیاں نرم پڑ گئی ہیں اور میں اپنے ربّ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہوں۔ اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے شہادت کا رزق دے اور جنت میں سعد کی رفاقت دے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی اسی بات کے لئے اور وہ اُحد میں قتل ہو کر شہید ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن جحش کی قسم اور اس کا پورا ہونا .... (۲۳) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء، ان کو ابوبکر محمد بن دنوزاہد نے، ان کو حدیث بیان کی علی بن حسین بن جنید نے، ان کو احمد بن صالح نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے مسیّب سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا عبداللہ بن جحش نے اے اللہ! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ صبح میں دشمن سے ٹکراؤں اور وہ مجھے قتل کر دیں پھر وہ میرا پیٹ پھاڑ دیں اور وہ میرے ناک کان کاٹ ڈالیں پھر اے ربّ آپ مجھ سے پوچھیں کہ یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ میں کہوں کہ یہ سب کچھ تیرے لئے ہوا ہے۔

سعید بن مسیب نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ اللہ اس کی آخری قسم ضرور پوری کریں گے جیسے اس کی پہلی پوری کی تھی۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۳۲۲)

تحقیق روایت کیا ہے قصہ عبداللہ بن جحش کا کتاب السنن میں اسحاق بن سعد ابووقاص کی حدیث سے۔ اس نے اپنے والد سے بطور موصول روایت کے۔ (سنن الکبریٰ ۶/ ۳۰۷۔۳۰۸)

کھجور کی چھڑی کا تلوار بن جانا .... (۲۴) ہمیں سعد بن ابووقاص ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے، ان کو سعید بن عبدالرحمٰن جحش نے، ان کو شیوخ نے یہ کہ حضرت عبداللہ بن جحش اُحد والے دن نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، ان کی تلوار چلی گئی تھی۔ حضور ﷺ نے اس کو کھجور کی چھڑی کی ڈنڈی عطا کی اور وہ اس کے ہاتھ میں جا کر یعنی عبداللہ بن جحش کے ہاتھ میں تلوار بن گئی تھی۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۴۲)

☆☆☆

باب ۴۱

مغازی میں یہ بات مذکور ہے کہ

حضرت قتادہ بن نعمان کی آنکھ نکل کران کے چہرے پر آن پڑی تھی

رسول اللہ ﷺ نے اس کی آنکھ اس کی جگہ پر واپس رکھ دی اور اس کو اسی حالت میں لوٹا دیا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد والے دن تیر اندازی کی اپنی کمان کے ساتھ کہ اس کا کنارہ ٹوٹ گیا لہٰذا اسے قتادہ بن نعمان نے لے لیا پھر وہ انہیں کے پاس رہا۔ اسی دن قتادہ بن نعمان کی آنکھ نکل گئی تھی حتیٰ کہ وہ ان کے رخسار پر آن پڑی تھی۔ رسول اللہ نے اسے واپس اپنی جگہ پر ٹکا دیا تھا۔ اس کے بعد وہ آنکھ خوبصورت ہوگئی تھی اور اس کی بینائی بھی تیز ہوگئی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۶۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۔۳۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوسعید خلیل بن احمد بن محمد وقاضی البستی نے جب وہ ہمارے پاس آئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن مظفر بکری نے، ان کو خبر دی ابن ابوخیثمہ نے، ان کو مالک بن اسماعیل نے، ان کو حدیث بیان کی ابن غسیل نے، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ بن نعمان نے اپنے دادا قتادہ سے کہ یوم بدر میں ان کی آنکھ نکل گئی تھی۔ اس کی پتلی بہہ کر گال پر آ گئی تھی۔ لوگوں نے چاہا کہ اس کو کاٹ ڈالیں۔ اس نے کہا کیا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر ان سے مشورہ کرلوں اس بارے میں۔ چنانچہ ہم لوگ اس کو لے کر حضور ﷺ کے پاس گئے اور حضور کو یہ کیفیت بتائی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنے قریب کیا اور اس کی آنکھ کے ڈھیلے کو اُٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا اور اپنی ہتھیلی کے ساتھ اس کو دبا دیا اور دعا کی، اے اللہ! تو اس کو خوبصورتی کا لباس پہنا۔ اس کے بعد مرنے تک وہ یہ نہیں سمجھ سکے تھے کہ ان کی کونسی آنکھ نکلی تھی (گویا اس قدر صحیح ہوگئی تھی)۔

(۳) ہمیں خبر دی علی بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن غالب نے، ان کو یحییٰ بن عبدالحمید نے، ان کو عبدالرحمٰن بن سلمان بن غسیل نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے قتادہ بن نعمان سے کہ یوم بدر میں ان کی آنکھ نکل گئی تھی اور آنکھ کی پتلی رخسار پر آ گئی تھی۔ صحابہ نے اس کو کاٹ ڈالنے کا ارادہ کیا پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو حضور ﷺ نے منع فرمایا۔ آپ نے اس کی پتلی کو اپنے دست مبارک سے دبا دیا۔ اس کے بعد وہ اسی قدر ٹھیک ہوگئی۔ وہ یہ نہیں جانتے تھی کہ دو میں سے کونسی آنکھ کو صدمہ پہنچا تھا۔

ان دونوں روایتوں میں روایت ابن غسیل سے یہی مروی ہے کہ یہ سب یوم بدر میں ہوا تھا۔ واللہ اعلم

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ حافظ نے بطور املاء کے، ان کو ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو محمد بن درستہ اصفہانی نے، ان کو سلیمان بن داؤد شاذ کوانی نے، ان کو محمد عمر واقدی نے، ان کو قتادہ بن نعمان جو کہ تیر انداز تھے۔ یہ لوگ اُحد میں بھی حاضر تھے اور بدر میں بھی۔ اُحد والے دن ان کی آنکھ پر تیر لگا تھا جس سے ان کی آنکھ کی پتلی بہہ کر ان کے رخسار پر آ لگی تھی۔ وہ حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہا

کہ یارسول اللہ ﷺ میرے نکاح میں ایک خوبصورت عورت ہے میں اس سے محبت کرتا ہوں، وہ مجھ سے محبت کرتی ہے اگر وہ دیکھے گی کہ میری آنکھ نکل گئی ہے تو میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ سے نفرت نہ کرجائے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اسے واپس اس کی جگہ پر لگادیا۔ چنانچہ وہ سیدھی ہوگئی تھی اور واپس اسی جگہ لگ گئی تھی اور وہ دونوں آنکھوں میں سے زیادہ قوی اور زیادہ صحت مند ہوگئی تھی عمر کے ساتھ ساتھ۔

(المغازی للواقدی ۱/۲۴۲)

(۵) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو ابومسلم ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو سلیمان بن احمد نے، ان کو محمد بن شعیب بن شابور نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا اسحاق بن عبداللہ بن ابوفروہ سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں عباس بن عبداللہ بن سعد بن سرح سے، اس نے ابوسعید خدری سے، اس نے قتادہ بن نعمان سے کہ ان کا بھائی تھا ماں کی طرف سے کہ اُحد والے دن ان کی ایک آنکھ چلی گئی تھی۔ وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے آپ نے اسے اس کی جگہ واپس لگادیا اور وہ وہاں جم گئی تھی۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۳۴)

باب ۴۲

جنگ اُحد والے دن

دو فرشتے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قتال کررہے تھے

اور حضور کا دفاع کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قتل ہونے سے بچائے رکھا، جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا ان الفاظ میں کہ

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۔ (سورة المائدہ : آیت ٦٧)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے گا۔

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، اس نے سعد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اُحد والے دن نبی کریم ﷺ کے دائیں طرف اور بائیں طرف دو آدمی دیکھے۔ ان کے اوپر سفید کپڑے تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لڑرہے تھے شدید قتال کے ساتھ۔ میں نے ان کو نہ اس دن سے قبل دیکھا تھا نہ ہی بعد میں دیکھا۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۵۴۔ فتح الباری ۷/ ۳۵۸۔ مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۴۷ص ۱۸۰۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو عبداللہ بن شیرویہ نے، ان کو اسحاق بن منصور نے، ان کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے، ان کو ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے، انہوں نے سعد بن ابی وقاص سے، انہوں نے اس کو ذکر کیا تھا اسی مذکور کی مثل۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے عبدالعزیز بن عبداللہ سے، اس نے ابراہیم بن سعد سے اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے اسحاق بن منصور سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے ان کو محمد بن عبید (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو احمد بن مہران اصفہانی نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی میسعر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوعمرو مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو ابواسامہ نے اور محمد بن بشر نے میسعر سے، اس نے سعد بن ابراہیم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں اُحد والے دن دو آدمی دیکھے تھے۔ ان پر سفید کپڑے تھے، میں نے ان کو نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا نہ بعد میں دیکھا، یعنی جبرائیل و میکائیل علیہما السلام تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر ابوشیبہ سے۔ (کتاب الفضائل۔ حدیث ۴۶ ص ۱۸۰۲)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اسحاق بن ابراہیم حنظلی سے، اس نے محمد بن بشر سے۔ (کتاب اللباس۔ حدیث ۵۸۲۶۔ فتح الباری ۱۰/۲۸۲)

(۴) بہر حال وہ روایت جس کی ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی آدم نے، ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح سے، وہ کہتے ہیں کہ کیا مجاہد نے کہ ان کے ساتھ مل کر کبھی فرشتوں نے قتال نہیں کیا تھا، نہ اس سے قبل نہ بعد مگر صرف یوم بدر میں قتال کیا تھا۔ تو اس بات کا مقصد یہ ہے کہ انہوں نے کہ کہہ کر یہ ارادہ کیا تھا کہ اُحد والے دن قوم کی طرف سے فرشتوں نے اس وقت قتال نہیں کیا تھا جب وہ رسول کی نافرمانی کر بیٹھے تھے اور اس پر صبر نہ کیا تھا جس کا رسول اللہ نے ان کو حکم دیا تھا۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے اپنے شیوخ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں:

اذ تقول للمؤمنين الن يكفيكم ان يمدكم ربكم بثلاثة آلاف من الملائكة منزلين ـ بلیٰ ان تصبروا و تتقوا ويأتوكم من فورهم هذا يمددكم ربكم بخمسة الاف من الملائكة مسومين ـ

(اے پیغمبر ﷺ!) جب آپ کہہ رہے تھے اہل ایمان سے کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ۔ جی ہاں اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ فرشتے تمہارے پاس جلدی آئیں گے، تمہارا رب تمہاری مدد کرے گا پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ جو نشان لگے ہوئے ہوں گے۔

تو اس نے کہا کہ انہوں نے صبر نہ کیا۔ لہٰذا شکست سے دوچار ہوئے۔ اس طرح ان کی مدد نہ کی گئی۔

(المغازی للواقدی ۱/۳۱۹۔۳۲۰۔ آل عمران ۴/۱۲۴)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو وعدہ دیا تھا صبر اور تقویٰ کی شرط کے ساتھ کہ وہ ان کی مدد کرے گا پانچ ہزار فرشتوں کے ذریعے سے اور اللہ نے ایسا کیا بھی تھا۔

جب ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کر لی اور انہوں نے اپنی اپنی صفوں کے ٹھکانوں کو چھوڑ دیا اور تیر اندازوں نے اس عہد کو ترک کی جوان سے کیا تھا کہ وہ اپنی اپنی منازل کو نہ چھوڑیں اور انہوں نے دنیا کا ارادہ کر لیا تو اس کے بعد ان سے فرشتوں والی مدد اُٹھالی گئی۔ اور اللہ نے یہ آیت اُتاری:

ولقد صدقكم الله وعده اذ تحسونهم باذنه ـ (آل عمران: آیت ۱۵۲)

(کہ اللہ نے اس وقت تم سے اپنا وعدہ سچا کر دیا تھا جب تم ان کو اس کے حکم سے کاٹتے جا رہے تھے) تو اس طرح اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا تھا اور ان کو فتح دکھادی تھی۔ جب انہوں نے نافرمانی کی تو آزمائش اور مصیبت اس کے بعد آن پڑی۔

جنگ اُحد میں غیر معروف نوجوان کا تیر لا کر دینا .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن کبیر نے، ان کو عبداللہ بن عون نے، ان کو عمیر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ جب یوم اُحد تھا تو بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر الگ ہو گئے تھے جبکہ حضرت سعد حضور کے سامنے تیر اندازی کر رہے تھے اور ایک نوجوان ان کو تیر اُٹھا اُٹھا کر دیئے جا رہا تھا، جیسے ہی ایک تیر جاتا وہ دوسرا لا کر ان کو دے دیتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا تیر مارے جا اے ابواسحاق۔ جب فارغ ہوئے تو نظر ماری کہ وہ جوان کون تھا مگر وہ کسی کو نظر نہ آیا اور نہ ہی وہ پہچانا جا سکا۔ (سیرۃ الشامیہ ۳۰۴/۴)

باب ۴۳

میدانِ جنگ میں رسول اللہ ﷺ کی قوت اور مضبوطی

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوسعید بن عبداعرابی نے حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو عمرو بن خالد حرانی نے، ان کو زہیر نے، ان کو ابواسحاق نے، ان کو حارثہ بن مغرب نے، حضرت علی ﷺ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب میدان جنگ گرم ہو جاتا اور مسلمان قوم مشرک قوم سے ٹکراتی تھی ہم خود رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پناہ لیتے اور ان کے ساتھ اپنا بچاؤ کرتے تھے، ہم میں سے کوئی ایک آدمی کفار و مشرکین سے زیادہ قریب نہیں ہوتا تھا رسول اللہ کی نسبت۔ (تحفۃ الاشرف ۳۵۷/۷/)

اُبی بن خلف کا رسول اللہ کے ہاتھوں قتل ہونا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ اُبی بن خلف بنوجمع کا بھائی ہوتا تھا، اس نے حلف اُٹھایا تھا جبکہ وہ مکہ میں تھا کہ وہ رسول اللہ کو ضرور قتل کرے گا۔ اس کی قسم کھانے کی خبر جب رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ نہیں بلکہ انشاء اللہ میں خود اس کو قتل کروں گا۔ لہٰذا اُبی بن خلف رسول اللہ کی طرف حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا تو وہ لوہے میں چھپا ہوا تھا اور وہ یہ کہہ رہا تھا کہ اگر میں بچ گیا تو محمد نہیں بچے گا۔

چنانچہ اس نے قتل کے ارادے سے رسول اللہ پر حملہ کیا مگر مصعب بن عمیر اس کے سامنے آ گئے جو بنوعبدالدار کے بھائی ہوتے تھے۔ انہوں نے اپنی ذات کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا بچاؤ کیا۔ لہٰذا مصعب بن عمیر قتل ہو گئے تھے۔ اتنے میں رسول اللہ کو اُبی بن خلف کی ہنسلی نظر آ گئی کیونکہ سر پر رکھے ہوئے لوہے کو خود اور لوہے کی زرہ کی کڑیوں کے مابین فرجہ اور خلا تھا حضور ﷺ نے اسی جگہ اپنی تلوار گھسیڑ دی جس کے نتیجے میں اُبی بن خلف زخمی ہو کر گھوڑے سے گر گیا۔ اتنے میں اس کے احباب دوڑ کر آئے، انہوں نے اس کو اُٹھا لیا اور لے گئے مگر وہ اس طرح بُری بُری آوازیں نکال رہا تھا جیسے ذبح کے وقت بیل نکالتا ہے۔ انہوں نے کہ کہ اس قدر کیوں گھبرا رہے ہو یہ تو سب ہلکی سی خراش ہے۔

اس نے بتایا نہیں محمد ﷺ نے یہ کہا تھا کہ وہ مجھے قتل کریں گے۔ پھر کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے مجھے جس قدر تکلیف ہو رہی ہے اگر یہ پورے بازار ذوالمجاز والوں کو پہنچتی تو وہ سارے کے سارے مر جاتے۔ لہٰذا وہ مر کر جہنم رسید ہو گیا۔ سب تباہی ہے اہل جہنم کے لئے۔ (تاریخ ابن کثیر ۳۲/۴)

اور تحقیق ہم نے روایت کیا ہے اس میں جو موسیٰ بن عقبہ سے گزری ہے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے سعید بن مسیّب سے۔ اور اس کو عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر نے بھی روایت کیا ہے ابن شہاب سے، اس نے مسیّب سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۳۷۔ المغازی للواقدی ۱/ ۲۵۰)

(۳) اور واقدی نے ذکر کیا ہے یونس بن محمد بن عاصم بن عمر بن قتادہ سے، اس نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے اس نے اپنے والد سے، واقدی کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر فرماتے تھے اُبی بن خلف مدینے سے مکے لوٹتے ہوئے بطن وادی رابغ میں مر گیا تھا۔ بے شک میں رات کا کچھ حصہ گزر جانے کے بعد بطن رابغ میں گزر رہا تھا اچانک آگ کا شعلہ بلند ہوا۔ میں اسے دیکھ کر گھبرا گیا، اچانک اس آگ میں سے ایک آدمی نکلا جو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس نے اسی زنجیر کو گھسیٹتے ہوئے چیخ ماری العطش ہے پیاس۔ اچانک ایک آدمی کہتا ہے اس کو پانی نہیں دینا، بے شک یہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے قتل ہوا ہے، یہ اُبی بن خلف ہے۔ (المغازی للواقدی ۱/ ۲۵۲)

رسول اللہ کے چہرہ انوار کا زخمی ہونا .... (۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن قتنہ نے، ان کو یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالعزیز بن حازم نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو بکر محمد بن احمد بن بولومیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ابو سعید ابو السری موسیٰ بن حسن نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قعنبی نے، ان کو عبدالعزیز بن حازم نے اپنے والد سے، اس نے سہل بن سعد سے کہ ان سے پوچھا گیا تھا رسول اللہ ﷺ کے زخم کے بارے میں، انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا تھا اور آپ کے رباعی دانت ٹوٹ گئے تھے۔ اور خود آپ کے سر کے اُوپر چورا ہو گیا تھا۔ سیدہ فاطمہ رسول اللہ ﷺ کا زخم دھو رہی تھی اور حضرت علی آپ کے اُوپر پانی ڈال رہے تھے۔ ڈھال کے ساتھ جب سیدہ فاطمہ نے دیکھا کہ خون پانی کے ساتھ بند نہیں ہو رہا بلکہ زیادہ بہہ رہا ہے تو انہوں نے چٹائی کی ٹکڑا لیا اور اسے جلا کر راکھ بنا کر زخم کے ساتھ چپکا دیا۔ چنانچہ زخم کا خون بند ہو گیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عقنبی سے۔ (کتاب الجہاد۔ فتح الباری ۶/ ۹۷)

اور مسلم نے اس کو روایت کی ہے یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۰۱ ص ۱۴۱۶۔ ابن ماجہ کتاب الطب۔ حدیث ۳۴۶۴ ص ۲/ ۱۱۴۷)

(۵) ہمیں خبر دی ابو عمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو عمرو بن سورد سرحی نے، ان کو ابن وہب نے عمرو بن حارث سے، ان کو سعید بن ابو ہلال سے، اس نے ابو حازم سے، اس نے سہل بن سعد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اُحد والے دن دیکھا تھا کہ آپ کا چہرہ زخمی تھا اور آپ کے رباعی دانت ٹوٹ چکے تھے اور آپ کے خود کے اندر کا حصہ چورا ہو گیا تھا۔ حضرت علی آپ کے پاس ڈھال کے اندر پانی لے کر آئے تھے اور سیدہ فاطمہ آکر زخمی حصہ کو دھونے لگی اور انہوں نے چٹائی کو جالا کر زخم پر لگایا تھا۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۰۳ ص ۱۴۱۶)

مسلم نے اس کو روات کیا ہے صحیح سے میں عمرو بن سواد سے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو طاہر محمد بن محمد بن محمش قفیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسین قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے ہمام بن منبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ یہ ہے وہ جس کی ہمیں خبر دی تھی ابو ہریرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ کا غضب شدید ہو گیا ہے اس قوم پر جنہوں نے رسول اللہ کے ساتھ یہ سلوک کیا اور وہ یہ کہ ہلتے ہوئے رباعی دانتوں کی طرف اشارہ کر رہے تھے اور رسول اللہ نے فرمایا، اللہ کا غضب اس شخص پر بھی شدید ہو جاتا ہے جس کو اللہ کا رسول اللہ کی راہ میں قتل کرے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۷۳۔ فتح الباری ۷/ ۳۷۲)

بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن نصر سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رافع سے، دونوں نے عبدالرزاق سے۔

(کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۰۶ ص ۱۴۱۷۔ مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۰۴ ص ۱۴۱۷)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن سنان قزاز نے، ان کو ابو عاصم نے، ان کو ابن جریج نے عمر بن دینار سے، اس نے عکرمہ مولی ابن عباس سے، اس نے ابن عباس سے، انہوں نے فرمایا، اللہ کا غضب اس پر شدید ہو جاتا ہے جس کو اللہ کی راہ میں رسول اللہ ﷺ قتل کریں اور اللہ کا غضب شدید ہو گیا ہے ان پر جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور خون آلود کیا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن علی سے، اس نے ابوعاصم سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۷۶۔ فتح الباری ۳۷۲/۷)

(۸) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابونصر فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو قعنبی نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس ؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے رباعی دانت ٹوٹ گئے تھے اور سر میں زخم آ گیا تھا۔ حضور اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے اور کہہ رہے تھے کیسے کامیاب ہوگی وہ قوم جنہوں نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا اور اس کے دانت توڑ دیئے ہیں حالانکہ وہ ان کو دعوت دے رہا ہے۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری :

لیس لک من الامر شیء ۔ آپ کو کسی معاملہ کا اختیار نہیں۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۲۸)

(۹) ہمیں خبر دی طلحہ بن علی بن مقر بغدادی نے وہاں پر، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے، ان کو محمد بن غالب نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبداللہ بن سلمہ قعنبی نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قعنبی سے، اور ابن عمر اس طرف گئے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مشرک لوگوں پر اپنی قنوت میں بددعا فرماتے تھے۔ لہٰذا وہ مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ واللہ اعلم

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک رحمۃ اللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن احمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو ابن مبارک نے، ان کو اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ بن عبیداللہ نے، ان کو خبر دی عیسیٰ بن طلحہ نے اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ کہتی ہیں کہ جب اُحد کے دن کا ذکر آیا تو وہ رو پڑتے تھے پھر کہتے تھے یہ ایسا دن تھا کہ پورا دن یوم طلحہ تھا اس کے بعد حدیث بیان شروع کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں پہلا شخص تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لڑ رہا ہے۔ ان کے آگے (میرا خیال ہے کہ یوں کہا تھا) کہ وہ شخص حضور ﷺ کی حفاظت کر رہا تھا۔

کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اگر یہ آدمی میری قوم میں سے ہوا تو یہ بات مجھے زیادہ محبوب ہوگی حالانکہ میرے درمیان اور مشرک کے درمیان کوئی آدمی ہے، جس کو میں نہیں پہچانتا حالانکہ میں سب سے زیادہ قریب ہوں رسول اللہ ﷺ کے اس شخص سے۔ وہ اُچک کر اور اُچھل کر چل رہا تھا، میں ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ تو ابوعبیدہ بن جراح ہے۔ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ کے رباعی دانت ٹوٹ چکے تھے اور آپ کے چہرے پر گہرا زخم آ گیا تھا اور آپ کے رخسار مبارک میں خود کی کڑیوں میں سے دو کڑیاں گھس گئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں اپنے ساتھی کو دیکھو یعنی طلحہ کو حالانکہ حضور ﷺ کا خون ٹپک رہا تھا۔ ہم نے آپ کی بات کی طرف توجہ نہ دی اور میں آپ کے چہرے سے وہ لوہا نکالنے کے لئے کوشش کرنے لگا۔

ابوعبیدہ نے کہا میں تجھے اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے نہ چھوڑنا، میں نے اس کڑی کو چھوڑ دیا اس نے اپنے ہاتھ سے ان کو پکڑ کر کھینچنا مناسب نہ جانا کہ اس طرح رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوگی۔ لہٰذا اس نے ان دونوں کڑیوں کو اپنے منہ سے پکڑا، دانتوں سے مضبوط پکڑ کر کھینچا تو ایک کڑی نکل آئی مگر جونہی کڑی باہر آئی تو ابوعبیدہ کے دو دانت بھی ساتھ نکل کر باہر آ گئے خود کے کڑے کے ساتھ دانت بھی گر گئے۔ میں آگے بڑھا تا کہ میں بھی دوسری کڑی کو نکالنے کی اسی طرح سعادت حاصل کروں جیسے اس نے کی ہے مگر اس نے مجھے قسم دی کہ مجھے چھوڑ دیں جیسے اس نے پہلی بار کی تھی۔ لہٰذا اس نے پھر دوبارہ دوسری کڑی کو دانتوں سے پکڑ کر کھینچا تو دو دانت اور بھی کڑی کے ساتھ نکل کر گر گئے۔

مگر (یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ) ابوعبید اپنے بغیر دانتوں کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت لگتے تھے۔ ہم لوگوں نے مل کر رسول اللہ ﷺ کی اس حالت کو ٹھیک کیا اب جب ہم طلحہ کے پاس آئے اور ان کے جسم کا ملاحظہ کیا تو نیزہ اور تیر اور تلوار کے ستر سے زیادہ زخم ان کے جسم پر موجود تھے اور ایک اُنگلی بھی کٹ چکی تھی اور ہم نے ان کی حالت بھی درست کی۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/ ۲۹۔۳۰۔ سیرۃ الشامیہ ۴/ ۲۹۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی

(۱۱) اور میری مکتوبات میں جو مروی ہیں ابوعبداللہ حافظ سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن بطہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر واقدی نے، ان کو موسیٰ بن یعقوب زمعی نے، اس نے اپنی پھوپھی سے، اس نے اپنی ماں سے، اس نے مقداد بن عمرو سے، اس نے حدیث بیان کی یوم اُحد کے بارے میں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم کفار و مشرکین ہمیں قتل عام کرنے کا درد دیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کو بھی شدید تکلیف پہنچائی تھی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو بھیجا تھا حق کے ساتھ حضور ﷺ ایک بالشت کے برابر اپنی جگہ سے پیچھے نہیں ہٹے تھے حالانکہ آپ بالکل دشمن کے منہ میں تھے۔ آپ کے اصحاب ایک مرتبہ آپ کے قریب ہو جاتے تھے اور دوسری باری لڑتے لڑتے آپ سے علیحدہ ہو جاتے تھے۔ بسا اوقات میں حضور ﷺ کو دیکھا گیا کہ وہ کھڑے ہوئے تیر اندازی کر رہے ہوتے تھے، کبھی پتھر برسا رہے ہوتے تھے حتیٰ کہ دشمن آپ کے سامنے غائب ہو جاتے تھے مگر رسول اللہ جمے رہتے تھے۔ جیسے آپ اس وقت جمے رہتے جب آپ ایسی جماعت میں ہوتے تھے جو آپ کے ساتھ ڈٹی ہوتی تھی۔ (المغازی للواقدی ۱/ ۲۳۹۔۲۴۰)

حفاظت الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۲) واقدی نے ابن سیرہ سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا ہے، اس نے اسحاق بن عبداللہ سے بن ابوفروہ سے، اس نے ابوالحویرث سے، اس نے نافع بن جبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی سے سُنا جو مہاجرین میں سے تھے، وہ کہتے ہیں کہ میں اُحد میں تھا میں نے دیکھا کہ ہر طرف سے تیر برس رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کے بیچ میں تھے مگر ہر ایک تیر ان سے ہٹایا جا رہا تھا۔ اور البتہ تحقیق میں نے دیکھا عبداللہ بن شہاب زہری کو، وہ کہتے تھے اس دن مجھے محمد کے بارے میں بتاؤ اگر وہ زندہ بچ گیا تو میں زندہ نہیں رہوں گا حالانکہ رسول اللہ کے پہلو میں کھڑے تھے اور حضور کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا۔ پھر وہ وہاں سے آگے چلا گیا۔ لہٰذا صفوان نے اس کو اس بارے میں سرزنش کی (کہ وہ تیرے برابر میں کھڑے تھے)۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے اس کو نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم وہ ہم سے محفوظ ہیں (جیسے کسی نے ان کو ہم سے بچانے کے لئے حصار میں لیا ہوا ہے)۔ ہم چار آدمی نکلے تھے ہم نے آپس میں طے کیا تھا اور ہم نے ایک دوسرے سے عہد کیا تھا کہ ہم اسے قتل کریں گے مگر ہم ان تک نہ پہنچ سکے (المغازی للواقدی ۱/ ۲۳۷۔۲۳۸)۔

(۱۳) واقدی نے کہا کہ ہمارے ہاں یہ بات پکی ہے کہ جس شخص نے نبی کریم ﷺ کے رخسار پر تیر مارا تھا وہ ابن قمیۂ تھا۔ اور جس نے آپ کے ہونٹ پر نشانہ مار کر دانت شہید کر دیئے تھے وہ عقبہ بن ابووقاص تھا۔ (المغازی للواقدی ۱/ ۲۴۴)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں حضور ﷺ کے رباعی دانت شہید ہو گئے تھے اور آپ کے رخسار پر زخم لگا تھا اور آپ کے ہونٹ زخمی ہو گئے تھے، اور وہ بدبخت جس نے حضور ﷺ کو یہ تکلیف پہنچائی تھی وہ عقبہ بن ابووقاص تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۲)

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے صالح بن کیسان نے، اس سے جس نے ان کو حدیث بیان کی تھی سعد بن ابووقاص سے، انہوں نے فرمایا کہ میں کسی کو قتل کرنے کے لئے اس قدر حریص نہیں تھا جتنا کہ عقبہ بن ابووقاص کے قتل پر حریص ہوا، کیونکہ مجھے معلوم ہوا تھا

کہ وہ اپنی قوم میں بداخلاق تھا اور ناپسندیدہ شخص تھا، مگر مجھے اس سے رسول اللہ ﷺ کے اس قول نے بچایا کہ آپ نے فرمایا تھا اللہ کا غضب شدید ہوگیا ہے اس شخص پر جس نے رسول اللہ کے چہرے کو لہولہان کردیا ہے۔ (بخاری۔کتاب المغازی۔حدیث ۴۰۷۶۔فتح الباری ۳۷۲/۷)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن علی صنعانی نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم دبری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے اور عثمان سے، اس نے مقسم سے کہ نبی کریم ﷺ نے بددعا فرمائی تھی عقبہ بن ابووقاص کے خلاف اُحد والے دن جب اس نے آپ کے رباعی دانت شہید کردیئے تھے اور چہرہ لہولہان کردیا تھا، آپ نے فرمایا:

اللھم تحل علیه الحول حتیٰ یموت کافرا۔

اے اللہ! اس پر سال پورا نہ ہونے پائے کہ بہ حالت کفر پر مرجائے۔

چنانچہ سال پورا نہ ہوا تھا کہ وہ بحالت کفر مر کر جہنم رسید ہوگیا۔ (سیرۃ الشامیہ ۲۹۴/۴۔تاریخ ابن کثیر ۳۰/۴)

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی عمرو بن حارث نے یہ کہ عمر بن سائب نے اس کو حدیث بیان کی کہ ان کو خبر پہنچی ہے کہ مالک ابوسعید خدری کے باپ نے رسول اللہ کے زخم کو چوس لیا تھا جب اُحد میں آپ زخمی ہوگئے تھے حتیٰ کہ اس کو صاف کردیا تھا اور زخم صاف سفید کردیا تھا۔ اس سے جب کہا گیا کہ کلی کرلے تو اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم میں اس سے کلی نہیں کروں گا کبھی بھی۔ اس کے بعد وہ پیچھے ہٹا اور قتال شروع کردیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ وہ اہل جنت کے آدمی کو دیکھے اس کو چاہئے کہ وہ اس کی طرف دیکھے، لہٰذا وہ شہید کردیا گیا۔

باب ۴۴

۱۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے ساتھ اپنا وعدہ سچا کیا جب تم لوگ کفار و مشرکین کو کاٹ رہے تھے اسی کے حکم سے۔ یہاں تک کہ جب تم لوگوں نے کمزوری دکھائی اور معاملے میں اختلاف کر بیٹھے۔ الخ

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۲)

۲۔ اور اللہ کا یہ فرمان۔ جب تم لوگ (اے مسلمانوں) پہاڑ پر چڑھے جارہے تھے اور کسی کی طرف توجہ بھی نہیں کررہے تھے حالانکہ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کو پیچھے سے بلارہے تھے، اس نے تمہیں غم پہنچایا تاکہ تم فکر کرو اس کی جو چیز تم سے فوت ہوگئی اور رہ گئی تھی اور نہ ہی اس پر جو تمہیں تکلیف پہنچی تھی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔

(سُورۃ آل عمران : آیت ۱۵۳)

۳۔ پھر اللہ نے تمہارے اُوپر غم کے بعد امن وسکون کے لئے اُونگھ اُتاری، اس نے تم میں سے ایک گروہ کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا اور ایک گروہ وہ تھا جن کو ان کے اپنے نفسوں نے فکر مند کر دیا تھا، وہ اللہ کے بارے میں گمان کر رہے تھے ناحق، جاہلیت والے گمان۔ الخ

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۴)

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشام بن علی نے، ان کو عبداللہ بن رجاء نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسرائیل نے ابواسحاق سے، اس نے براء سے، وہ کہتے ہیں کہ جب یوم اُحد تھا ہم لوگ مشرکین کے ساتھ ٹکرائے تو رسول اللہ ﷺ نے کچھ تیراندازوں کو (ایک خاص جگہ پر) بٹھایا تھا اور حضرت عبداللہ جبیر کو ان پر امیر مقرر کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ تم لوگ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور جب تم دیکھو کہ دشمن ہمارے اُوپر غالب آ گئے ہیں تو بھی ہماری مدد کے لئے نہ آنا ان کے خلاف۔

چنانچہ جب لوگ باہم ٹکرائے اور مسلمانوں نے دشمنوں کو شکست دے دی اس حد تک کہ ہم نے مشرکین کی عورتوں کو خود دیکھا کہ وہ پہاڑی کی طرف دوڑی جا رہی تھیں بدحواس ہو کر اپنی پنڈلیوں سے کپڑے اُوپر اُٹھائے رہی تھیں ان کے پاؤں کی پازیبیں ظاہر ہو رہی تھیں، لہٰذا مسلمانوں نے غنیمت حاصل کرو کی آواز لگانی شروع کی یعنی اب تو یہاں کھڑے رہنے کی ضرورت نہیں ہے اب تو فتح ہو چکی ہے مگر ان کے امیر عبداللہ بن جبیر نے کہا کہ آپ لوگ ابھی نہ جاؤ بلکہ ٹھہرے رہو، کیا رسول اللہ ﷺ نے تم لوگوں سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم یہاں سے نہ ہٹنا مگر وہ چلے گئے۔

جب وہ دیگر مسلمانوں کے ساتھ مل گئے، اللہ نے ان کے منہ پھیر دیئے جس کے نتیجے میں مسلمانوں میں سے ستر آدمی مارے گئے۔ پھر ابوسفیان بن حرب نے ہم لوگوں پر جھانکا اور وہ بلندی پر تھا۔ اس نے پوچھا کیا تمہارے اندر محمد ﷺ موجود ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ جواب نہ دو ان کو۔ لہٰذا اس نے تین بار یہی بات کہی، پھر اس نے پوچھا کہ کیا تمہارے اندر ابن ابوقحافہ ہے؟ تین بار اس نے پوچھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو جواب نہ دو۔ پھر اس نے پوچھا کہ تمہارے اندر عمر بن خطاب ہے؟ تین بار اس نے پوچھا، حضور ﷺ نے فرمایا، کہ اس کو جواب نہ دو۔ جب جواب نہ ملے تو ابوسفیان نے اپنے احباب کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ یہ لوگ مارے جا چکے ہیں۔

(یہ سُنتے ہی) حضرت عمر اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکے۔ انہوں نے فوراً کہا جھوٹ کہا تم نے اے اللہ کے دشمن، اللہ نے ان سب کو باقی اور زندہ سلامت رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ اللہ تجھے رسوا کرے گا۔ لہٰذا ابوسفیان نے نعرہ مارا اُعْلُ ھُبَلْ اُونچا ہو جا، غالب ہو جا اے ھبل، دو بار کہا اس نے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اس کو جواب دو۔ صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم کیا جواب دیں؟ حضور نے فرمایا کہ تم کہو اللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ۔ ابوسفیان نے کہا کہ ہمارا عُزّٰی ہے تمہارا کوئی عُزّٰی نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اس کو جواب دو صحابہ نے پوچھا ہم کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا تم یوں کہو اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَا لَکُمْ۔ اللہ ہمارا دوست و کارساز ہے تمہارا کوئی نہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ آج کا دن یوم اُحد یوم بدر کا بدلہ ہے اور جنگ ایک ڈول ہے (کبھی تمہارے ہاتھ میں ہے ڈول تو کبھی ہمارے ہاتھ میں)۔ خبردار عنقریب تم لوگ اپنے مقتولین میں ناک کان کٹے ہوئے مُثلہ پاؤ گے میں نے یہ کاٹنے کا نہیں کہا تھا مگر مجھے بُرا بھی نہیں لگا ایسا کرنا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبیداللہ بن موسیٰ سے، اس نے اسرائیل سے۔

(کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۴۳۔ فتح الباری ۷/۳۴۹۔۳۵۰)

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے، ان کو خبر دی محمد بن ابراہیم عبدی نے، ان کو خبر دی ابوجعفر نفیلی نے، ان کو زہیر بن معاویہ نے، ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا براء بن عازب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تیراندازوں پر اُحد والے دن عبداللہ بن جبیر کو مقرر فرمایا تھا۔

اس کے بعد براء بن عازب نے حدیث بیان کی یہاں تک کہ فرمایا کہ مسلمان شکست خوردہ ہو گئے تو اس وقت رسول اللہ ان کے پیچھے ان کو بلا رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے تھے۔ پھر اس نے حدیث آگے ذکر کی۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے عمرو بن خالد سے، اس نے زہیر سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۳۹۸۶۔ فتح الباری ۷/۳۰۷)

حضرت عمر بن خطاب کا ابوسفیان کو جواب　......... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابونضر فقیہ نے، ان کو حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے ابوعلی حامد بن محمد وقاص حیروی نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی عبدالرحمن بن ابوالزناد نے ان کے والد سے، اس نے عبید بن عبداللہ عیینہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ ایسی مدد کسی مقام پر نبی کریم ﷺ کی نہیں کی گئی جیسی جنگ اُحد میں کی گئی تھی۔

اس نے کہا کہ ہم تو اس بات کو انکار کرتے ہیں۔ ابن عباس نے فرمایا کہ میرے درمیان اور اس کے درمیان جو اس بات کا انکار کرتا ہے کتاب اللہ فیصلہ کرتی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ یوم اُحد کے بارے میں فرماتے ہیں :

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۲)

اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا تھا جب تم لوگ کفار و مشرکین کو اس کے حکم کے ساتھ کاٹ رہے تھے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ (تَحُسُّوْنَهُمْ) بنا ہے حِسٌّ سے اور اس سے مراد قتل ہے۔ مزید فرمایا : کہ

حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۔ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۲)

یہاں تک کہ کمزور پڑ گئے تم اور تم نے بات میں اختلاف کر لیا اور تم نے نافرمانی کر لی۔ اس کے بعد کہ جب اس نے تمہیں وہ (مال) دکھایا جس کو تم پسند کرتے ہو۔ تم لوگوں میں سے کچھ تو وہ ہیں جو دنیا چاہتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو آخرت چاہتے ہیں۔ اس کے بعد (اللہ نے) ہمیں ان سے پھیر دیا تاکہ تمہیں وہ آزمائے۔ البتہ تحقیق اس نے معاف کر دیا ہے تم کو اور اللہ تعالیٰ مؤمنوں پر بڑے فضل کرنے والا ہے۔

یقینی بات ہے کہ اللہ نے اس آیت سے وہی تیرانداز ہی مراد لئے ہیں۔ اس لئے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر مقرر کر کے کھڑا کیا تھا۔ اس کے بعد فرمایا تھا کہ تم لوگ ہماری پشت کی حفاظت کرتے رہنا۔ اگر تم دیکھو کہ ہم لوگ قتل کئے جا رہے ہیں تو بھی ہماری نصرت نہ کرنا اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے غنیمتیں حاصل کر لی ہیں تو بھی تم ہمارے ساتھ شریک نہ ہونا۔

جب رسول اللہ نے غنیمتیں حاصل کیں اور انہوں نے مشرکین کے لشکر کو مباح کر لیا تو وہ مذکورہ تیرانداز سب کے سب وہاں سے ہٹ گئے اور جا کر لشکر میں شامل ہو گئے اور مال و متاع لوٹنے لگے۔ اور تحقیق اصحاب رسول کی صفوں سے ہٹ گئے یعنی صف بندی چھوڑ دی اور وہ اس کیفیت میں ہو گئے (اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں ایک دوسرے میں داخل کر لیں دل مل گئے۔

جب تیرانداز وہاں سے ہٹ گئے جہاں پر تھے تو اسی مقام سے گھڑ سوار کفار ومشرکین داخل ہوکر اصحاب رسول پر حملہ آور ہو گئے۔لہٰذا ایک دوسرے کو سب نے مارا اور ایک دوسرے میں گھس گئے اور مسلمانوں میں سے بہت سارے لوگ قتل کر دیئے گئے۔رسول اللہ کے لئے اور آپ کے اصحاب کے لئے (وقت) دن کا اول حصہ تھا۔حتیٰ کہ مشرکین کے جھنڈے سے سات یا نو افراد مارے گئے اور مسلمان پہاڑ کے گرد گھومنے لگے اور وہاں نہ پہنچے جہاں لوگ العار کہتے تھے،وہ لوگ گہرائی کی جانب تھے۔ادہر شیطان نے چیخ ماری کہ محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں۔ہم لوگوں نے اس میں شک نہ کیا بلکہ یقین کرلیا کہ یہ حق ہے۔

ہم لوگ اسی کیفیت پر ہی تھے کہ واقعی حضور ﷺ قتل ہو چکے ہیں،حتیٰ کہ رسول اللہ سعدین سے نمودار ہوئے۔ہم لوگوں نے ان کو ان کے چلنے کے معمور وانداز سے پہچانا کہ آپ جب چلتے تھے تو آگے کو جھکتے جاتے تھے۔کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو دیکھ کر ہم لوگ خوش ہو گئے گویا ہمیں وہ تکلیف بالکل بھی نہ پہنچی تھی جو پہنچی تھی۔

کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اس کی طرف چڑھتے جاتے تھے اور یہ کہتے جارہے تھے،اللہ کا غضب شدید ہو گیا ہے ان لوگوں پر جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو لہولہان کر دیا ہے۔کہتے ہیں کہ حضور دوسری باریوں کہتے تھے،اے اللہ! ان لوگوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ ہم پر غالب آجائیں (یعنی ان کو غالب نہ آنے دینا)۔یہی کہتے ہوئے حضور ﷺ ہم تک آن پہنچے۔

کہتے ہیں کہ حضور ﷺ تھوڑی دیر ٹھہرے تھے کہ آپ نے آواز سنی،نیچے ابوسفیان دامن پہاڑ میں یہ کہہ رہا تھا اُعْلُ هُبَلُ، اُعْلُ هُبَلُ۔هُبَلُ تو غالب ہوجا،تو غالب ہوجا،یعنی ایسے جھوٹے الٰہوں کو پکار رہا تھا اور کہہ رہا تھا،ابن ابی کبشہ؟ (یعنی محمد ﷺ) اور کہاں ہے؟ ابن ابی قحافہ؟ کہاں ہے ابن خطاب؟ عمر نے سن کر کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اس کو جواب نہ دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا،ضرور دیں۔لہٰذا جب ابوسفیان نے کہا اُعْلُ هُبَلُ تو عمر نے کہا اللّٰهُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ۔ابوسفیان نے کہا،اے ابن خطاب یہ تو خاموش رہنے کا دن ہے یعنی آج تو مسلمانوں کی خاموشی ہے۔لہٰذا دوبارہ اس نے کہا کہاں ہے؟ ابن ابی کبشہ؟ کہاں ہے ابن ابی قحافہ؟ کہاں ہے ابن خطاب؟ عمر نے جواب دیا،یہ رہے رسول اللہ ﷺ اور یہ رہے ابوبکر اور یہ رہا عمر۔

ابوسفیان نے کہا کہ آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے۔ایام جنگ تو ڈول کی طرح ہوتے ہیں (کبھی ہمارے تو کبھی تمہارے ہاتھوں میں)۔حضرت عمر نے فرمایا،نہیں ہرگز برابر نہیں،ہمارے مقتول شہدا جنت میں ہوتے ہیں اور تمہارے مقتول جہنم میں۔اس نے کہا اس کا مطلب ہے کہ تم یہ کہتے ہو کہ ہم اس وقت خائف وخاسر ہیں،ہر طرف سے گھاٹے میں ہیں۔اچھا تم لوگ عنقریب اپنے مقتولین کے ناک کان کٹے ہوئے پاؤ گے مگر یہ کام ہماری مرضی سے بھی نہیں ہوا۔اس کے بعد اس کی جاہلیت والی غیرت جوش میں آگئی اور کہنے لگا،ہاں جب یہ ہوگا (یعنی مُثلہ کرنا،ناک کان ڈالنا تو ہم اس کو ناپسند بھی نہیں کریں گے۔(یعنی مسلمانوں کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہئے)۔یہ الفاظ حدیث دارمی کے ہیں۔(تاریخ طبری ۲/ ۵۰۸۔تفسیر طبری ۷/ ۲۸۲)

غزوہ اُحد میں مؤمنوں کی آزمائش اور منافقین کو مٹانا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو ابوجعفر بغدادی نے،ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے،وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے،ان کو حدیث بیان کی ابن الہیعہ نے،ان کو ابوالاسود نے،ان کو عروہ نے،وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ (اُحد) میں اپنے اصحاب سے مل گئے اور ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا اس وقت ان کے ساتھ طلحہ زبیر اور سہل بن خلف اور حارث بن صمہ بن نجار کے بھائی تھے۔اصحاب رسول نے گمان کیا دور سے انہیں دیکھ کر کہ شاید وہ دشمن ہیں۔چنانچہ ان میں سے ایک نے تیر کو کمان کے جگر پر رکھ لیا تھا۔بس وہ اس کو مارنے والا ہی تھا کہ ان لوگوں کی آواز ان کے کانوں میں پہنچ گئی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کو آواز دے دی تھی تو یہ منظر دیکھتے ہی ایسی کیفیت ہوگئی کہ جیسے ان کو ان کے اپنے نفسوں میں کوئی ضرر پہنچا ہی نہیں تھا۔

جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا اور یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ زندہ سلامت ہیں،بس وہ لوگ اسی حالت پر تھے کہ شیطان اپنے فتنے اور دسوسے کے ساتھ سامنے آیا اور ان لوگوں کو غمگین کا پیغام دینے کے لئے۔جب ان لوگوں نے دیکھا کہ ان کے دشمن ان سے چھٹ گئے ہیں

یہ لوگ اپنے مقتولین کو اور اپنے برادران کو یاد کرنے لگے اور وہ ایک دوسرے سے اپنے مقتولین کے بارے میں دریافت کرنے لگے تھے اور ان کا حزان شدت اختیار کر گیا۔ پھر اللہ نے مشرکین کو ان پر واپس بھیج دیا تھا اور ان کے غم کو بھی حضور کے ذریعے سے تاکہ حزن و غم کو ان سے دور کردے۔ ان کے دشمن پہاڑ کے اُوپر تھے یا غالب تھے۔ لہٰذا اس وقت مسلمان حزن کو اور اپنے بھائیوں کے غم کو بھول گئے تھے۔ اس کیفیت میں اللہ نے یہ آیت اُتاری :

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا یغشیٰ طائفةً منکم و طائفة قد اهمتهم انفسهم .... تا
.... قوله واللّٰه علیم بذات الصدور ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۴)

اے اللہ! ان لوگوں کو ہمارے اُوپر غالب نہیں آنے دینا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو بلایا اور ان کو پکارا۔ لہٰذا ان کی ایک جماعت حضور ﷺ کی معاون بن کر ساتھ ہوگئی۔ وہ لوگ گھاٹی میں اُوپر چڑھ گئے، حتیٰ کہ یہ لوگ اور ان کے دشمن برابر آگئے تھے اور انہوں نے تیر برسائے اور باہم نیزہ بازی کی، حتیٰ کہ اصحاب رسول نے دشمن کو پہاڑ سے نیچے اُترنے پر مجبور کردیا۔ اب مشرکین نیچے اُتر کر مسلمانوں کے مقتولین شہدا کی طرف پلٹے اور ان کی لاشوں کو مُثلہ کر ڈالا یعنی ان کے ناک کان کاٹ ڈالے اور ان کی شرم گاہیں کاٹ ڈالیں اور ان کے پیٹ پھاڑ ڈالے۔ وہ یہ گمان کر رہے تھے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو اور ان کے اشراف صحابہ کو قتل کر ڈالا ہے۔ اس کے بعد وہ جمع ہوگئے اور ان کے مقابل صف بستہ ہوگئے اور ابوسفیان نے کہا آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۷۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۳۱۱)

راوی نے وہ اخبار موصولہ بھی ذکر کیا ہے جن کو ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد مشرکین کا اپنے سامان کی طرف لوٹنا اور ان کا نکل جانا بھی ذکر کیا ہے۔ ایسے جیسے موسیٰ بن عقبہ کی روایت ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد کعبی نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن ایوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی خلیفہ بن خیاط نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن زریع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعد نے قتادہ سے، اس نے انس سے، اس نے ابوطلحہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے ایک تھا جن کو اُحد والے دن اُونگھ نے چھپا لیا تھا، حتیٰ میری تلوار میرے ہاتھ سے کئی بار گر گئی تھی جیسے گرتی میں اس کو اُٹھا لیتا، پھر گر جاتی پھر میں اس کو اُٹھا لیتا تھا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں خلیفہ بن خیاط سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۶۸۔ فتح الباری ۷/۳۶۵۔ ۸/۲۲۸۔ سند احمد ۴/۲۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حشاز عدل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے اور علی بن عبدالعزیز نے، ان کو حجاج بن منہال نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس سے، اس نے ابوطلحہ انصاری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اُحد والے دن سر اُٹھا کر دیکھا، میں دیکھتا ہی رہا کہ ان لوگوں میں سے ہر شخص اُونگھ کی وجہ سے اپنے گھٹنوں کی طرف سر کیے ہوئے تھا۔

اس وقت اللہ نے یہ آیت اُتاری :

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسًا یغشیٰ طائفة منکم ۔ (الیٰ اخرہ) (ترمذی ۵/۲۲۹)

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالواحد بن غیاث نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے زبیر بن عوام سے، انہوں نے مذکورہ روایت کے مثل بیان کیا۔

اور یہ آیت تلاوت کی :

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسًا ۔ (الترمذی ۲۲۹/۵)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحیٰی بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا عبداللہ بن زبیر سے، اس نے زبیر سے کہ اس نے کہا اللہ کی قسم گویا کہ میں سُن رہا ہوں معتب بن قشیر کا قول اور بے شک اُونگھ نے البتہ چھپا دیا تھا مجھ کو۔ نہیں سُن رہا تھا میں اس سے مگر بوڑھے آدمی کی طرح اور وہ کہہ رہے تھے : کہ

لو کان لنا من الامر شیء ما قتلنا ھھنا (سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۴)

اگر ہمیں اس معاملے میں کوئی اختیار ہوتا تو ہم لوگ نہ مارے جاتے یہاں پر۔ (سیرۃ الشامیہ ۳۰۲/۴۔۳۰۳)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسین محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد اسحاق ثقفی نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن مبارک مخترمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی انس بن مالک نے یہ کہ ابوطلحہ نے کہا کہ ہم لوگوں کو اُونگھ نے چھپا لیا تھا (یعنی غالب آ گئی تھی) حالانکہ اس وقت ہم اُحد کے دن صفوں کی حالت میں تھے۔

ابوطلحہ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں تھا جن پر اونگھ کا غلبہ ہو گیا تھا۔ لہٰذا میری تلوار بار بار میرے ہاتھ سے گر جاتی تھی اور میں اس کو اُٹھا لیتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اور دوسرا طائفہ منافقین تھے انہیں کوئی فکر نہیں تھی سوائے اپنے نفسوں کی فکر کے، وہ سب لوگوں سے زیادہ بزدل تھے اور سب سے زیادہ ڈر اور خوف کا شکار تھے اور حق کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والے۔ وہ اللہ کے بارے میں ناحق گمان کرتے تھے جاہلیت کے گمانوں کی طرح۔ ان کے جھوٹ ان کا ایمان تھے، اہل شک واہل فریب تھے اللہ کے بارے میں۔

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے صحیح میں ایک اور طریق سے شیبان سے۔ (کتاب المغازی۔حدیث ۴۰۶۸۔ فتح الباری ۳۶۵/۷۔ ۲۲۸/۸۔ مسند احمد ۲۹/۴)

(۹) ہمیں خبر دی علی بن احمد بدعبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبیداللہ صفار نے، ان کو محمد بن محمد بن راشد تمار نے، ان کو حدیث بیان کی ابونعیم نے، ان کو عبدالعزیز بن محمد بن عبدالرحمٰن نے ابن شہاب سے، اس نے عبدالرحمٰن بن میسور بن مخزمہ سے، اس نے ان کے والد سے، اس نے عبدالرحمٰن بن عوف سے اللہ کے اس قول کے بارے میں (اذ یغشیکم النعاس امنة منه ۔ فرمایا کہ اُحد والے دن ہم لوگوں پر نیند طاری کر دی گئی تھی۔ (مجمع الزوائد ۱۱۷/۶)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے محمد بن مسلم بن شہاب زہری سے اور عاصم بن عمر بن قتادہ سے اور محمد بن یحیٰی بن حبان سے، اور حصین بن عبدالرحمٰن بن سعد بن معاذ سے، وہ کہتے ہیں کہ یوم اُحد بڑی آزمائش کا دن تھا اور سخت امتحان کا دن تھا۔ اللہ نے اس میں مؤمنوں کی آزمائش کی اور اس کے ذریعے منافقین کو مٹایا ان لوگوں میں سے جو اپنی زبان سے تو اسلام کا اقرار کرتے تھے اور دل میں کفر کو چھپائے رکھتے تھے اور یہ وہ دن تھا جس کے اندر اللہ نے ان لوگوں کو شہادت کا شرف بخشا اپنے اہل ولایت واہل محبت کو یوم اُحد میں قرآن مجید کی ساٹھ آیات نازل ہوئی تھیں سورۃ آل عمران میں سے۔ ان کے اندر ان امور کا بیان ہے جو کچھ اس کے اندر ہوا تھا اور ان میں ان لوگوں کی سرزنش ہے جن کی اس نے ان میں سے سرزنش کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اپنے نبی سے۔

واذ عدوت من اھلك تبوئ المؤمنین مقاعد للقتال واللّٰه سمیع علیم ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۲۱)

اس کے بعد ابن اسحاق نے ان لوگوں کی شمار کا ذکر کیا ہے مسلمانوں میں سے جو اُحد والے دن شہید ہوئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴۸/۳)

☆☆☆

باب ۴۵

اُحد والے دن جو مسلمان شہید ہو گئے تھے ان کی تعداد اور جو مشرکین مارے گئے تھے ان کی تعداد

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی محمد بن موصل بن حسن بن عیسیٰ نے، ان کو فضل بن محمد بیہقی نے، ان کو عبداللہ بن محمد نفیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہیر بن معاویہ جعفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا براء بن عازب سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد والے دن تیر اندازوں پر امیر مقرر کیا تھا۔ پھر براء نے حدیث ذکر کی، یہاں تک فرمایا کہ اس دن ستر آدمی شہید ہوئے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو بھی قتل کیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے کہا تھا کہ بدر والے دن ایک سو چالیس متاثرین تھے۔ ستر قیدی اور ستر مقتول ہوئے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عمر بن خالد سے، اس نے زہیر سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/ ۳۰۷)

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو احمد حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عروبہ نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن مثنیٰ نے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی معاذ بن ہشام نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے زندوں میں سے کسی زندہ کو جو زیادہ ہو شہداء انصار سے قیامت کے دن۔ قتادہ کہتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی اس نے کہ ان میں سے اُحد والے دن ستر آدمی شہید ہوئے تھے اور بیر معونہ والے دن ستر آدمی اور جنگ یمامہ والے دن ستر آدمی۔ قتادہ کہتے ہیں کہ یوم بیر معونہ عہد نبوی ہوا تھا اور یوم یمامہ ابوبکر میں ہوا تھا جب صحابہ نے مسلمہ کذاب کے ساتھ قتال کیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن علی سے، اس نے معاذ بن ہشام سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۷۸۔ فتح الباری ۷/ ۳۸۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عمرو بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، ان کو عفان نے ان کو حماد سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس سے، اس نے ثابت سے، وہ کہتے ہیں اے انصار میں سے (شہداء) کے ربّ۔ ستر یوم اُحد والے اور ستر یوم بیر معونہ والے اور ستر یوم موتہ اور ستر یوم عامہ کے (شہداء کے ربّ)۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابو الحسن اسماعیل بن محمد بیہقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ان کے دادا الفضل بن محمد نے، ان کو ابراہیم بن منذر حزامی نے، ان کو محمد بن فلیح نے، ان کو عبدالرحمٰن بن حرملہ نے، سعید بن مسیّب نے، وہ کہتے ہیں کہ تین مقامات پر انصار میں سے ستر ستر آدمی شہید ہوئے تھے۔ ستر یوم اُحد میں، ستر یوم یمامہ میں اور ستر اس دن جس دن ابو عبیداللہ شہید کئے گئے۔ ابن منذر نے کہا کہ حدیث ثابت بن انس میں حطاء سے اور یہ معروف ہے۔ ابراہیم بن منذر نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی معس بن عیسیٰ نے مالک بن انس سے، اس نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے سعید بن مسیّب سے مذکور کی مثل۔

(۵) ہمیں خبر دی ابا الحسین بن فضل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبیداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج بن ابو منیع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا یعقوب نے اور ہمیں حدیث بیان کی زید بن مبارک نے، ان کو ابن ثور نے معمر سے، اس نے زہری سے، وہ کہتے ہیں اس کے بعد جنگ اُحد کا واقعہ پیش آیا تھا ماہ شوال میں واقعہ نضیر کے

چھ ماہ پورے ہونے پر اور وہ ہوا تھا واقعہ بدر سے ایک سال پورا ہونے پر۔ مشرکین کا سردار اس دن ابوسفیان بن حرب تھا۔ حضور ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ اس دن روانہ ہوئے تھے بدر میں جس قدر مشرک مارے گئے تھے اور قیدی بنے تھے۔ ان کی نصف تعداد کے ساتھ اس دن جو لوگ قتل ہوگئے تھے (مروی ہے شہید ہوئے تھے)۔ ان میں رسول اللہ ﷺ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب بھی تھے اور مصعب بن عمیر جو کہ عبدالدار میں سے تھے۔ اور وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینے میں مسلمانوں کے لئے جمعہ قائم کیا تھا (یعنی پڑھایا تھا)۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے سے قبل جبکہ جماعت مہاجرین کی ان دونوں کے ساتھ تھی اور اس دن اصحاب رسول جو انصار میں سے تھے ان میں سے تقریباً ستر آدمی شہید ہوئے تھے۔ ان میں سے حنظلہ بن ابوعامر بھی تھے، یہ وہی صاحب تھے جن کو فرشتوں نے غسل دیا تھا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمر بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حجاج نے ابن جریج سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمر بن عطاء یعنی ابن ورّاد نے عکرمہ مولیٰ بن عباس سے، اللہ کے اس قول کے بارے میں :

قَدْ اَصَبْتُمْ مِثْلَیْهَا۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۶)

تم لوگ ان سے دوگنے لوگوں کو مصیبت میں واقع کر چکے ہو۔

وہ کہتے ہیں کہ (اس کا مطلب ہے) کہ مسلمان قتل کر چکے تھے مشرکین کو یوم بدر میں۔ ستر کو قتل کیا اور ستر کو قیدی بنایا تھا ان میں سے اور مشرکین نے مسلمانوں میں سے اُحد والے دن ستر کو قتل کیا تھا، یہی مراد ہے قَدْ اَصَبْتُمْ مِثْلَیْهَا سے۔ (تفسیر طبری ۷/۳۷۳۔۳۷۴)

ابن جریج نے کہا ہے کہ جابر کہتے ہیں ہم لوگوں نے ان کو یوم بدر میں نقصان پہنچایا تھا اور انہوں نے ہمیں یوم اُحد میں نقصان پہنچایا۔

(۷) ہمیں خبر دی بوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن فلیح نے موسیٰ سے اس نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا یعقوب نے اور اس کو ذکر کیا ہے حسان بن عبداللہ نے بھی اور عثمان بن صالح نے ابن لہیعہ سے، اس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمانوں میں سے جو اُحد والے دن مارے گئے تھے ان کے نام ذکر کئے ہیں۔

موسیٰ نے کہا جمع کئے گئے وہ لوگ جو مسلمانوں میں سے شہید کئے گئے تھے، قریش میں سے اور انصار میں سے اُنچاس آدمی۔ اور عروہ نے کہا کہ چوالیس آدمی، اور ابن اسحاق نے کہا کہ پینسٹھ آدمی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۶۷)

میں کہتا ہوں کہ اس شخص کا قول جو موافق ہے اس حدیث کے جو موصول ہے حضرت براء سے اور حضرت انس سے وہ قول صحت کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہے۔ واللہ اعلم

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ وہ تمام مسلمان جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہ کر شہید ہوئے مہاجرین میں سے ہوں یا انصار میں سے اُحد والے دن وہ پینسٹھ آدمی تھے۔ اور وہ تمام لوگ جو مشرکین میں سے مارے گئے تھے اُحد کے دن وہ بائیس آدمی تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۶۷۔۳/۶۹)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ وہ تمام لوگ جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رہ کر اُحد والے دن شہید ہوئے قریش میں سے اور انصار میں سے چار تھے یعنی چوالیس تھے یا سینتالیس آدمی تھے۔ اور جو بدر کے دن قتل ہوئے یا قید ہوئے مشرکین میں سے وہ اٹھائیس آدمی تھے اور وہ تمام لوگ جو مشرکین میں سے مارے گئے اُحد والے دن اُنیس آدمی تھے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قاسم بن عبداللہ بن معیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم نے بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے ان لوگوں کے نام کے بارے میں جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رہ کر قتل کئے گئے اُحد والے دن قریش میں سے اور انصار میں سے وہ اُنچاس آدمی تھے۔ کہتے ہیں کہ اُحد کے دن مشرکین میں سے سولہ آدمی مارے گئے تھے۔ (الدرر لابن عبدالبر ص ۱۶۵)

ابو نمرہ کافر کا رسول اللہ ﷺ کی دعا کے سبب قتل ہونا .... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوعمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ربیع بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ابوعزہ جمحی ان لوگوں میں سے تھے جن پر احسان کیا گیا تھا فدیہ کے بغیر بدر والے دن۔ اسے رسول اللہ ﷺ نے چھوڑ دیا تھا اس کے بیٹیوں کے لئے اور اس سے عہد لیا تھا کہ وہ آپ ﷺ سے قتال نہیں کرے گا۔ چنانچہ اس نے عہد شکنی کی اور قتال کیا اس نے اُحد والے دن، لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تھی کہ وہ سلامت نہ رہے۔ پس جو مشرکین میں اس کے سوا اور کوئی آدمی قیدی نہیں بنا تھا۔

اس نے کہا تھا، اے محمد! آپ مجھ پر احسان کیجئے اور مجھے میری بیٹیوں کے لئے چھوڑ دیجئے اور میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں دوبارہ آپ سے قتال بالکل نہیں کروں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مکے میں تم اپنے چہرے پر ہاتھ نہیں پھیرتے تم کہتے ہو کہ تحقیق میں نے دھوکہ کیا ہے محمد کے ساتھ دو بار۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا، پس اس کی گردن ماردی گئی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۶)

باب ۴۶

اختتامِ جنگ اور مشرکین کے چلے جانے کے بعد

مقتولین، زخمیوں اور شہداء کے ظہور پذیر ہونے والے آثار و احوال کا مختصراً تذکرہ

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے ان لوگوں کو پکار کر کہا تھا جب وہ لوگ وہاں سے کوچ کرنے لگے تھے کہ تمہارا وعدہ موسم بدر کا ہے اور وہ ہر سال بدر میں قیام کرتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ لوگ کہہ دو ٹھیک ہے ہمیں یہ چیلنج قبول ہے۔ لہٰذا صحابہ نے کہا ٹھیک ہے ہم نے قبول کیا اور ان لوگوں نے ابوسفیان کو بھی اسی طرح پکار کر کہا۔

عروہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مشرکین اپنے اپنے سامان کی طرف لوٹ گئے اور ہتھیاروں کی طرف، اور مسلمان نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور کیا ارادہ کر رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تم لوگ ان کو دیکھو کہ وہ سوار ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنا اسلحہ اور سامان پیچھے والے گھوڑوں پر لاد دیا ہے تو سمجھو کہ وہ یہ ارادہ کر رہے ہیں کہ وہ ان گھروں کے قریب ہو جائیں اور ٹیلوں کے جن کے اندر ان کی عورتیں اور بچے ہیں اور میں قسم کھاتا ہوں اگر انہوں نے ایسا کیا تو میں ان کو واقع کر دوں گا اسی کے وسط میں۔

پس جب واپس لوٹے تو حضور ﷺ نے سعد بن وقاص کوان کے پیچھے بھیجا اور فرمایا کہ جا کر ان کے بارے میں ہمیں رپورٹ دیں، سعد دوڑے دوڑے گئے پھر واپس آئے اور آ کر بتایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ ان کے گھوڑے اپنی دُم مار رہے ہیں پاگل ہو کر واپس لوٹنے کے لئے۔ اور میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے سامان کے اُوپر بیٹھ کر واپس جار ہے ہیں۔ لہٰذا مسلمان خوش ہو گئے اپنے دشمن کے چلے جانے کی وجہ سے، لہٰذا مسلمان پھیل گئے اپنے مقتولین کو تلاش کرنے لگے۔ جس شہید کو دیکھتے اس کے کان ناک کٹے ہوئے پائے۔ سب کے کٹے ہوئے تھے سوائے حنظلہ بن ابو عامر کے کیونکہ ان کا باپ مشرکین کے ساتھ تھا۔ لہٰذا اس کو ان کی وجہ سے رہنے دیا گیا تھا۔ مسلمانوں نے حضرت حمزہ چچائے رسول کو اس حال میں پایا کہ ان کا پیٹ پھاڑ دیا گیا تھا اور ان کا کلیجہ نکال لیا گیا تھا۔ اسے وحشی بن حرب نے نکال لیا تھا اس نے ان کو قتل کیا تھا اور ان کا پیٹ پھاڑا تھا اور ان کا جگر ہندہ بنت عتبہ کے پاس لے گیا تھا ایک منت پوری کرنے کے لئے جو اس عورت نے اس وقت مانی تھی جب حمزہ نے بدر میں اس کے باپ کو قتل کیا تھا۔ مسلمان اپنے شہداء کے پاس گئے ان کو اُٹھا کر دفن کرنے لگے۔ رضی اللہ عنہم

عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار کی عورتیں نکلی تھیں، انہوں نے کھانا اور پانی اپنی پیٹھ پر اُٹھایا ہوا تھا۔ ان میں سیدہ فاطمہ بنت رسول بھی تھی، اس نے جب اپنے والد کو دیکھا کہ آپ لہولہان ہیں تو وہ ان سے لپٹ گئی اور پھر ان کے چہرے سے خون صاف کرنے لگی اور رسول اللہ ﷺ فرمار ہے تھے، اللہ کا غضب شدید ہو جائے ان لوگوں پر جنہوں نے رسول اللہ کے چہرے کو خون آلود کیا ہے اور اللہ کا غضب شدید ہو گیا ہے اس شخص پر جس کو رسول اللہ نے قتل کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ دوڑے دوڑے گئے پتھر کا پیالہ لینے کے لئے اور فاطمہ سے کہا کہ میری تلوار پکڑ کر رکھو حفاظت کے ساتھ مگر اور کوئی چیز نہ ملی تو وہ فوراً ڈھال کے اندر پانی بھر کر لے آئے اور کوئی چیز اس کے علاوہ میسر نہ تھی عجلت کے وقت۔ رسول اللہ نے پانی پینا چاہا مگر اس میں بُو محسوس کرتے ہوئے نہ پیا اور فرمایا کہ یہ ناگوار بُو والا پانی ہے آپ نے صاف کرنے کے لئے اس سے کلی کر لی اور فاطمہ نے اپنے والد سے خون دھویا اور صاف کیا۔

حضور ﷺ نے جب علی کی خون آلود تلوار دیکھی تو فرمایا، اگر تم نے اچھا اور عمدہ قتال کیا ہے تو سُنیے عاصم بن ثابت نے بھی اور حارث بن صمہ نے اور سہل بن حنیف نے بھی احسن طریق پر قتال کیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ دشمن کے بارے میں مجھے رپوٹ کرو کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور کہاں گئے ہیں؟ فرمایا کہ زیادہ تر ان میں سے لوگوں نے کفر کیا ہے۔ فرمایا کہ بہرحال مشرکین ہم لوگوں کو کبھی بھی اس جیسی تکلیف نہیں پہنچا ئیں گے کبھی بھی جس سے ہم غمزدہ ہوں۔ اس کے بعد اپنے گھروں کو واپس لوٹ آئے۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۳۲۵)

(۲)　ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوالحسن علی بن محمد ثقفی نے کوفہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی منجاب بن حارث نے، وہ کہتے ہیں سفیان بن عیینہ نے زعم کیا ہے کہ مروی ہے عمرو بن دینار سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اُحد والے دن تلوار لائے جو مشرکین و کفار کے خون سے رنگین تھی، فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگے اس کو احتیاط سے پکڑو، اس تلوار نے مجھے شفا دی ہے یعنی مجھے بڑا کام دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، البتہ اگر آپ نے اپنی تلوار کے ساتھ بہترین حرب و ضرب انجام دی ہیں تو سُن لو قسم بخدا سہل بن حنیف نے اور ابو دجانہ نے اور عاصم بن ثابت اور حارث بن صمہ نے بھی نہایت عمدہ جہاد کیا ہے۔ (المستدرک للحاکم ۳/۲۴)

(۳)　ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسین عبید اللہ بن محمد قطیفی نے بغداد میں اپنی اصل کتاب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل نے ان کو عبد العزیز بن عبد اللہ اویس نے، ان کو سلیمان بن بلال نے عبد اللہ علی ابن عبد اللہ بن فروہ سے، اس نے قطن بن وہب سے، اس نے عبید بن عمیر سے، اس نے ابو ہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب اُحد سے واپس لوٹنے لگے تھے آپ کا گزر مصعب بن عمیر پر ہوا۔ وہ اُحد کے راستے پر شہید ہوئے پڑے تھے۔ آپ اس کی میت پر کھڑے ہو گئے اور اس کے لئے دعا فرمائی پھر آپ نے یہ آیت پڑھی :

من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا اللّٰه عليه فمنهم من قضىٰ نحبهٗ ومنهم من ينتظر وما بدلوا تبديلا ۔
(سورۃ احزاب : آیت ۲۳)

اہل ایمان میں سے کچھ تو وہ ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو سوفی صد سچا کر دکھایا ہے، ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اپنی آرزوئے شہادت پوری کر چکے ہیں اور کچھ تا حال اس کے منتظر ہیں جنہوں نے اپنی اس خواہش کو تبدیل نہیں کیا۔

اس کے بعد رسول اللہ فرماتے ہیں :

اشهد ان هؤلاء شهداء عند اللّٰه يوم القيٰمة ۔

میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ لوگ شہداء ہیں اللہ کے نزدیک قیامت کے دن۔

فاتوهم وزوروهم ۔ تم لوگ ان کے پاس آیا کرو اور ان کی زیارت کیا کرو۔

والذی نفسی بيده لا يسلم عليهم احد الى يوم القيٰمة الاردوا عليه ۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جو بھی ان پر سلام کرے قیامت تک وہ اس کو جواب دیں گے۔

اسی طرح پایا ہے میں نے اس کو اپنی تحریر میں ابو ہریرہ سے۔

(اسی طرح اس روایت کو حاکم نے مستدرک میں جلد۳ ص ۲۰۰ پر نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث صحیح الاسناد، بخاری، مسلم نے اس کو نقل کیا ہے۔ علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔ اور حدیث حکم کے نزدیک ابوذر سے مروی ہے اور ابن معربہ نے اس کو خباب بن ارت سے روایت کیا ہے)

اللّٰهم كان هذا صحيحًا فهو مؤول بانه كرامة واعزاز لشهداء الأحد وخاص لهؤلاء الشهداء كما قال صاحب الرسالة ان هؤلاء لاشهداء عنداللّٰه يوم القيمة ۔ لئلا يخالف النصوص القران الكريم ۔ (مترجم)

(۴) حدثنا محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن صالح بن ھانی نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن عبدالوہاب حربی نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن ابوفروہ نے قطن بن وہب سے، اس نے عبید بن عمیر سے، اس نے ابوذر سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے اُحد والے دن آپ مصعب بن عمیر کی میت پر گزرے جو آپ کے رستے پر شہید ہوئے پڑے تھے۔ آپ نے دیکھ کر یہ آیت پڑھی :

من المؤمنين رجال صدقوا ما عهدوا اللّٰه عليه ۔ الخ (المستدرک للحاکم ۳/۲۰۰)

اس کو روایت کیا ہے قتیبہ نے حاتم سے بطور مرسل روایت کے۔

حضرت حمزہ کا مثلہ اور رسول اللہ کی جذباتی کیفیت .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو انس بن بکیر نے ابن اسحاق نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن مازنی نے جو کہ بنو بخاری میں سے ایک تھے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کونسا آدمی ہے جو دیکھ کر آئے کہ کیا کیا ہے سعد بن ربیع نے؟ (یعنی اس کا کیا حال ہے؟) ایک آدمی نے جا کر دیکھا تو اس کو مقتولین میں پڑا ہوا شدید زخمی پایا مگر زندگی کی رمق تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ میں دیکھوں کہ آپ زندوں میں ہو یا مردوں میں؟ انہوں نے کہا کہ میں مردوں میں ہوں، آپ رسول اللہ کو میرا اسلام پہنچاؤ اور ان سے درخواست کرو کہ سعد بن ربیع کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو میری طرف سے جزاء خیر عطا کرے ایسی جزاء جو وہ اپنے کسی نبی کو کسی اُمتی کی طرف سے دیتا ہے۔ اور اپنی قوم کو میرا اسلام پہنچاؤ اور ان سے کہو کہ سعد بن ربیع کہتا ہے اللہ کے آگے تمہارا کوئی عذر نہیں ہوگا۔ اگر دشمن نبی کریم تک پہنچ گیا اور تمہارے اندر کوئی زندہ جھپکنے والی آنکھ موجود ہو .... اس کے بعد وہ زیادہ دیر نہ رہے حتیٰ کہ فوت ہو گئے۔ لہٰذا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور انہیں اس کی خبر دی۔ المستدرک للحاکم ۳/۲۰۱۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۳۲۶۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۸۔۳۹۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۹)

اور رسول اللہ حمزہ کی تلاش میں نکلے مقتولین کے اندر۔ انہوں نے اس کو بطن وادی میں اس حالت میں پایا کہ ان کا پیٹ پھاڑ دیا گیا تھا اور کلیجہ نکال لیا گیا تھا اور ان کے ناک کان کاٹ دیئے گئے تھے۔

(۶) ابن اسحاق سے اس کی سند کے ساتھ مروی ہے، انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن جعفر بن زبیر نے اور مجھے اس کے بارے میں حدیث بیان کی ہے بریدہ بن سفیان نے محمد بن کعب سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حمزہ کی کیفیت دیکھی کہ وہ مثلہ کردیئے گئے تھے ناک کان کاٹ دی گئی تھی ان کے ساتھ یہ برا کھیل کھیلا گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ صفیہ پھوپھی غمگین ہوکر بے صبری کرے گی اور میرے بعد یہی سنت بن جائے گی تو میں حمزہ کو اسی حال پر چھوڑ دیتا حتیٰ کہ یہ درندوں کے پیٹ میں اور پرندوں کے پوٹوں میں ہوجاتا (یعنی وہ نوچ کر اس کو کھا جاتے)۔ ظاہر یہ بات دنیا میں زندہ کے لئے نہیں سوچی جاتی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳۹/۳۲۔ تاریخ ابن کثیر ۳۹/۲)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی بریدہ بن سفیان نے محمد بن کعب قرظی سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ کو اس حال پر دیکھا جوان کی حالت تھی کہ مُثلہ کئے گئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا، اگر میں قریش پر فتح مند ہوگیا تو میں ان میں تیس آدمیوں کے ناک کان کاٹ دوں گا۔ جب اصحاب رسول نے حضور ﷺ کی یہ جذباتی کیفیت دیکھی تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم ان پر کامیاب ہوگئے تو ہم اس کے اس قدر ناک کان کاٹیں گے کہ اس قدر عرب میں کسی کے نہیں کاٹے ہوں گے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به۔ (سورۃ نحل : آیت ۱۲۶)

اگر تم لوگ کفار و مشرکین کو سزا دیتے ہو تو اسی جیسی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے۔ اور اگر تم صبر کرو صبر والا عمل صابر کے واسطے چیز ہے.........

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے معاف کردیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳۹/۳-۴۰۔ تاریخ ابن کثیر ۳۹/۴-۴۰)

(۷) ابن اسحاق سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میرے شیوخ سے مروی ہے جن سے اُحد کا قصہ وہ روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا صفیہ بنت عبدالمطلب (رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی) اُحد میں حمزہ کی لاش دیکھنے آئی تھیں وہ ان کے سگے تھے، بھائی رسول اللہ ﷺ نے صفیہ کے بیٹے زبیر سے کہا کہ تم جا کر اپنی امی سے ملو اور ان کو واپس بھیج دو، وہ اس کیفیت کو نہ دیکھے جو حمزہ کی ہورہی ہے۔ زبیر ان سے ملاقات کی اور کہا کہ اے امی! رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ آپ واپس چلی جائیں۔ صفیہ نے کہا کہ میں کیوں نہ دیکھوں؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے بھائی کے ساتھ مُثلہ کیا گیا ہے (لاش بگاڑ دی گئی ہے) مگر پرواہ نہیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں ہوا ہے، جب اس نے مجھے اس پر راضی کردیا ہے تو آگے بھی میں ضرور صبر کروں گی اور اجر و ثواب کے حصول کی نیت کروں گی انشاء اللہ۔

جب زبیر نے واپس آکر رسول اللہ ﷺ کو صفیہ کی بات بیان کی تو آپ نے فرمایا کہ صفیہ کا راستہ نہ روکو اس کو چھوڑ دو۔ چنانچہ وہ آئیں اور اپنے بھائی کی لاش کو دیکھا اور انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور بھائی کے لئے استغفار طلب کیا، اس کے بعد رسول اللہ نے حکم دیا اور حمزہ کو دفن کردیا گیا۔ (تاریخ ابن کثیر ۴۱/۴-۴۲۔ سیرۃ ابن ہشام ۴۰/۴)

(۸) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن عیاش نے، اس نے یزید بن ابوزیاد سے، اس نے مقسم سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں جب اُحد کے دن حضرت حمزہ قتل کئے گئے تو ان کی بہن صفیہ ان کی تلاش میں آئی کہ ان کا کیا بنا۔ کہتے ہیں کہ وہ علی اور زبیر سے ملی، لہٰذا علی نے زبیر سے کہا کہ بتایئے اپنی امی کو، زبیر نے کہا کہ نہیں میں نہیں بتاؤں گا بلکہ آپ اپنی پھوپھو کو خود بتائیں۔ صفیہ نے پوچھا کہ کیا ہوا حمزہ کو؟ ان دونوں نے یہ ظاہر کیا ان کے سامنے کہ ان کو حمزہ کے بارے میں معلوم نہیں ہے کہ اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے، انہوں نے فرمایا کہ مجھے ان کی عقل کا خطرہ ہے کہ کہیں انہیں صدمہ سے کچھ ہو نہ جائے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا رحمت والا ہاتھ پھوپھی کے سینے پر رکھا اوران کے لئے دعا فرمائی۔اس نے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور رو پڑی۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضور ﷺ آئے اور حمزہ کی لاش پر کھڑے ہوئے اس کے ناک کان کٹے ہوئے تھے،آپ نے فرمایا کہ اگر عورتوں کی بے صبری کرنے کا خوف نہ ہوتا تو میں حمزہ کو اسی حالت میں چھوڑ دیتا یہاں تک کہ حمزہ درندوں کے پیٹوں سے اور پرندوں کے پوٹوں سے حشر میں اُٹھائے جاتے۔دنیا میں زندہ انسانوں کے لئے اس طرح کی بات نہیں سوچی جاتی نہ ہی انہیں دفن کیا جاتا ہے۔

(مجمع الزوائد ۶/ ۱۱۸۔سیرۃ الشامیہ ۴/ ۳۲۹)

(۹) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعلی رفاء نے ،ان کو علی بن عبدالعزیز نے ،ان کو احمد بن یونس نے ، اس نے حدیث بیان کی ہے اپنی اسناد کے ساتھ مذکورہ حدیث کی مثل ،اس نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ پھر حضور ﷺ نے مقتول کے بارے میں حکم دیا پھر آپ نے ان پر سات تکبیرات کی ، نماز جنازہ پڑھائی اور وہ وہاں سے اُٹھا لئے گئے اور حمزہ وہیں چھوڑ دیئے گئے ۔اس کے بعد نو مقتولین لائے گئے اوران پر سات تکبیریں نماز پڑھائی گئی حتیٰ کہ حضور ان سے فارغ ہوگئے ۔

اسی طرح اس کو روایت کیا ہے یزید بن ابوزیاد نے ،اور حدیث جابر یوں ہے کہ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ کہ ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی تھی ۔ اس کی اسناد زیادہ صحیح ہے۔یہ انشاء اللہ وارد ہوگی

(۱۰) ہمیں خبر دی عمر بن عبدالعزیز بن قتادہ نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن سراج نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مطین نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عبدالحمید نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قیس نے ابن ابولیلیٰ سے ، اس نے حکم سے ،اس نے مقدوم سے ،اس نے ابن عباس سے ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ، جس دن حمزہ شہید ہوئے تھے اوران کو مُثلہ کر دیا گیا تھا ، البتہ اگر میں کامیاب ہوگیا قریش کے خلاف تو میں ان میں سے ستر آدمیوں کا مُثلہ کروں گا۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی :

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم به ۔ (سورۃ النحل : آیت ۱۲۶)

اگر تم لوگ مشرکین وکفار کو سزا دو تو اس کی مثل دو جس قدر انہوں نے تمہیں تکلیف پہنچائی ہے۔ الخ

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ، بلکہ ہم صبر کریں گے یارب ،اس لئے کہ اللہ نے اس آیت میں فرمایا :

ولئن صبرتم لهو خير للصابرين ۔

اگر تم لوگ مشرکین کی ایذا رسائی پر صبر کرو تو یہ عمل صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن صفار نے ، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عباس بن محمد بن حاتم نے ،ان کو عبدالعزیز بن سدی نے ، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی صالح مِرّی نے سلیمان تیمی سے ،اس نے ابوعثمان نھدی سے ،اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے حمزہ بن عبدالمطلب کی میّت پر کھڑے ہوئے جب وہ شہید کر دیئے گئے تھے اوران کے ناک کان کاٹ دیئے گئے تھے۔حضور ﷺ نے کسی چیز کی طرف دیکھا جبکہ ہم نے کوئی چیز قطعاً نہیں دیکھی تھی جو حضور ﷺ کے دل کو اس منظر سے زیادہ درد دینے والی ہو۔

حضور ﷺ نے حمزہ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا ، تجھ پر اللہ کی رحمت ہو آپ بڑے صلہ رحمی کرنے والے تھے ، سب سے زیادہ بھلائیاں کرنے والے تھے ۔اگر تیرے پس ماندگان کا غم پیش نظر نہ ہوتا مجھے یہ بات پسند تھی کہ میں تجھے اسی حالت پر چھوڑ دیتا حتیٰ کہ تو حشر میں مختلف

افواج اور گروہوں کے پیٹوں سے اُٹھایا جاتا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اللہ کی قسم کھائی کہ میں تیرے بدلے میں قریش کے ستر آدمیوں کا مُثلہ کروں گا (یعنی ان کے ناک کان کاٹوں گا)۔ لہٰذا جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے تا حال نبی کریم ﷺ کھڑے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام سورۃ نحل کی آخری آیت لائے:

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ۔ الخ

اس آیت میں حکم تھا کہ جتنی کوئی تکلیف پہنچائے اسی قدر پہنچاؤ یا صبر کر، یہ زیادہ بہتر ہے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے صبر کرلیا تھا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا تھا اور جو ارادہ کیا تھا اس سے رک گئے تھے۔ (مجمع الزوائد ۶/۱۱۹)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حجاج بن منہال نے اور حدیث بیان کی صالح مُرّی نے سلیمان تیمی سے، اس نے ابوعثمان سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تھے حضرت حمزہ کی میّت پر جہاں وہ شہید ہوئے پڑے تھے۔ حضور ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو یہ ایسا منظر تھا کہ آپ نے کہا کہ ایسا منظر نہیں دیکھا تھا جو اس سے زیادہ آپ کے دل کو درد دینے والا ہوتا۔ اس کے بعد ابوعثمان نے باقی حدیث ذکر کی حدیث ابن عباس کے مثل۔

(۱۲) ہمیں خبر دی حسن بن احمد بن ابراہیم بن شاذان بغدادی سے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن عبید کندی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ربیع بن انس نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوالعالیہ نے، اُبی بن کعب سے کہ انصار میں سے اُحد والے دن چونسٹھ آدمی شہید ہوئے تھے اور مہاجرین میں سے چھ آدمی، ان میں سے حضرت حمزہ بھی تھے۔

مشرکین نے مسلمانوں کے مقتولین کے ناک کان کاٹے تھے لہٰذا انصار نے کہا اگر کسی بھی زمانے میں ہمیں ایک دن کے لئے بھی موقع ان کے خلاف ملا تو ان سے ٹھیک ٹھاک بدلہ لیں گے۔ لہٰذا جب فتح مکہ کا دن آیا تو ایک آدمی نے اعلان کیا جو پہچانا نہیں جارہا تھا، آج کے دن کے بعد قریش نہیں رہیں گے، دوبار کہا۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری:

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين ۔ الخ

(سورۃ النحل: آیت ۱۲۶)

لہٰذا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ (مسلمانوں) تم رُک جاؤ قوم کفار سے۔ (ترمذی۔ کتاب التفسیر حدیث ۳۱۱۹ ص ۵/۲۹۹۔ مسند احمد ۵/۱۳۵)

شہداء اُحد کے فضائل .... (۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ہشام بن عروی سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ اُحد والے دن صفیہ (رسول اللہ کی پھوپھی) آئی اس کے پاس دو کپڑے تھے جو کہ حمزہ کے لئے لائی تھی۔ جب رسول اللہ نے ان کو دیکھا تو پسند نہ کیا کہ وہ حمزہ کو اس حالت میں دیکھیں (کہ وہ برداشت نہ کرسکیں گی)، کیونکہ مشرکین نے ان کا حلیہ بگاڑ دیا تھا۔ صفیہ کے پاس ان کے بیٹے زبیر کو بھیجا کہ وہ ان کو روک لے، وہ جب ان کے پاس آیا تو کہا کہ اے امی! آپ رُک جائیں، آپ رُک جائیں۔ وہ بولی آپ ہٹ جائیے میرے سامنے سے میں تم سے راضی نہیں ہوں گی۔ جب زبیر نے دیکھا کہ وہ اس کے آگے انکار کررہی ہیں، زبیر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے جب اس نے رسول اللہ کا کہا تو وہ رُک گئی اور اس نے دو کپڑے لئے اور حمزہ کے برابر میں ایک اور انصار مقتول تھا انہوں نے ناپسند کیا کہ وہ دونوں شہیدوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دیں حمزہ کو یا انصاری کو۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ قرعہ ڈال لو جس کے نام قرعہ نکلے دونوں میں سے اچھا کپڑا اسی کے کفن میں استعمال کریں۔ چنانچہ ان دونوں میں قرعہ ڈالا گیا۔ لہٰذا اسی کے مطابق حمزہ کو ایک کپڑے میں اور انصاری کو دوسرے کپڑے میں کفن دیا گیا۔

(مجمع الزوائد ۶/ ۱۱۸۔ بزار ۲/ ۳۲۸۔ مسند احمد ۱/ ۱۶۵۔ سیرۃ الشامیہ ۴/ ۳۲۹)

نیز انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی زہری نے عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر سے۔ وہ فتح مکہ والے دن پیدا ہوا تھا۔ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا، حضور نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی تھی۔

کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مقتولین اُحد کو دیکھا تھا میں ان سب پر گواہ ہوں جو بھی زخمی اللہ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اس حال میں اُٹھائے گا کہ اس کا ہر زخم خون چھینک رہا ہوگا جس کا رنگ خون کا ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ تم لوگ دیکھو کہ ان میں قرآن کس کے پاس زیادہ جمع ہے (یعنی کس کو زیادہ حصہ دیا ہے)۔ اس کو دوسرے سے آگے قبر میں رکھو۔ لہٰذا ایک قبر میں دو دو تین تین اکٹھے دفن کئے گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۴۲۔ تاریخ ابن کثیر ۴/ ۴۲)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ ایسے تھے کہ انہوں نے اپنے مقتولین کو اُٹھا کر مدینے لے جانا چاہتے تھے کہ ان کو وہاں دفن کریں گے مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایسا کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا کہ ان کو اس جگہ دفن کرو جہاں وہ شہید کر کے گرائے گئے ہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۴۱۔ مسند احمد ۳/ ۲۹۷)

(۱۴) ابن اسحاق سے مروی ہے کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے اسحاق بن یسار سے، اس نے بنوسلمہ کے کچھ جوانوں سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا وہ کہتے ہیں جب عمرو بن جموع شہید ہوئے تھے اور عبداللہ بن عمرو بن حزام اُحد میں کہ دونوں کو اکٹھے دفن کر دو کیونکہ وہ دنیا میں ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۴۱۔ سیرۃ الشامیہ ۴/ ۳۳۱۔ تاریخ ابن کثیر ۴/ ۴۲)

(۱۵) ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میرے والد نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے انصار کے کئی شیخوں نے، انہوں کہا کہ جب حضرت معاویہ نے اپنی معائنہ ٹیم بھیجی جو شہداء کی قبروں کا معائنہ کرنے کے لئے قبروں پر پہنچی تو ہم نے ان سے التجا کی، حالت یہ تھی کہ پانی کے چشمے یا ریلے کا بہاؤ ان دونوں شہیدوں کی قبروں میں ہو گیا تھا (یعنی عمرو بن جموح کی اور عبداللہ بن عمرو بن حزام کی)۔ ہم بھی آئے اور ہم نے ان دونوں شہیدوں کو نکالا ان دونوں کے اُوپر دو چادریں تھیں جن کے ساتھ ان کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا اور ان دونوں کے پیروں پر کچھ گھاس وغیرہ پڑا ہوا تھا۔ ہم نے ان دونوں کو نکالا تو ان کا جسم نرمی کی وجہ سے دہرا ہو گیا اور مُڑ گیا گویا ہم نے انہیں کل گذشتہ روز ہی دفن کیا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۴۳)

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے زاہد نے، ان کو احمد بن مہران اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی خالد بن خداش نے، ان کو حماد بن زید نے ایوب سے اس نے ابوالزبیر سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اُحد والے دن اپنے مقتولین کے پاس بلائے گئے یہ اس وقت کی بات ہے، جب حضرت معاویہ نے پانی کا چشمہ یا نہر جاری کروائی تھی۔ ہم لوگ ان شہداء کے پاس آئے اور ہم لوگوں نے ان کو باہر نکالا تو ان کے ہاتھ پیر آسانی کے ساتھ مُڑ رہے تھے۔

کہتے ہیں حماد نے کہا اور میرے ایک دوست نے حدیث میں میرے لئے ایک اضافہ کیا (وہ یہ کہ) حضرت حمزہ کے پیر کو کچھ لگ گیا تھا جس سے خون کا دوران ہو گیا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۴۳)

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابومحمد عبداللہ بن ابراہیم متوفی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی خالد بن خداش نے، اس نے اسی حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل ذکر کیا ہے مگر انہوں نے کہا ہے کہ ہم لوگوں نے ان شہداء کو نکالا وہ

بدستور جڑے ہوئے تھے (یعنی اعضاء ٹوٹ کر الگ نہیں ہوئے تھے)، بلکہ وہ اپنی نرمی اور لچک کی وجہ سے دُہرے ہو رہے تھے اور مُڑ رہے تھے چالیس سال پورے ہونے کے باوجود بھی۔

کہا کہ گمان کیا جریر نے ایوب سے اس نے ذکر کیا ہے مفہوم اس اضافے کا۔

(۱۸) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حامد بن بلال بزاز نے، ان کو حدیث بیان کی یحییٰ بن ربیع مکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے اسود سے، اس نے نبیح عنزی سے، اس نے جابر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا تھا اُحد کے مقتولین کے بارے میں کہ وہ اپنی اپنی شہادت کی جگہ پر واپس لائے جائیں۔ (ابوداؤد ۴/۲۰۵۔نسائی ۴/۷۹۔مسند احمد ۳/۲۹۷)

(۱۹) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن مرزوق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالید ہشام بن عبدالملک طیالسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی عوانہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی الاسود نے نبیح عنزی سے، اس نے جابر بن عبداللہ انصاری سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے نکلے مشرکین کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے۔ کہتے ہیں کہ میرے والد عبداللہ نے کہا اے جابر کیا ہے تیرے اُوپر یہ کہ ہو تو مدینہ میں میری طرف سے نگراں بن کر رہے یہاں تک کہ تو دیکھے کہ ہمارا معاملہ کس طرف رجوع ہوتا ہے (یعنی معاملہ کیا رُخ اختیار کرتا ہے)۔ بے شک میں اللہ کی قسم اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اپنے پیچھے اپنی بیٹیاں چھوڑ کر جاؤں تو میں یہ پسند کرتا کہ تو میرے سامنے قتل کیا جایا اللہ کی راہ میں۔

جابر کہتے ہیں کہ وہ چلے گئے جہاد کے لئے۔ اور مدینہ میں تا حال انتظار کر ہی رہا تھا کہ اچانک میری پھوپھی میرے ماموں اور میرے والد کو یعنی ان کے جسد خاکی کو) اُونٹ پر لاد کر لے آئیں (یعنی ان کے شہید ہو جانے کے بعد)۔ وہ ان کو مدینے میں اس لئے لے آئیں تھیں تا کہ ان کو ہمارے قبرستانوں میں دفن کرائے۔

اتنے میں ایک آدمی آ گیا، وہ اعلان کر رہا تھا کہ خبردار ہوشیار رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ تم لوگ مقتولین کو واپس لاؤ اور انہیں کے شہید ہونے کی جگہ پر دفن کرو جہاں قتل ہوئے تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ لہٰذا ہم لوگ ان دونوں کو بھی واپس لے گئے اور انہیں دیگر شہداء مقتولین کے ساتھ دفن کیا جہاں وہ قتل ہوئے تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت معاویہ بن ابوسفیان خلافت کے زمانے میں موجود تھا اچانک میرے پاس ایک آدمی آیا اس نے آ کر کہا، اے جابر اللہ کی قسم تحقیق معاویہ کے اعمال نے تیرے باپ سے مٹی ہٹا دی ہے۔ لہٰذا ان کا وجود ظاہر ہو گیا ہے لہٰذا اس وجہ سے شہداء کا ایک طائفہ نکلا ہے جابر کہتے ہیں کہ میں وہاں پر آیا تو میں نے ان کو اسی کی مثل پایا جس حالت پر میں نے اُسے چھوڑا تھا۔ اس میں سے کوئی شئ متغیر نہیں ہوئی تھی سوائے اس کے جو مقتولین نہیں چھوڑتا۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے پھر اس کو دفن کر دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۳)

(۲۰) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن بطہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے بن مصلقہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عمرو اقدی نے، اپنے شیوخ سے عبداللہ بن عمرو بن حزام کے قصے میں۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اُحد والے دن کہ عبداللہ بن عمرو بن حزم کو اور عمرو بن جموع کو ایک ہی قبر میں دفن کرو۔ اور کہا جاتا ہے سوائے اس کے کہ حضور نے اس بات کا حکم اس لئے دیا تھا کہ ان دونوں میں دوستانہ تھا۔ پس فرمایا کہ دنیا میں ان دونوں محبت کرنے والوں کو ایک ہی قبر میں دفن کر دو۔

اور کہا جاتا ہے کہ وہ دونوں اسی حالت میں پائے گئے تھے، ان دونوں کے ناک کان کٹے ہوئے تھے پورا پورا مثلہ کئے ہوئے تھے جس کی وجہ سے ان کے بدن پہچانے نہیں جا رہے تھے۔ عبداللہ بن عمرو سرخ سفید آدمی تھے سر کے بال نہیں تھے اور وہ لمبے بھی نہیں تھے، جبکہ ان کے دوست عمرو بن جموع لمبے آدمی تھے لہٰذا وہ پہچان لئے گئے۔ اور ایک عرصہ بعد ان دونوں کی قبروں پر سیلاب کا پانی آ گیا تھا۔ کیونکہ ان دونوں کی قبر سیلاب کے قریب تھی۔

لہٰذا ان دونوں کی قبر کھودی گئی تھی اوران دونوں کے اُوپر دو چادریں ڈلی ہوئی تھیں۔عبداللہ کے ہاتھ میں زخم تھا اوران کا ہاتھ ان کے اُوپر رکھا ہوا تھا اس ہاتھ کوان کے زخم کے اُوپر سے ہٹایا گیا تو خون بہہ پڑا۔لہٰذا ہاتھ کو واپس اس کی جگہ رکھا گیا تو خون رُک گیا۔

حضرت جابر فرماتے ہیں میں نے اپنے والد کوان کی قبر کے گڑھے میں دیکھا، ایسے لگ رہے تھے جیسے کہ وہ نیند کررہے ہیں۔ جابر سے پوچھا گیا، آپ کا کیا خیال ہے آپ نے ان کوکفن دیا تھا؟ حضرت جابر نے جواب دیا کہ بات یہی ہے کہ وہ ایک چادر میں دفن کئے گئے تھے۔اسی کے ساتھ ان کا چہرہ ڈھک دیا گیا تھا اوران کے پیروں پر حرمل کے پودے یا گھاس ڈلی ہوئی تھی۔ہم نے ان کوکفن والی چادر کو ایسا پایا جیسی وہ تھی اور حرمل گھاس وغیرہ ان کے پیروں پر ویسی ہی پڑی تھی، حالانکہ ان کے دفن کے اورآج معائنے کے درمیان چھیالیس سال کا زمانہ گزر چکا تھا۔ حضرت جابر نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ ان کو کستوری کی خوشبو لگادی جائے؟ مگر اصحاب رسول نے ایسا کرنے سے منع کردیا۔

اور کہا جاتا ہے کہ حضرت معاویہ نے جب یہ ارادہ کیا کہ کظامہ جاری کئے جائیں مدینے میں پانی کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے (کظامہ کہتے ہیں ایسے کنوئیں جو ایک دوسرے سے متصل کھودے جاتے تھے اورزمین کے اندر سے کھود کر ایک دوسرے سے ملادیئے جاتے تھے، سب کا پانی آخری کنوئیں میں جمع ہوجاتا پھر یہ باہر نکل کر زمین کے اُوپر آجاتا اور بہتا رہتا تھا۔ یہ آبپاشی کا فطری نظام حضرت معاویہ نے جاری فرمایا تھا)۔

لہٰذا مدینے میں اس کا اعلان کیا گیا تھا کہ اُحد میں جس کسی کے عزیز شہید دفن ہوں وہ آکر موجود رہیں تاکہ ان کی موجودگی میں کھدائی کی جاسکے اگر کسی کے عزیز شہید کا جسد عنصری ظاہر ہوجائے تو وہ خود اس کی تدفین دوبارہ کرسکے۔اس اعلان کے بعد لوگ اپنے اپنے مقتولین اور شہداء کی طرف گئے۔انہوں نے ان کو صحیح وسالم الجسم پایا۔جن کے جسم آسانی سے مُڑ رہے تھے ان شہداء میں سے کسی ایک کے پیر کو کھدائی کے دوران بیلچہ وغیرہ لگ جانے سے خون رواں ہوگیا تھا۔

حضرت ابوسعید خدری نے کہا کہ اس واقعہ کا مشاہدہ کرنے کے بعد کوئی منکر انکار نہیں کرسکتا تھا چنانچہ عبداللہ بن عمرو اور عمرو بن جموع ایک ہی قبر میں پائے گئے تھے۔لہٰذا ان کی کروٹ پھیر دی گئی یا الگ الگ کردیئے گئے۔

(مصنف فرماتے ہیں) ایسا اس لئے کیا گیا تھا کہ پانی اس چشمے یا کھدنے والی وہ نہر ان دونوں شہیدوں کی قبر کے اُوپر گزرتا تھا اور خارجہ بن زید بن ابوزہیر اور سعد بن ربیع دونوں ایک ہی قبر میں پائے گئے تھے لہٰذا اپنی حالت پر ہی چھوڑ دیئے گئے۔اور البتہ تحقیق کھدائی کرنے والے مٹی کھود رہے تھے کہ انہوں نے مٹی کے تودہ یا چھوٹے ٹیلے کو کھودا تو ان لوگوں کے سامنے کستوری کی خوشبو مہک اُٹھی تھی۔

(المغازی للواقدی ۱/۲۶۶۔۲۶۸)

(مصنف فرماتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں اسی طرح ہے اہل مغازی کی روایت میں کہ یہی کیفیت خوشبو کی ہوئی تھی جب دیکھا تھا کہ عمرو بن جموع ایک ہی خبر میں دونوں تھے وقت مذکورہ تک اس میں۔

(۲۱) تحقیق ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوعمرو مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یوسف نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سدد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی بشر بن مقصل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین المعلّم نے عطاء سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں جب جنگ اُحد کا وقت آن پہنچا تو رات کے وقت میرے والد نے مجھے بلایا، انہوں نے کہا میں یہ دیکھتا ہوں (یعنی یہ سمجھتا ہوں) میں قتل ہوجاؤں ان اصحاب رسول کے ساتھ جو شروع میں قتل ہوجائیں گے۔ میں نے کوئی انسان ایسا نہیں چھوڑا اپنے بعد جو تم سے زیادہ مجھے عزیز ہو سوائے رسول اللہ کے۔ یاد رکھو میرے اُوپر قرض ہے اس کو ادا کرنا اور وصیت قبول اپنی بہنوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنا۔

جب صبح ہوئی تو میرے والد پہلے مقتول شہید تھے جو اُحد میں شہید کئے گئے ۔ میں نے ان کو دفن کیا مگر ایک اور مقتول کے ساتھ ایک ہی قبر میں پھر میرا دل خوش نہیں ہوا کہ میں ان کو کسی اور کے ساتھ چھوڑ دوں لہٰذا میں نے چھ ماہ کے بعد ان کو نکال لیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اسی دن کی طرح ہیں جیسے میں نے ان کو رکھا تھا، اسی جگہ پر سوائے ان کے ایک کان کے کہ وہ نہیں تھا۔ سبحان اللہ یہ اللہ رب العزت کی طرف سے اعزاز ہے اور تکریم اور شرف شہداء کے اجساد عنصری کے ساتھ۔

فزادهم الله شرفًا و تكريمًا اللّٰهم اغفرلنا و نجنا بفضل شرفهم و تكريمهم ۔ (مترجمہ)

اس کو اسی طرح نقل کیا ہے صحیح میں ۔ (بخاری۔ کتاب الجنائز۔ حدیث ۱۳۵۱۔ فتح الباری ۳/۲۱۴)

ایک اور روایت میں ابن ابو نجیح میں مروی ہے عطاء سے، اس نے جابر سے کہ میرا نفس مطمئن نہیں ہوا تو میں نے اس کو نکالا اور اسے علیحدہ دفن کر دیا۔ اور ہم نے اس روایت کو کتاب السنن سے نقل کیا ہے۔ (سنن الکبریٰ ۴/۵۷۔۵۸)

(۲۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید بن شریک نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن بکیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی عمرو بن بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی قتیبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث بن سعد نے ابن شہاب سے، اس نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے، اس نے جابر سے اور حدیث ابن بکیر میں ہے کہ جابر بن عبداللہ نے اس کو خبر دی ہے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جمع کر رہے تھے دو دو آدمیوں میں مقتولین اُحد میں سے ایک ایک کپڑے میں ۔ پھر فرماتے تھے کہ ان دونوں میں سے کس نے زیادہ قرآن حاصل کیا ہے۔ جب کسی کے بارے میں حضور ﷺ کو بتایا کہ فلاں کو زیادہ قرآن یاد ہے اس کو لحد میں پہلے اُتارتے تھے اور آپ نے فرمایا تھا میں ان پر قیامت کے دن گواہی دوں گا۔ اور آپ ان کو ان کے خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیتے تھے اور نہ تو ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی اور نہ ہی ان کو غسل دیا گیا۔ دونوں روایتوں کے الفاظ برابر ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۳۷۴۔۳/۲۰۹)

(۲۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن حلیم بن محمد حلیم بن ابراہیم بن میمون صائغ نے مرو میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالموجہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبدان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی لیث بن سعد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابن شہاب نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے اس نے حضرت جابر بن عبداللہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ .... ابن شہاب نے اس کو مذکور کی مثل ذکر کیا ہے مگر یہ کہ انہوں نے کہا کہ نہ ان پر نماز پڑھی گئی اور نہ ہی ان کو غسل دیا گیا (یہ بات اس روایت میں نہیں ہے)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدان سے۔ (کتاب الجنائز۔ فتح الباری ۳/۲۱۷)

(۲۴) ہمیں خبر دی ابوعلی رودباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قعنبی نے یہ کہ سلیمان بن مغیرہ نے ان کو حدیث بیان کی ہے حمید بن ہلال سے، اس نے ہشام بن عامر سے، وہ کہتے ہیں کہ انصار آئے تھے اُحد والے دن رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ انہوں نے کہا ہمیں شدید زخم پہنچے ہیں اور سخت مشقت بھی آپ ہمیں کیا حکم فرمائیں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ قبریں کھودو اور کشادہ کرو اور دو دو تین تین آدمی ایک ایک قبر میں رکھ دو۔ انہوں نے پوچھا کہ پہلے کس کو رکھیں، آپ نے فرمایا، اکثر قرآنا، جس کو قرآن زیادہ آتا ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے والد اسی دن شہید ہوئے تھے یعنی عامر۔ لہٰذا دو آدمیوں کے درمیان پہلے رکھے گئے یا ایک ساتھ پہلے رکھے گئے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجنائز۔ الحدیث ۳۲۱۵ص ۳/۱۲۴)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ قبر واحد میں متعدد کا دفن کرنا قلت جگہ نہیں بلکہ کھودنے والوں کا زخمی ہونا اور شدید تکلیف تھا۔

(۲۵) ابوداؤد کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابواسحاق فزاری نے ثوری سے، اس نے ایوب سے، اس نے حمید بن ہلال سے اس کی اسناد کے ساتھ اور اسی کے مفہوم کے ساتھ مگر اس نے یہ الفاظ اضافہ کئے ہیں وَاَعْمِقُوْا کہ قبروں کو گہرا کرو۔ (ابوداؤد ۳/۲۱۴۔ حدیث ۳۲۱۶)

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جریر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمید بن ہلال نے سعید بن ہشام بن عامر سے یہی حدیث۔ (ابوداؤد۔ حدیث ۳۲۱۷ ج ۴/۲۱۴)

(۲۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن ملاعب نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے ایوب سے، اس نے حمید بن ہلال سے، اس نے سعد بن ہشام بن عامر سے، اس نے ان کے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی تھی اُحد والے دن شدید زخموں کی اور یہ کہ قبریں کھودنا ہم پر سخت شکل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، قبریں کھودو اور گہری کرو اور آگے اس کو رکھو جس کو قرآن زیادہ یاد ہو۔

وہ کہتے ہیں کہ لہٰذا میرے والد دو آدمیوں کے بین پہلے رکھے گئے۔ (ترمذی کتاب الجہاد۔ حدیث ۱۷۱۳ ج ۴/۲۱۳)

(۲۷) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابوخلیفہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالولید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے محمد بن منکدر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ اُحد میں جب میرے والد شہید کر دیئے گئے تو میں رونے لگا میں بار بار ان کے چہرے سے کپڑا ہٹاتا تھا اور مجھے اصحاب رسول منع کر رہے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے منع نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کو نہ روؤ لا تبیکیہ یا ما تبکیہ کا لفظ کہا ہمیشہ فرشتے اس پر سایہ کئے رہے اپنے پروں کے ساتھ حتیٰ کہ اس کو وہ اُوپر اُٹھا کر لے گئے ہیں۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۸۰۔ فتح الباری ۷/۳۷۴)

(۲۸) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں خبر دی احمد بن عبد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعبہ نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اُسی کی مثل۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا ہے کہ میری پھوپھی رو پڑی تھی تو حضور نے اس کو فرمایا تھا لَا تَبْکِیْہِ۔ اس کو مت رو یا یوں کہا تھا لَمْ تَبْکِیْہِ اس کو نہ روؤ، بے شک فرشتوں نے اس کو اپنے پروں کے ساتھ سایہ کیا تھا حتیٰ کہ انہوں نے اس کو اُٹھا لیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالولید سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۸۰۔ فتح الباری ۷/۳۷۴)

اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے شعبہ سے۔ (کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۳۰ ص ۱۹۱۸)

(۲۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے فیض بن وثیق بصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبادہ انصاری نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ابن شہاب زیدی نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا حضرت جابر سے، اے جابر کیا میں تجھے بشارت نہ دوں؟ جابر نے عرض کی جی ہاں

اللہ تعالیٰ آپ کو خیر کی بشارت دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ اللہ نے آپ کے والد کو زندہ کر دیا ہے اور اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے بندے مجھ سے غنی اور آرزو کیجئے آپ جو کچھ چاہیں گے میں آپ کو عطا کروں گا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۴)

اس نے کہا، اے میرے ربّ میں نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا میں یہ تمنیٰ کرتا ہوں آپ کے اُوپر کہ آپ مجھے دنیا میں واپس لوٹا دیجئے تا کہ میں آپ کے نبی کے ساتھ مل کر جہاد کروں اور تیرے نام پر ایک اور بار قتل کیا جاؤں۔ اللہ نے فرمایا، بے شک شان یہ ہے کہ میری طرف سے پہلے ہی یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ وہ دنیا کی طرف واپس نہیں بھیجا جائے گا۔

یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ شہداء کی حیات دنیوی نہیں بلکہ جنت والی ہے جس کے مل جانے کے بعد نہ دوبارہ حیات دنیوی ملنا ممکن ہے نہ ہی دنیا میں واپسی ممکن ہے۔ کیونکہ اس کے لئے ایک اور موت سے گزرنا پڑے گا۔ اس لئے فیصلہ ہو چکا ہے کہ واپسی نہیں ہوگی۔

(۳۰) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن ابوالمعروف اسفرائنی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسہل بشر بن احمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حسین بن نصر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن مدینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن ابراہیم بن بشیر بن الفاکیہ انصاری نے کہ اس نے سُنا طلحہ بن خراس بن صمہ انصاری سلمی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میری طرف رسول اللہ ﷺ نے دیکھا اور فرمایا کہ کیا بات ہے میں آپ کو پریشان دیکھ رہا ہوں؟

میں نے کہا یارسول اللہ! میرا باپ مارا گیا ہے اور قرض اور ٹبر چھوڑ گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خبر دار میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ اللہ نے کبھی بھی کسی کے ساتھ کلام نہیں کیا مگر پردہ کے پیچھے اور اللہ نے تیرے باپ کے ساتھ کلام کیا ہے بغیر حجاب کے اور فرمایا ہے، اے میرے بندے! مجھ سے مانگ میں تجھے عطا کروں گا۔ اس نے کہا ہے کہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے آپ دنیا میں واپس لوٹا دیجئے تا کہ میں دوسری بار تیرے لئے قتل کیا جاؤں۔

اللہ نے فرمایا کہ بے شک شان یہ ہے کہ میری طرف سے پہلے ہی یہ بات طے ہو چکی ہے کہ یہاں آجانے والے دنیا کی طرف واپس نہیں لوٹائے جائیں۔ اس نے (تیرے والد نے) عرض کی کہ اے میرے ربّ! پھر میرے پس ماندگان کو میری حالت کی خبر پہنچا دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، پس اللہ نے یہ آیت نازل کی ہے:

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتا۔ (سورۃ آل عمران: آیت ۱۶۹)

بالکل ان لوگوں کو مردہ (عام مردوں جیسا) گمان نہ کرو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں۔ (حضور ﷺ نے پوری آیت ختم کر ڈالی)

یہ آیت سابقہ حدیث میں بھی ہے اور تفصیل بھی۔

(۳۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن محمد بن علی بن زیاد نے احمد بن ابراہیم کے بیٹے یعنی ان کے نواسے سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومروان عثمانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عوف کے پاس کھانا لایا اور وہ رونے بیٹھ گئے۔ فرمایا کہ مصعب بن عمیر شہید ہو گئے حالانکہ مجھ سے بہتر تھے، ان کے لئے صرف ایک چادر مل سکی تھی جس میں وہ کفن دیئے گئے اور حضرت حمزہ شہید کئے گئے وہ بھی مجھ سے بہتر تھے ان کے لئے بھی صرف ایک چادر مل سکی جس میں وہ کفن دیئے گئے (حمزہ کا نام لیا تھا یا کسی اور آدمی کا ابراہیم کو اس بارے میں شک ہو گیا ہے جبکہ ہم لوگوں کے لئے رزق کی اتنی فراوانی ہے)۔ مجھے گمان ہوتا ہے کہ ایسا تو نہیں ہے کہ کہیں ہمارے لئے (آخرت کے بجائے) ہماری دنیوی زندگی میں ہی جلدی کر لی گئی ہے یعنی ایسا تو نہیں کہ آخرت کا اجر صرف دنیا میں ہمیں دے کر فارغ کیا جا رہا ہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن محمد مکی سے، اس نے ابراہیم سے۔

(کتاب الجنائز۔ حدیث ۱۲۷۴۔ فتح الباری ۳/۱۴۰۔۱۴۱۔۱۴۲)

(۳۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی المقری اسفرائنی نے اسفرائن میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے حسن بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو بن کثیر عبدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سفیان بن بن سعید نے اعمش سے، اس نے ابووائل سے اس نے جناب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے ہجرت کی تھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ہم اس سے اللہ کی رضا چاہتے تھے۔ لہٰذا ہمارا اجر کے ہاں ثبت ہو گیا۔ اس کے بعد کچھ لوگ ہم میں سے وہ ہیں جو دنیا سے چلے گئے۔ انہوں نے اپنے اپنے اجر میں سے کچھ نہیں پایا، ان میں سے ایک مصعب بن عمیر تھے جو اُحد میں شہید کر دیئے گئے۔ ان کے لئے کوئی کپڑا نہیں تھا سوائے ایک دھاری چادر کے۔ جب ہم ان کا سر ڈھانکتے تھے تو پیر ظاہر ہو جاتے تھے اور جب ہم ان کے پیر ڈھانکتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا سر ڈھانک دو اور اس کے پیروں پر اذخر گھانس ڈال کر چھپا دو۔ اور کچھ لوگ آج ہم میں سے وہ ہیں کہ ان کے لئے اس ہجرت کا پھل پک چکا ہے اور وہ اس کا پھل توڑ رہے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن کثیر سے۔ (کتاب الرقائق۔ فتح الباری ۱۱/۲۴۵)

اور بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے کئی طرق سے اعمش سے۔

(بخاری۔ کتاب الجنائز۔ حدیث ۱۲۷۶۔ فتح الباری ۲/۱۴۲۔ وفی کتاب الرقائق۔ فتح الباری ۱۱/۲۷۳۔ مسلم کتاب الجنائز۔ حدیث ۴۴ ص ۶۴۹)

رسول اللہ کا میّت پر نوحہ کرنے سے منع کرنا .... (۳۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے، ان کو الاسود نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ اُحد سے واپسی پر مدینے کی گلیوں میں داخل ہوئے تو انہوں نے گھروں میں نوحے اور رونے کی آوازیں سُنیں۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ بتلایا گیا کہ یہ انصار کی عورتیں ہیں جو اپنے اپنے مقتولین کو رو رہی ہیں لیکن مدینے میں آج حمزہ کو کوئی رونے والا نہیں ہے۔

حضور کے یہ الفاظ حضرت سعد بن معاذ نے سُن لئے اور سعد بن عبادہ کے بعد معاذ بن جبل نے اور عبداللہ بن رواحہ نے۔ لہٰذا وہ اپنے گھروں میں گئے تمام رونے والیاں اور نوحہ کرنے والیاں جمع ہو گئیں جو مدینے میں تھیں۔ ان لوگوں نے ان سے کہا تم لوگ انصار کے کسی مقتول کو نہ روؤ حتیٰ کہ چچائے رسول حمزہ کو پہلے روؤ کیونکہ حضور نے یہ بات ذکر کی کہ اس کو کوئی رونے والا نہیں، یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی رضا چاہتے تھے اور انہوں نے گمان کیا ہے کہ وہ شخص جو رونے والیوں کو لایا وہ عبداللہ بن رواحہ تھے۔ حضور نے جب رونے کی آواز سُنی تو پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ حضور ﷺ کو وہ بات بتائی گئی جو انصار نے اپنی عورتوں سے کہی تھی، حضور ﷺ نے ان کے لئے استغفار کیا اور ان کے بارے میں معروف بات کہی اور حضور راضی ہوئے ہر اس شخص سے جس نے رسول اللہ ﷺ کو راضی کرنے کے لئے کہا تھا اور فرمایا کہ میں نے اس چیز کا ارادہ نہیں کیا تھا اور میں رونے کو پسند بھی نہیں کرتا ہوں اور آپ نے اس عمل سے منع فرما دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۸)

(۳۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، انہوں نے اپنے شیوخ سے جن سے قصہ اُحد مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ لوٹے مدینہ کی طرف واپسی پر اُحد سے۔ اُحد سے حضور کو حمنہ بنت جحش ملی لوگوں نے اس خاتون کو اس کے بھائی عبداللہ بن جحش کی موت کی خبر سُنائی تو اس عورت نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور اس کے لئے استغفار کیا۔ اس کے بعد اس کے ماموں حمزہ بن عبدالمطلب کی موت کی خبر اس کو سُنائی گئی تو اس نے پھر انا للہ الخ پڑھا اور اس کے لئے استغفار کیا۔ اس کے بعد اس کو اس کے شوہر مصعب بن عمیر کی موت کی خبر سُنائی گئی تو اس نے چیخ ماری اور جذبات سے بے قابو ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک عورت کا شوہر اس کے لئے ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ جب انہوں نے اس کا حشر دیکھا اس کے بھائی اور ماموں کے لئے اور چیخ مارنا اپنے شوہر پر۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۱۔۴۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۶۔۴۷۔ ابن ماجہ۔ حدیث ۱۵۹۰)

اس کے بعد وہ حضور ﷺ کا گزر ہوا کچھ گھروں کے پاس انصار کے گھروں میں سے بنو عبداللہ شہل سے اور بنوظفر سے۔ حضور ﷺ نے رونا سُنا اور نوحہ کرنے والیاں اپنے اپنے مقتولین پر۔ لہٰذا حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور آپ رو پڑے۔ پھر فرمانے لگے لیکن حمزہ کو تو کوئی رونے والی بھی نہیں ہے۔ سعد بن معاذ اور اسید بن جعفر دار بنی عبداللہ شہل کی طرف واپس لوٹے تو ان کا رونا سُنا حضرت حمزہ پر حضور ﷺ ان کی طرف باہر آئے اور وہ خواتین حضور کی مسجد کے دروازے پر حمزہ پر رو رہی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم عورتیں واپس چلی جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے گا، تم عورتوں نے اپنے دل سے غمخواری کی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴۲/۳۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۷)

(۳۵) اسی مذکورہ اسناد کے ساتھ مروی ہے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالواحد بن ابوعوف نے، اس نے اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابو وقاص سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت تھی انصار میں سے بنو ذیبان سے۔ اس کا شوہر شہید ہو گیا تھا اور اس کا بھائی بھی۔ اُحد کے جب لوگوں نے اس کو ان کی موت کی خبر دی تو اس نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ اس کو بتایا گیا کہ اے اُم فلاں! حضور ﷺ خیریت سے ہیں، وہ کہنے لگی کہ مجھے دکھاؤ کہ میں خود حضور ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں دور سے۔ اس کو اشارہ کر کے بتایا گیا کہ وہ رہے حضور ﷺ۔ جب خاتون نے حضور ﷺ کو دیکھ لیا تو کہنے لگی، اے میرے آقا! آپ کے بعد ہر مصیبت سہنا آسان ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴۲/۳۔۴۳۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۴۷)

باب ۴۷

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے ان کو ہرگز مُردہ نہ کہو، وہ اپنے ربّ کے پاس زندہ ہیں وہیں رزق کھاتے ہیں۔

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ ۔ فَرِحِيۡنَ بِمَاۤ اٰتٰٮهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ۙ وَيَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِالَّذِيۡنَ لَمۡ يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ مِّنۡ خَلۡفِهِمۡ ۙ اَلَّا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۘ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضۡلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۶۹)

(مفہوم) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں ان کو ہرگز مُردے نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ وہ اپنے ربّ کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔ اللہ نے انہیں جو اپنا فضل عطا کیا ہے وہ اس کے ساتھ نازاں و فرحان ہیں اور جو لوگ تا حال ان کے پیچھے پہنچ کر تا حال ان سے نہیں ملے ان کے بارے میں خوشی محسوس کرتے ہیں (کہ یہاں پہنچ کر ان کو بھی یہی اعزاز و اکرام حاصل ہوگا)۔ بایں سبب کہ ان پر بھی نہ کوئی خوف ہوگا نہ ہی کوئی غم ہوگا۔ اللہ کی طرف سے حاصل ہونے والے فضل اور انعام پر خوش ہوتے ہیں۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کا اجر و ثواب ضائع نہیں کرتے۔